انوارِ سیفیہ

حصہ

عقائدِ اہلسنّت و جماعت

مؤلفہ

حضرت علامہ مفتی احمد الدین سیفی توگیروی

الناشر

ادارہ سیفیہ مسجد تالاب والی باغبانپورہ لاہور

انوارِ سیفیہ

حصّہ

عقائدِ اہلسنّت و جماعت

مؤلفہ

حضرت علامہ مفتی احمد الدین سیفی توگیروی

الناشر

ادارہ سیفیہ مسجد تالاب والی باغبانپورہ لاہور

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب	:	انوار سیفیہ
مصنف	:	حضرت علامہ مفتی احمد دین توگیری
طباعت	:	اول
کمپوزنگ	:	المدینہ کمپوزرز 38-اردو بازار لاہور۔
تعداد	:	گیارہ صد
ناشر	:	ادارہ سیفیہ
	:	عامر برادرز الوھاب مارکیٹ لاہور۔
قیمت	:	Rs100-00

marfat.com

فہرست

مضامین	صفحہ
تقریظات:	
پیش لفظ	1
عقیدہ کی اہمیت	3
عقیدے کا معنی	6
ایمان	6
ایمان کا لفظی و شرعی معنی	6
ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے	7
ایمان قرآن کی روشنی میں	8
ایمان حدیث کی روشنی	8
بغیر ایمان کے عمل قبول نہیں	9
اسلام کا معنی	10
تصدیق کے باوجود علامات کفر سے کافر ہو جاتا ہے	11
کفریہ کلمات اور اس پر قاعدہ کلیہ	12
کفریہ کلمات کی پانچ اقسام	12
اسلام اور ایمان میں فرق	14
ایمان میثاق	15
بعض فقہاء کا مسلک	16
کیا میثاق کے بعد ان پر موت آگئی	17
گناہ کبیرہ سے ایمان سلب نہیں ہوتا	17
ایمان کی اقسام مجمل و مفصل	18
ایمان کا حکم اور موجب	20
کفر کا لغوی و شرعی معنی	20
تکذیب کی سات صورتیں	20
شرک کا معنی اور اس کی اقسام	21
عبادت کا معنی	23
عبادت و تعظیم میں فرق	23
اہل اللہ کی تعظیم شرک نہیں	24
نفاق اور اسکی اقسام	24
نفاق عملی کی چار علامات	25
نماز میں کاہلی	27
جہاد سے فرار	27
بدعت کا لغوی و شرعی معنی	29
بدعت کی اقسام حسنہ و سیئہ	30
امام نووی شرح مسلم کے حوالہ سے	30
مکتوبات امام ربانی کا حوالہ	31
غیر مقلد مولوی رحمانی کی شرح مرعات کے حوالہ سے	31
الحدیقہ الندیہ کے حوالہ سے بدعت کی پانچ اقسام	34
خصوصیات اسلام	40
نمبر1 اسلام پہلا مذہب ہے	40
نمبر2 اسلام انبیاء کا دین ہے	40
نمبر3 الہامی مذہب ہے	41
نمبر4 ایک وحدت قرار دیتا ہے	42
نمبر5 اصلاح باطن پر زور دیتا ہے	42
نمبر6 مکمل توازن کا دین ہے	43
نمبر7 مکمل ضابطہ حیات ہے	43
نمبر8 وحدت انسانی کا سبق دیتا ہے	44
نمبر9 کامل مساوات کا درس دیتا ہے	44
نمبر10 فرد و معاشرہ دونوں کا خیال رکھتا ہے	44

marfat.com

مضامین	صفحہ
نمبر11 عالمگیر مذہب ہے	45
نمبر12 عدل وانصاف کا حامی ہے	45
نمبر13 بین الاقوامی امن کا ضامن ہے	46
نمبر14 خدا کا آخری پیغام ہے۔	46
وجود باری تعالیٰ	48
توحید پر عقلی دلائل	48
نمبر1 انقطاع اسباب سے استدلال	48
نمبر2 حضرت عمر کا اعضاء انسانی سے استدلال	48
نمبر3 حضرت علی کا توحید پر استدلال	49
نمبر4 امام جعفر صادق کا کرن امید سے استدلال	49
نمبر5 لیموں سے استدلال	50
قرآن سے توحید و وجود باری تعالیٰ کا ثبوت	50
آیت نمبر1 ربط کائنات سے استدلال	50
آیت نمبر2 پانی کے نظام کی فراہمی سے استدلال	51
آیت نمبر3 تخلیق انسانی سے استدلال	52
آیت نمبر4 جانور کے دودھ سے استدلال	53
مراتب توحید	55
توحید ایمانی	55
توحید تقلیدی	55
توحید علمی	56
توحید حالی	56
وحدت الشہود	59
اس پر ایک مثال	60
پہلا فرق	61
حقیقت کی تین اقسام	61
ممکن، واجب، ممتنع	61
دوسرا فرق	62
توحید وجودی ابتدائی مقام اور شہودی منتہی مقام	62
تیسرا فرق	63
وجودی علم الیقین	63
شہودی عین الیقین	63
ایک سوال اور اس کا جواب	63
چوتھا فرق	64
پانچواں فرق	66
صفات باری کا وجود خارجی ہے	66
چھٹا فرق	66
وجودی صفات بندہ کو عین صفات حق خیال کرتے ہیں اور شہودی پر تو خیال کرتے ہیں	66
ایک اور سوال اور اس کا جواب	66
شہود پر دو مثالیں	67
شاہ ولی اللہ کے قول کی تردید	67
حضرت توکل شاہ کا ارشاد	68
حضرت خواجہ محمد معصوم کا فرمان	70
توحید کی چوتھی قسم توحید الٰہی	71
توحید کے فوائد	71
(1) وسعت نظر	71
(2) عزت نفس	71
(3) عجز و انکسار	72
(4) تقویٰ و طہارت	72
(5) شجاعت و جرات مندی	72
(6) سکون و اطمینان	72
(7) توکل و عزیمت	72
(8) عالمگیر معاشرہ	73
(9) غمگساری	73
(10) قناعت و بے نیازی	73
توحید سے متعلق گیارہ عقائد	73
فرقہ جبریہ کی تردید	78
فرقہ قدریہ	79
کسب کی تشریح	80
خیر و شر کا مسئلہ	81

marfat.com

مضامین	صفحہ
شرکی نسبت خدا کی طرف کرنا بے ادبی ہے	82
ایک شبہ اور اس کا ازالہ	83
جبر و اختیار کا فرق	85
توفیق و استدراج	86
تقدیر کی وضاحت	88
تقدیر سے متعلق حضرت علی کا فرمان	89
تقدیر کی دو اقسام	89
قضاء کا مفہوم	92
ضرورت نبوت پر پانچ دلائل	92
نبی کی تعریف شرعی	99
نبی اور رسول میں فرق	99
عقیدہ= انبیاء علیھم السلام دنیا میں اللہ کے نائب ہیں	99
رسول بحیثیت نمونہ عمل	100
آپ کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے	100
رسول کی اتباع	101
اتباع و اطاعت میں فرق	101
حج میں نمونہ عمل	103
روزہ میں نمونہ عمل	103
رسول شارع کی حیثیت	104
شواہد	106
رسول بحیثیت قاضی	107
عقیدہ عصمت انبیاء	109
عصمت پر عقلی دلائل	109
چار نقلی دلائل	110
زلات	111
انہ لیغان علی قلبی کی تشریح	113
زلات کی حکمتیں	114
انبیاء نے احکام الٰہی میں کمی و بیشی نہ کی	114
عقیدۂ معجزات انبیاء	115
پچیس معجزات کا ذکر	116
عقیدہ حضور بیک وقت نور اور بشر ہیں	117
نورانیت مصطفےٰ	118
عقیدہ= حضور کا سایہ نہ تھا	120
عقیدہ= انبیاء زندہ ہیں	122
عقیدہ= حضور روضہ انور سے تمام مخلوق کا مشاہدہ فرمار ہے ہیں	126
آپ امت کے اعمال سے باخبر ہیں	129
آن واحد میں متعدد مقامات پر حاضر ہونا	129
شواہد	131
عقیدہ= حضور کے اخص الخصائص	132
اسراء و معراج میں فرق	132
عقیدہ معراج برحق ہے	132
جسمانی معراج پر سات دلائل	133
آیات کبریٰ کا مشاہدہ کرنا	134
مولانا جامی کا قول	134
عقیدہ= شفاعت برحق ہے	135
شفاعت کی گیارہ اقسام	137
عقیدہ انبیاء و اولیاء سے توسل جائز ہے	138
توسل کی چار اقسام	i39
حضرت امام اعظم اور وسیلہ	142
حضور سے توسل پکڑنا سنت انبیاء ہے	143
فرمان شافعی اور قبر امام اعظم سے قضاء حاجات کے لئے کچھ مانگنا	143
عقیدہ= ختم نبوت	144
اس پر تین عقلی دلائل	145
عقیدہ= نفس نبوت میں تمام انبیاء برابر ہیں	148
عقیدہ= تعظیم رسول فرض ہے	150
آداب رسول ؐ	151
بعد از وصال شریف بھی تعظیم لازم ہے	153
صحابہ کرام اور تعظیم رسول ؐ	154
عقیدہ= محبت رسول فرض عین و اصل ایمان ہے	160

marfat.com

مضامین	صفحہ
علامات محبت	163
نمبر1=اقتداء	163
نمبر2=قول و فعل سے دین مصطفےٰ کی حمایت	163
نمبر3=ذکر مصطفےٰ کے وقت تعظیم اور تواضع انکساری کا اظہار	164
نمبر4=کثرت شوق دیدار مصطفےٰ	164
نمبر5=محبت قرآن	165
نمبر6=سنت سے محبت اور احادیث کا پڑھنا	165
نمبر7=آپ کے نام و ذکر سے لطف اندوز ہونا	165
نمبر8=اہل بیت' صحابہ اور مدینہ سے محبت	165
نمبر9=کثرت ذکر	166
نمبر10=امت پر شفقت	166
نمبر11=علماء مشائخ سے محبت	167
نمبر12=کثرت سے صلوۃ و سلام پڑھنا وغیرہ	167
عقیدہ=رسول اکرم کی اطاعت اور اتباع فرض ہے	167
اتباع اور اطاعت میں کیا فرق ہے	169
صحابہ اور اتباع رسول ﷺ	169
اتباع رسول میں سات مراتب	170
عقیدہ=رسول کی شان میں گستاخی کرنے والا مرتد ہے	177
گستاخ رسول واجب القتل ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی	179
حضور اکرم کو ثالث تسلیم نہ کرنے والا کافر و مرتد ہے	181
خلیفہ ثانی کے نزدیک گستاخ رسول واجب القتل ہے	182
گستاخ رسول کا قتل مباح ہے	182
معمولی لفظی گستاخی بھی کفر ہے	183
علماء محدثین و مفسرین اور فقہائے کرام کے اقوال	185
عقیدہ=ندائے رسول جائز ہے	188
اس پر دلائل	188
عقیدہ=نبی الانبیاء کی ولادت کی خوشی منانا جائز ہے	190
عقیدہ=تمام سماوی کتابیں اور صحیفے برحق ہیں	194
عقیدہ=قرآن آخری الہامی کتاب ہے	195
نزول قرآن کی کیفیت اور اس کی ابتداء	197
اعجاز قرآن اور اس کی بارہ وجوہ	198
عقیدہ=قرات سبعہ برحق ہے	199
قرات سبعہ کے علاوہ کسی قرات کا منکر کافر نہیں ہو گا	200
علوم قرآن	201
مضامین قرآن پانچ ہیں	203
آداب تلاوت قرآن (گیارہ)	205
ترتیب قرآن	209
جامع القرآن	209
محکمات و متشابہات	210
وحی کا بیان اور اقسام	211
تلاوت کے اعتبار سے وحی کی اقسام	214
حدیث کا لغوی معنی	214
اقسام حدیث	215
اقسام کتب حدیث اور طبقات کتب حدیث	217
عقیدہ=حجیت اجماع	219
عقیدہ نبی اکرم کے تمام اصحاب تمام امت سے افضل ہیں	220
عشرہ مبشرہ اصحاب	223

marfat.com

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
عقیدہ= خلفائے راشدین میں فضیلت کی ترتیب' خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے	225	ذکر ملک الموت	264
صحابہ کا اختلاف اجتہادی خطائیں ہیں	228	وجہ تسمیہ	265
عقیدہ= اہل بیت کی تعظیم و توقیر اور محبت کرنا فرض ہے	229	عقیدہ= عذاب قبر وجہ تسمیہ	266
تقلید کی اقسام	234	ضغطہ قبر	267
تقلید کا ثبوت	235	آٹھ لوگوں سے سوال نہیں ہو گا	268
علماء و مفسرین و محدثین و صوفیہ کے اقوال	239	عذاب قبر سے نجات کے اسباب	268
تقلید شخصی کا اجراء	240	وہ اسباب جن سے عذاب قبر ہوتا ہے	271
تقلید کا مذاہب اربعہ میں انحصار ہے	241	عقیدہ= زندوں کے عمل اور سعی سے نوت شدگان کو فائدہ پہنچتا ہے	271
چاروں مذاہب میں انحصار فضل الٰہی ہے	242	ایصال ثواب	272
صوفیہ کرام بھی مقلد تھے	242	صدقہ سے میت کو فائدہ	273
تمام محدثین مقلد تھے	243	فقہی مسئلہ	274
مسلک حنفی کی برتری	243	قرآن کریم کی تلاوت اور دیگر اذکار کا ثواب	275
حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا اجمالی تعارف	246	علماء کے اقوال و فتاوئی	276
امام ابو حنیفہ کے بارے میں بشارت نبوی	247	مقام افسوس	282
وہ اوصاف جن کی وجہ سے آپ اپنے بعد والوں سے ممتاز تھے	248	کھانا وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنے کا جواز	283
آپ کے بارے میں اقوال علماء و مشائخ	250	شاہ ولی اللہ سے طعام پر فاتحہ کا ثبوت	285
کون سے سلسلے میں فیض نہ پہنچا ان کا	252	شاہ عبد العزیز سے طعام پر فاتحہ کا ثبوت	286
عقیدہ= کرامات اولیاء برحق ہیں	255	مولوی اسمٰعیل دہلوی سے طعام پر فاتحہ کا ثبوت	289
وحی کی تعریف	255	حاجی امداد اللہ صاحب کا فیصلہ	290
حضرت بہاالدین نقشبند کا واقعہ	256	عقیدہ= ہر میت مسلمان ہو یا کافر آواز سنتی ہے	292
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کا روحانی تصرف	257	مومن قبر میں سلام کا جواب دیتا ہے	294
راقم الحروف کا واقعہ بیعت	257	اولیاء کاملین اہل قبور کے جواب کو سنتے ہیں	295
کرامت کی اقسام	259	عقیدہ زیارت قبور	296
عقیدہ= میت سے سوال جواب	260	اولیاء کاملین کے مزارات سے استفادہ	300
منکر نکیر کی صفات	264	کشف قبور	301
		قرب ولایت کا فیض	301

marfat.com

مضامین	صفحہ
ابوالحسن خرقانی کا حضرت بایزید بسطامی سے اخذ فیض	303
اویسی فیض لینے کا طریقہ	303
مزار پر حاضری دینے کا طریقہ	305
عقیدہ = اولیاء کاملین کے مزارات پر گنبد بنانا جائز ہے	305
عقیدہ ملائکہ کا بیان	308
ملائکہ کی حقیقت	308
گناہوں سے معصوم ہیں	308
وہ مکرم بندے ہیں	308
تسبیح و تہلیل کرتے ہیں	309
نیک بندوں کی مدد کرتے ہیں	310
ان کی تعداد خدا ہی جانتا ہے	310
افضل فرشتے	310
انسان افضل یا فرشتہ	310
عقیدہ = جنات کا بیان	311
عقیدہ = علامات قیامت	312
علامات صغریٰ	312
علامات کبریٰ	314
امام مہدی کا اسم گرامی اور حلیہ مبارک	314
امام مہدی کے متعلق کچھ تفصیل	315
تیسری علامت، دجال کا فتنہ	316
دجال کا حلیہ و خروج	316
شعبدے اور استدراج	317
چوتھی علامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور نزول کی تفصیل	318
عدل و انصاف کا بول بالا	319
پانچویں علامت یاجوج وماجوج	320
زمین کو حکم	320
خلافت جہجہ کا ذکر	321
دخان کا ذکر	321
طلوع آفتاب کا ذکر	321
دابۃ الارض کا بیان	322
ہوا، کفار حبشہ، آتش و صور کا بیان	322
دوسری مرتبہ صور پھونکنا	325
میزان و حساب و کتاب برحق ہے	326
عقیدہ = صراط جہنم برحق ہے	329
پل صراط	329
مصطفیٰ کی غمگساری	330
اعراف کا بیان	331
عقیدہ = جنت و دوزخ برحق ہے	333
اہل جنت کی کیفیت	333
جنت کی جھلک	340
زبور کی تلاوت	342
رسول اکرم ﷺ کی تلاوت قرآن	343
خدا کی تلاوت اور دیدار خداوندی	344
وسع کرسیہ السموت والارض	347
الرحمن علی العرش استویٰ	348
دوزخ کا بیان	349
وصیت	352

marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

إقرأ باسم ربك الذي خلق

خلق الإنسان من علق

إقرأ وربك الأكرم الذي علم بالقلم

القرآن الحكيم

علم الإنسان ما لم يعلم

marfat.com

تقریظ:

بحکم قیوم زماں شیخ المشائخ قدورۃ السا لکین فائز بمقام عبدیت سیدنا و مرشدنا اخند زادہ حضرت سیف الرحمٰن پیرارچی خرسانی مرشد آباد خیبرایجنسی باڑہ پشاور۔

تحریر: استاذ العلماء پیر طریقت علامہ مولانا محمد امین اللہ سیفی نقشبندی مدرس دارالعلوم سیفیہ مرشد آباد منڈی کس خیبرایجنسی باڑہ پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

کتاب مستطاب انوار سیفیہ کے بعض مضامین کا مطالعہ کیا حضرت مولانا پیر طریقت احمد الدین توگیروی نقشبندی سیفی خلیفہ مطلق مرشد ناقیوم زماں سیف الرحمٰن آخند زادہ پیرارچی خراسانی نے نہایت مدلل اور جامع طور پر تقریباً تمام عقائد کو جمع کر دیا ہے یہ کتاب اہلسنّت و جماعت کے عوام کے لیے بالعموم اور سیفی حضرات کے لئے بالخصوص نہایت مفید ہے عقائد کے ساتھ ساتھ تصوف بھی بیان کیا میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت بخشے اور عوام و خواص کے لئے مفید ثابت ہو اور مولانا صاحب کو مزید خدمت دین متین کی توفیق عطا ہو آمین بجاہ سید المرسلین

محمد امین اللہ نقشبندی سیفی

marfat.com

تقریظ:

شیخ الحدیث و التفسیر ناظم استاذ العلماء پاکستان مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی صاحب ناظم اعلیٰ تنظیم المدراس پاکستان و ناظم اعلیٰ مدرسہ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

اسلامی نظام حیات' معاشرہ اور اعمال و عبادات کی صحت کا دارومدار عقائد کی صحت پر ہے اگر اسلامی عقائد فاسد ہو جائیں تو ہر قسم کے اعمال و عبادات خود بخود فاسد قرار پائیں گے۔ مثلاً نماز کیلئے وضو اور طہارت شرط ہے کہ طہارت کے بغیر نماز جائز نہیں' یہ ایک اسلامی عقیدہ ہے۔ اس اسلامی عقیدہ کے صحت و فساد کے لحاظ سے نماز کی تین صورتیں ہیں۔

1- کوئی مسلمان اس عقیدہ کو قائم رکھتے ہوئے اس پر عمل کرتے ہوئے وضو کے ساتھ نماز ادا کر گیا تو یہ نماز اور وضو قابل اجر و ثواب' عبادت قرار پائیگی۔

2- اس عقیدہ پر قائم ہے مگر سستی اور کوتاہی کی وجہ سے نماز کو ترک کر دیتا ہے تو وہ گنہگار ہو گا توبہ کرنے سے یہ گناہ معاف ہو سکتا ہے بلکہ کسی وقت احساس پیدا ہونے پر اس ترک شدہ نماز کو قضاء بھی کر سکتا ہے اس طرح توبہ اور قضاء سے اپنے گناہ کا ازالہ کر سکتا ہے۔

3- کسی نے یہ عقیدہ چھوڑ دیا اور خیال کر لیا کہ نماز کیلئے طہارت شرط نہیں ہے اور طہارت کے بغیر بھی نماز جائز ہے تو وہ شخص طہارت کر بھی لے اور نماز بھی پڑھ لے بلکہ نماز کے ارکان قیام' قرات' رکوع اور سجدہ میں انتہائی خشوع اور خضوع سے کام لے اور اس عمل کو نیکی اور عبادت تصور کرے' دیکھنے والے حضرات بھی اس کو نمازی اور عبادت گذار قرار دیں۔ لیکن اس کے باوجود اس کا

marfat.com

یہ سارا عمل بے کار اور وقت کا ضیاع ہو گا اس کا یہ عمل بلکہ سارے اعمال باطل ہو جائیں گے کیونکہ نماز کیلئے طہارت ضروری ہونے کا اسلامی عقیدہ فاسد ہو جانے پر وہ اسلام سے خارج ہو گیا اور ایمان سے محروم ہو گیا' اس لئے اس کے اعمال کے بحال ہونے کا امکان ختم ہو گیا' غرضیکہ عقیدہ محفوظ ہو تو عمل میں کوتاہی ہی کا ازالہ ہو سکتا ہے مگر عقیدہ فاسد ہو جائے تو کوئی عمل کار آمد نہیں ہو سکتا اس مثال سے واضح ہو گیا کہ عقیدہ کی صحت کتنی ضروری ہے' موجودہ پر فتن دور میں جہاں اعمال صالحہ میں کمزوری پیدا ہو گئی ہے وہاں عقائد اسلامی میں بھی بگاڑ پیدا ہو گیا ہے' اس لئے اچھا ہوا کہ مولانا احمد دین توگیروی زید مجدہ نے اردو زبان میں اسلامی عقائد کو تفصیلاً" پیش کیا ہے۔ امید ہے کہ قارئین اس کتاب کے پیش نظر اپنے عقائد کا جائزہ لیں گے۔

محمد عبد القیوم ہزاروی

marfat.com

تقریظ:

حضرت العلام شیخ الحدیث جامع معقول و منقول شیخ الحدیث پیر طریقت مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری نقشبندی سیفی جامعہ نظامیہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

ہر انسان اپنی چار روزہ زندگی کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے کوشاں ہے' اکثریت کی تگ و دو دنیاوی دولت اور خوشحالی تک محدود رہتی ہے' حالانکہ دنیا اور آخرت کی کامیابی کا راز اس میں مضمر ہے کہ آدمی اسلام کا مثالی انسان بن کر آخری دم تک زندہ رہے اور اسی حالت میں اس دنیا سے رخصت ہو جائے۔

اسلام کا آئیڈیل انسان وہ ہے جس کے عقائد' ظاہری اعمال' دل کے اوصاف و احوال اور اخلاق قرآن و حدیث کے مطابق ہوں اور وہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کا چلتا پھرتا پیکر محسوس ہو۔

حضرت شیخ المشائخ مرشدنا اخند زادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی مدظلہ العالے کے خلیفہ مطلق' پیر طریقت مولانا احمد دین توگیروی زید مجدہ نے پیش نظر کتاب میں اسلامی عقائد عام فہم انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے' اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور عوام و خواص کے لئے نفع بخش بنائے۔ آمین۔

محمد عبد الحکیم شرف قادری نقشبندی

marfat.com

از قلم پیر طریقت رہبر شریعت قدوۃ السا لکین حضرت علامہ پیر محمد عابد حسین سیفی نقشبندی

مہتمم دارالعلوم جیلانیہ رضویہ نادر آباد (بیدیاں روڈ) لاہور۔

تقدیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج کے اس پر فتن دور میں جب کہ انسان مادیت کا شکار ہے لا دینی نظریات کی بھر مار نے عام انسانوں کے ذہنوں کو مفلوج بنا کر رکھ دیا ہے۔ اور مغربی تہذیب و تمدن نے ہمارے ذہنوں کے ساتھ ساتھ ہماری بصیرت اور عقائد و عمل والی سوچ کو ماؤف کر کے رکھ دیا ہے۔ اور علماء ظاہر کی بے عملیوں کی وجہ سے علماء باطن سے بھی لگاؤ کم ہوتا رہا ہے۔ دین کی کتابوں کے مطالعہ کی بجائے ناول کی کتابوں کی شوق بڑھتا جا رہا ہے تو اس دور میں ایسی شخصیات کے میدان میں آنے کی ضرورت تھی کہ جن میں گفتگو کے ساتھ اصلاح باطن بھی ہو جائے۔ یہ دولت عظمی اور نعمت کبری بغیر علم باطن کے حاصل نہیں ہو سکتی کہ علم ظاہر کے ساتھ ساتھ علم باطن حاصل کرنا فرض ہے اور اگر جس نے ظاہری علم کے ساتھ علم باطن حاصل کیا اور وہ انبیاء علیہ السلام والسلام کا صحیح واث ہے۔

حضرت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی سرہندی تحریر فرماتے ہیں

فان احب عباد اللہ الی اللہ من حبب عباد اللہ امی اللہ وھوا الداعی والمبلغ شنید باشند کہ در خبر آمد است فردائے قیامت سیاہی علما با خون شہداء فی سبیل اللہ وزن کنندہ پلہ آن سیاہی بریلہ آن خون راج آیدہ و امتان را این دولت میسر شدہ نہ است ہر چہ طفیلی و ضمنی است اصل اصل است و فرع **مستنبط** از اصل از بنجائے فضل و داعیان و مبلغان در درجات متفاو تند علما بہ تبلیغ ظاہر مخصوصند و مبتہ

marfat.com

و صوفیہ بباطن اہتمام در ندسہ و ان کہ عالم صوفی است کبریت احمراست و شیان دعوت و تبلیغ ظاہر نماید و ہم تبلیغ باطن وہم بظاہر دعوت کند وہم بباطن "کان فی الاقتصاد قصور ینا فی اطلاق الفضل فافہم ولا تکن من القاصرین بلے ظاہر ہرچہ عمدہ است و مناط است ظاہرے باطن نا تمام است و باطن بے ظاہر نا فرجام و آنکہ باطن رابظاہر جمع سازد کبریت احمراست ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انک علی کل شی قدیر و السلام علی من اتبع الھدے

ترجمہ :- کیونکہ اللہ تعالٰی کے بندوں میں سے اللہ تعالٰی کے نزدیک پیارا وہ شخص ہے۔ جو اللہ تعالٰی کو اپنے بندوں کے نزدیک اور بندوں کو اللہ تعالٰی کے نزدیک پیارا محبوب بنائے اور وہ شخص دعوت و تبلیغ کرنے والا ہے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ خبر میں آیا ہے کہ قیامت کے دن علماء کی سیاہی کو فی سبیل اللہ شہیدوں کے خون کے ساتھ وزن کریں گے۔ اور اس سیاہی والا پلہ اس خون والے پلے پر راج اور غالب آجائے گا۔ باقی امت کے۔لوگوں کو یہ دولت میسر نہیں ہوئی جو کچھ رکھتے ہیں۔ طفیلی اور ضمنی اصل اصل سے ہے او فرع اصل سے مسیط ہے۔ اس بیان سے امت کے داعیان اور مبلغین کی فضیلت معلوم کرنی چاہیے۔ اگرچہ دعوت و تبلیغ میں بہت سے درجات ہیں اور داعیان مبلغین اپنے اپنے درجات میں متفاوت ہیں۔ علماء تبلیغ ظاہری کے ساتھ مخصوص ہیں اور صوفیہ باطن کے ساتھ اہتمام رکھتے ہیں۔ اور جو کوئی عالم صوفی ہے وہ کبریت احمر یعنی اکسیر ہے اور ظاہری و باطنی دعوت و تبلیغ کے لائق ہے۔ اور پیغمبر علیہ الصلوۃ و السلام کا نائب و راث ہے۔ بعض لوگ اس امت کے محدثین جو احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ کرتے ہیں۔ تمام امت سے خود کو افضل جانتے ہیں۔ اگر مطلق اور عام طور پر افضل جانتے ہیں۔ تو محل خدشہ ہے اور اگر ظاہری مبلغین کی نسبت سے ہے تو ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مطلق فضیلت اس جامع مبلغ کیلئے ہے جو ظاہری و باطنی تبلیغ کرتا ہے اور ظاہر میں بھی دعوت کرتا ہے اور باطن میں بھی ترجمہ (کیونکہ اقتصاد میں قصور ہے جو فضل کے اطلاق کرنے کے منافی ہے پس سمجھ اور کوتاہ نظروں

marfat.com

میں سے نہ ہو) ہاں ظاہر ہر چند عمدہ اور نجات کا مدار اور بڑی برکت والا اور عام نفع والا ہے۔ لیکن اس کا کمال باطن پر موقف ہے ظاہر بغیر باطن کے نا تمام ہے اور باطن بغیر ظاہر کے نافرجام اور وہ شخص جو باطن کو ظاہر کے ساتھ جمع کرے کبریت احمر یعنی سرخ گندھک (کیمیا) ہے۔

ترجمہ :(یا اللہ تو ہمارے نور کو پورا کر اور ہمیں بخش تو تمام چیزوں پر قادر ہے)

سلام اس شخص پر جس نے ہدایت اختیار کی تعلیمات تعلیم کی جمع ہے علم سے انسان کے تعلق کے چند مراحل ہیں۔

(1) تعلیم (حصول علم) حاصل کرنا

(2) حاصل کردہ علم کے مطابق عمل

(3) تعلیم (سکھانا) لہٰذا سب سے پہلے علم کے مفہوم سے آگاہی ضروری ہے تاکہ لفظی اور حقیقی علم میں تمیز ہو سکے۔

علم :۔ علم جہل کی ضد ہے اور اس کے لفظی معنی جاننا ہیں اور ایک شعور اور معرفت علم کے مرادفات ہیں۔ گو کہ علم لفظی معانی کے اعتبار سے کسی چیز کو جاننے کا مفہوم ظاہر کرتا ہے۔ لیکن علم حقیقت کے اعتبار سے کسی ایسی چیز کو جاننے کا مفہوم ظاہر کرتا ہے جو معرفت الٰہی کا باعث ہو اخلاقی اور روحانی اقدار کا امین محبت اور رافت کا علمبردار خلق خدا کی بھلائی کا ضامن اعلیٰ اخلاق روشن کردار اور کامل ترین حیرت کے ذریع انسانیت کی بلند ترین منزل پر پہنچنے میں مد و معاون ہو۔ قرآن و سنت کے تتبع کے بعد علم کا خاکہ یوں سامنے آتا ہے۔ کہ علم خشیت الٰہی کا موجب ہے۔

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء(4) گلستان کائنات علم سے مزین ہے۔ علم میراث انبیاء ہے۔ علم عقل و دانش دونوں کا مقتضی ہے۔

(5) علم رضائے الٰہی کا باعث طلب علم عبادت' تلاش علم جہاد اور حلال و حرا کے درمیان امتیاز کا نشان ہے' جنت کے راستوں میں روشنی کا ستون' تنہائی میں مونس' پردیس میں رفیق' خلوت میں ندیم' اور دشمن کے مقابلے میں ہتھیار ہے۔ علم دوستوں

marfat.com

میں زینت اور بلندی تک پہنچنے کا زینہ ہے۔ علم دین کا ستون اور تکمیل سیرت کے ذریعے دوسروں کیلئے مشعل راہ بننے کا ذریعہ ہے۔

(6) امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

غایتھا معرفتہ اللہ عزوجل علم کا مقصد اللہ کی معرفت ہے۔

(7) حضرت داتا گنج بخش فرماتے ہیں وہ علم جس کا منافع اخروی کے ساتھ کچھ تعلق نہ ہو مذموم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

و یتعلموں ما یضر ھم ولا ینفعھم اور وہ چیز سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچائے اور نفع بخش نہ ہو۔

(8) آپ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ بھی ایسے علم سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

(اللھم انی اعوذ بک من علم لا ینفع اے میں میں غیر نفع بخش علم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ علیہ علم کے مفہوم کے ضمن میں حضرت ابو علی ثقفی قدس سرہ کا قول نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں۔

العلم حیاۃ القلب من الجھل و نور العیون من الظلمۃ علم، جہالت(کی موت) سے دل کی زندگی ہے اور اندھیرا (کفر) سے آنکھوں کی روشنی ہے۔ حضرت داتا صاحب فرماتے ہیں۔ انسانی عمر کوتاہ ہے۔ پس ایسے علم سیکھے جائیں جو ضروری ہوں یعنی جو معرفت خداوندی پیدا کریں اور مخلوق خدا کے کام آئیں۔

(9) حضرت امام مالک فرماتے ہیں

الیس العلم بکثرۃ الرویات انما العلم نور یضعہ اللہ فی قلوب الرجال)

علم کثرت روایات کا نام نہیں بلکہ یہ ایک نور ہے جو اللہ کی طرف سے انسانی قلوب میں رکھا جاتا ہے۔ اس کی روشنی سے قرآن و سنت کی حقیقتیں منکشف ہوتی ہیں اور انسان کو اسلامی زندگی پر عمل پیرا کرتی ہیں۔

(10) حضرت امام غزالی کا مجموعی تصور یہ ہے کہ علم اللہ کا نور ہے جس کی ایک تجلی عقل ہے۔ عقل سے وہ جملہ علوم متعلق ہیں جو صالح امور دین سے بحث کرتے ہیں

marfat.com

لیکن علم کی ایک برتر نوع بھی ہے جس کا منبع وحی و الہام ہے اور جو براہ راست فیضان الٰہی سے وابستہ ہے یہی علم یقینی اور قطعی ہے۔

(۱۱) مشہور مورخ علامہ ابن خلدون کے نزدیک علم کا عرفان انسانی معاشرے کے لیے فطری ہے کہ یہی چیز اسے دوسرے حیوانوں سے ممتاز کرتی ہے۔ یہی چیز اسے لوگوں سے اشتراک عمل ' اقتصادی روابط' لین دین اور معاشرے میں زندہ رہنے کا سلیقہ سکھاتی ہے۔

اور حضرت سیدی و مرشدی اخند زادہ مبارک دامت برکاتہم العالیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ جس علم کا ان صوفی علماء نے تذکرہ کیا ہے - اس سے مراد علم باطن ہے اور وہی معرفت خدا کا ذریعہ ہے۔ اس کی مثال ایسے جیسے کسی شخص نے وضو پر وضو کیا۔ یعنی صوفی کی مثال ایسے ہے کہ جیسے کوئی آدمی بیمار ہوتا ہے تو بیماری کی صورت میں کسی ڈاکٹر کے پاس جانا پڑے گا۔ اگر بخار ہے تو ڈاکٹر صاحب بخار کا علاج کریں گے اگر ٹی بی ہے تو ڈاکٹر صاحب ٹی بی کا علاج کریں گے کیونکہ ڈاکٹر صاحب جسمانی امراض کے معالج ہیں۔

جس طرح جسم بیمار ہوتا ہے اس طرح روح بھی بیمار ہوتی ہے روح کی بیماریوں کے نام جھوٹ' حسد' کینہ' خود داری وغیرہ۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کبھی روحانی بیمار کو ڈاکٹر کے پاس لے جایا جائے کہ ڈاکٹر صاحب یہ جھوٹ بولتا ہے۔ اس کا علاج کریں تو روئے زمین پر کسی ڈاکٹر کے پاس جھوٹ کا علاج نہیں۔ تو یقیناً روحانی بیمار کو کسی روحانی معالج کے پاس لے جانا پڑے گا تو روحانی بیماریوں کا علاج وہی کر سکتے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت سے حصہ ملا اور علم معرفت حاصل کیا اور کسی شیخ کامل و مکمل سے تربیت حاصل کی تو حضرت پیر طریقت بحرالعلوم آفتاب علم ظاہر و باطن علامہ صوفی حکیم احمد دین صاحب سیفی توگیروی انہی افراد میں سے ہیں جو کہ جسمانی معالج ہیں روحانی بھی تو آپ نے علوم ظاہر منقولات و معقولات کی مکمل تعلیم حاصل کرنے کے بعد روحانی تعلیم حاصل کرنے کے لئے حضرت خواجہ مشتاق صاحب توگیروی سجادہ

marfat.com

نشین آستانہ عالیہ توگیرہ شریف (ضلع بہاولنگر) سے اکتساب فیض کیا حضرت کے وصال کے بعد بیعت ثانی کے لئے اس زمانے کے عظیم شیخ اور علم ظاہر و باطن کے گوہر نایاب قیوم زماں غوث دوراں حضرت اخند زادہ سیف الرحمٰن صاحب پیر ارچی و خراسانی سے حاصل کیا تو حضرت سے سلاسل اربعہ کے سلوک کی تکمیل کے بعد خلافت مطلقہ حاصل کی تو حضرت سرکار عالی مولانا صاحب کے علم و فضل اور تقوی عملی استعداد کو دیکھنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ احمد دین صاحب الحمد للہ قطب لاہور ہیں' اور مشاہدات کا عجیب عالم ہے کہ جس پر مولانا توجہ فرمائیں اس کی روحانی ترقی کا عجیب و غریب عالم ہو جاتا ہے۔ کہ مشاہدات میں وہ کہاں کا کہاں پہنچ جاتا ہے اور پھر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ کی ترویج میں دن رات کوشاں ہیں آپ سرکاری ملازم ہونے کے ساتھ ساتھ فصیح البیان خطیب بھی ہیں۔ نیز علم قرآن حدیث فقہ منطق فلسفہ ریاضی' حکمت' صرف و نحو' تجوید قرات وغرہ کے علاوہ علم تصوف میں خاصی دسترس رکھتے ہیں۔ تو حقیقت یہ ہے کہ مذہبی اور اخلاقی انحطاط کے اس پر فتن دور میں اس موضوع پر قلم اٹھائے اور گمراہ انسانوں کو خدا کی طرف راغب کرنا بلا شبہ وقت کی اہم ضرورت ہے اور یہ اللہ والوں کا ہی حصہ ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا صاحب کی عمر درواز فرمائے تاکہ مخلوق خدا ان سے فائدہ حاصل کرتی رہے آمین۔

حالات مصنف

تعلیم :- ساڑھے چھ سال دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور ضلع اوکاڑہ تک تعلیم حاصل کی ساڑھے تین سال تک جامعہ اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ میں۔ منطق و فلسفہ اصول فقہ 'علم ہیت اقلیدس 'اور علم میراث وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔

دور حدیث :- جامعہ جامعہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد میں علم حدیث کی مشہور کتب تک پڑھایا اور صحاح ستہ پڑھیں

تدریس :- عرصہ 6 سال 'مدرسہ عربیہ کمال العلوم آستانیہ عالیہ توگریہ شریف ضلع

marfat.com

بھاولنگر صحاح ستہ پڑھانے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ متعدد بار کافیہ غیرہا سے لیکر آخر تک جملہ فنون پڑھائے

2- جامعہ رضویہ ہارون آباد ضلع بہاولنگر میں صرف 3 ماہ تدریس کی پھر آب و ہوا موافق نہ آنے کی وجہ سے وہاں سے چھوڑنا پڑا

3- 1980ء میں ایک سال جامعہ حیمیہ گڑھی شاھو میں ہدایہ اخرین، شرح وقایہ، شرح عقائد، شرح اوقلیدس، میر زاہد رسالہ قطبیہ (منطق) کی قاضی مبارک پڑھائیں۔

4- دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں درس نظامی کی متوسط اور منتہی کتابیں پڑھائیں

-

5- جامعہ نعمانیہ بھاٹی گیٹ لاہور میں (3 ماہ تک سکول کی موسم گرما کی تعطیلات میں) اب گورنمنٹ مسلم ہائی سکول باغبانپورہ میں بطور عربی ٹیچر تعینات ہیں۔

تصانیف:- صرف توگیروی غیر مطبوعہ (250 صفحات) آداب شیخ مطبوعہ توگیرے شریف (36 صفحات)۔ (3) شجرہ توگیرویہ عربی (32 صفحات) نمبر 4:- مشائخ توگیرا اردو ترجمہ انوار الاسرار فارسی۔ نمبر 6 ترجمہ جواہر البحار حصہ سوم مطبوعہ مکتبہ حامدیہ لاہور۔ نمبر 7 انوار سیفیہ کتاب ھذا نمبر 8 کتاب التوحید (وحدت الوجود و شہود) نمبر 8- اردو ترجمہ مناظرہ وزیرستان (فارسی)

اکتساب فیض:- حضرت خواجہ میاں مشتاق احمد توگیروی سجادہ نشین آستانہ عالیہ توگیرے شریف سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی اور ان سے خلافت حاصل کی۔

2- حضرت مولانا اختر رضا خاں بریلوی نے از راہ محبت سلسلہ قادریہ کی اجازت عطا کی۔

3- چشتیہ قادریہ سہروردیہ میں حضرت مولانا میاں محمد طاہر مرحوم سجادہ نشین حضرت بو علی قلندر ساکن لاہور سے فیض یافتہ اور ہرسہ سلاسل میں خلافہ مجاز۔

4- حضرت قیوم زماں شیخ الشیوخ حضرت سیف الرحمٰن اخند زادہ پیر ارچی خراسانی دامت

marfat.com

برکاتیہ کے چاروں سلاسل میں مطلق خلیفہ مجاز

کچھ اس کتاب کے بارے میں :- یہ کتاب پانچ حصوں پر مشتمل ہے۔ اول توحید اور اس سے متعلقہ عقائد

دوم نبوت :- اس میں ضرورت نبوت، ختم نبوت، افضلیت مصطفیٰ محبت، تعظیم رسول اور گستاخی سے انتداد کا لزوم، علوم رسول، حیات انبیاء توسل شفاعت، عظمت قرآن، ندائے یا رسول اور میلاد کا ثبوت کے عنوانات پر بحث کی گئی ہے۔

سوئم صحابہ کی شان :- شان صحابہ شان اہلبیت، حجیت حدیث، حجیت اجماع، تقلید، حقانیت کا مذاہب اربعہ میں انحصار، خصوصیات مذہب حنفی، شان امام اعظم اور کرامات اولیاء کے عنوانات ہیں۔

احوال برزخ :- احوال برزخ، جو کہ میت سے سوالات، عذاب قبر۔ ایصال ثواب، مروجہ ختم، مزارات پر گنبد بنانا، مزارات اولیاء سے اخذ فیض کے مضامین ہیں۔

چہارم احوال آخرت :- ملائکہ و جنات برحق ہیں علامات قیامت صغریٰ و کبریٰ، احوال قیامت اور جنت و دوزخ کے احوال پر مشتمل ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ اردو زبان میں اتنی تفصیل سے آج تک کوئی کتاب نہیں لکھی گئی یہ کتاب ہر سنی کے پاس ہونی چاہیے۔

دعا گو : خاک راہ صاحبدلاں

محمد عابد حسین سیفی

بانی و مہتمم دارالعلوم جیلانیہ رضویہ نادر آباد (بیدیاں روڈ) لاہور کینٹ۔

فون نمبر:-5721609

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

پیش لفظ

اس پر فتن دور میں کہیں تو تصوف و روحانیت پر پھبکیاں کسی جاتی ہیں اور نصاریٰ کی رہبانیت اور ہندوؤں کی باشقت زندگی کو اس کی اصل بتایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اسلام میں اس کی کوئی اصل موجود نہیں بلکہ متاخرین صوفیہ کی خود ساختہ چیز ہے اور کچھ جاہل اور خود ساختہ پیروں نے اس کو غلط رنگ میں پیش کیا ہے اور اس مقدس علم پر ظلم عظیم کیا ہے کوئی بے نمازی ہے تو کوئی بدعات سیئہ کا مرتکب ہے بلکہ محرمات کا ارتکاب کرنے والا جیسے عورتوں کو بے پردہ اپنی محفلوں میں بٹھانا مردوں عورتوں کی مخلوط محافل جن کو دیکھ کر لوگ حقیقی اور صحیح معنوں میں جو درویش صوفی اور اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہیں ان سے بھی بدظن ہو گئے ہیں

جو کچھ ہم نے اولیاء اللہ کی کتب میں پڑھا اور سابقہ ادوار کے اولیاء کے متعلق سنا کہ ان کی محافل میں بیٹھنے سے قلوب صاف ہو جاتے تھے اور لطائف ذاکر ہو جاتے تھے ان کی نگاہ فیض سے وجدانی کیفیات طاری ہو جاتی تھیں اور ہاہو آہ و فغاں کا سماں پیدا ہو جاتا۔

میں نے ان چیزوں کو کتابوں سے پڑھ کر کئی موجودہ مشائخ عظام سے دریافت کیا یہ لطائف کیا ہیں مقامات عشرہ کون کون سے ہیں انکے حصول کا کیا طریقہ ہے مراتب ستہ کیا ہیں ان سے کیا مراد ہے۔ ان کی توضیح کیا ہے مگر مایوسی کے سوا کچھ جواب نہ ملا مگر بحمداللہ تعالےٰ وعونہ فرید الزمان قیوم زمان کامل دوران مکمل آوان زبدۃ العارفین سند السالکین مرجع المریدین فائز بمقام عبدیت

حضرت ابو حمید آخندزادہ سیف الرحمن قدس اللہ سرہ سرمداً" وافاض علینا برکاتہ کی شفقت نگاہ سے نہ صرف عقدہ کشائی ہوئی بلکہ اولیاء کاملین اولین سابقین کی یاد تازہ ہو

marfat.com

جاتی ہے مثلاً "مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ اسرارہ سے جو تعلیم حاصل ہوتی ہے بعینہ حضرت مبارک صاحب کی تعلیم بھی وہی ہے۔

چونکہ آج کے مشائخ کی محافل میں وہ چیز نظر نہیں آتی جو آپ کی محافل میں ہوتی ہیں اور کچھ کم فہم لوگ ان پر معترض ہوتے ہیں لاہور سے تعلق رکھنے والے بہت سے پیر بھائیوں نے فرمائش کی کہ اس موضوع پر زیادہ تر پشتو اور فارسی میں کتابیں مطبوع ہوئی ہیں اردو میں کوئی جامع کتاب نہیں تو بندہ ناچیز نے اپنی کم مائیگی کے باوجود لبیک کہتے ہوئے قلم اٹھایا ساتھ ساتھ یہ بھی دعا کرتا ہے کہ اے پروردگار عالم یہ تحریر محض اخلاص پر مبنی ہو ریاکاری اور دنیوی منفعت کا شائبہ تک نہ ہو اور اپنی بارگاہ رحیمی میں اسے شرف قبولیت عطا فرما اور ذریعہ نجات بنا اور اس سے سالکین طریقت و حقیقت کو منفعت عطا فرما اور میں نے اس کا نام "انوار سیفیہ" تجویز کیا

ونسئل الله ان ينفعنا بهاو سائر الطالبين و هدانا و اياكم الى صراط مستقيم و ماتوفيقى الا بالله عليهتوكلت واليه انيب

marfat.com

حصہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جذب قلوب العارفین الی جنابہ و خلق الانسان و شرفہ و کرمہ علی سائر العالمین بخلافتہ والصلوۃ والسلام علی اشرف مخلوقاتہ و علی آلہ و اصحابہ الذین کانوا ائمۃ الحق و و لاتہ و علی اولیائہ الذین تمسکو سیرتہ فی جمیع حالاتہ امابعد

عقائد اہلسنّت و جماعت

(عقیدہ کی اہمیت)

سب سے قبل سالک اور مومنین کے لئے ضروری ہے کہ اس کا عقیدہ قرآن و سنت کے موافق درست ہو اور وہی عقائد درست اور صحیح ہیں جو علمائے اہلسنّت نے قرآن و سنت سے اخذ کئے ہیں یہی عمل صالح کی بنیاد اور اساس ہے نجات اخروی کا ذریعہ ہیں۔

دوسرے نمبر احکام شرعیہ حلال و حرام فرض و واجب کا علم حاصل کرنا ضروری اور فرض ہے تیسرے اس علم کے مطابق عمل کرنا اور چوتھا تصفیہ و تزکیہ نفس اختیار کرنا ہے جو صوفیائے عظام کے ساتھ مخصوص ہے تو جب تک عقائد درست نہ ہوں احکام شرعیہ کا علم حاصل نہ ہو عمل نفع نہیں دیتا اور جب تک یہ تینوں متحقق نہ ہوں تزکیہ نفس محال ہے رسول اکرم ﷺ نے اپنے مکی دور میں تصحیح عقائد پر پورا زور دیا ہے اور مکیہ سورتوں میں بھی عقائد کی درستگی کا بیان اور اس کے ماسوا تردید بیان ہوئی ہے۔

اسلام میں جس حقیقت کو عقائد کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ درحقیقت چند ذہنی اصول و مبادی ہیں جو جماعت کا کریڈ (CREED) اور تمام انسانی افکار و خیالات

marfat.com

کی بنیاد و اساس ہیں۔ انسان کے تمام افعال اعمال اور حرکات اس محور کے گرد چکر کھاتے ہیں۔ یہی وہ نقطہ ہے جس سے اساسی عمل کا ہر خط نکلتا ہے اور اس کے دائرہ حیات کا ہر خط اسی پر جا کر ختم ہوتا ہے کیونکہ ہمارے تمام افعال اور حرکات ہمارے ارادے کے تابع ہیں ہمارے ارادے کا محرک ہمارے خیالات اور جذبات ہیں اور ہمارے خیالات اور جذبات پر اندرونی عقائد حکومت کرتے ہیں عام بول چال میں انہی چیزوں کی تعبیر ہم "دل" کے لفظ سے کرتے ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سے مفہوم ہے کہ انسان کے تمام اعضاء میں اس کا دل ہی نیکی اور بدی کا گھر ہے جب کہ فرمایا

اَلَا اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَتَہ اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَتِ الْجَسَدُ کُلُّہٗ، وَ اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَتِ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ (صحیح بخاری)

انسان کے بدن کے اندر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جو اگر درست ہے تو تمام بدن درست ہے اور اگر وہ بگڑ گیا تو تمام بدن بگڑ گیا ہاں وہ ٹکڑا دل ہے

قرآن پاک نے دل قلب کی تین حالتیں بیان کی ہیں سب سے پہلے قلب اثیم (گنہگار دل) وہ ہے جو ہمیشہ گناہوں کی راہ اختیار کرتا ہے اور دوسرا قلب منیب رجوع کرنے والا دل وہ ہے جو اگر کبھی بھٹکتا ہے اور بے راہ بھی ہوتا ہے تو فوراً نیکی اور حق کی طرف رجوع کرتا ہے ۔ تیسرا قلب سلیم ! انبیاء علیہم السلام خاص الخواص اور مقربین اولیاء کا دل جو گناہوں کی طرف مائل ہی نہیں ہوتا۔ غرض یہ سب نیر نگیاں اسی ایک بے رنگ ہستی کی ہیں جس کا نام دل ہے جس سے ہماری اس مشین کا ہر پرزہ چلتا اور حرکت کرتا ہے اس لئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا !

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ

تمام کاموں کا مدار نیت پر ہے (صحیح بخاری)

اسی مطلب کو دوسرے الفاظ میں آپؐ نے یوں ادا فرمایا

marfat.com

اِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّانَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوْاِلٰى اِمْرَاَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ (صحیح بخاری)

ہر شخص کے کام کا ثمرہ وہی ہے جس کی وہ نیت کرے تو جس کی ہجرت کی غرض دنیا کا حصول یا کسی عورت سے نکاح کرنا ہو تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی یعنی اس سے اس کو ثواب حاصل نہ ہوگا

آج کل علم نفسیات نے بھی اس مسئلہ کو بداہتہ" ثابت کر دیا ہے کہ انسان کی عملی اصلاح کے لئے اس کی قلبی اور دماغی اصلاح مقدم اور انسان کے دل اور ارادہ پر اگر کوئی چیز حکمران ہے تو وہ اس کا عقیدہ صحیح اور صالح عمل کے لئے ضروری یہ ہے کہ چند صحیح اصول و مقدمات کا ہم اس طرح تصور کریں کہ وہ دل کا غیر مشکوک یقین اور غیر متزل عقیدہ بن جائیں اور اسی صحیح یقین اور مستحکم عقیدہ کے تحت ہم اپنے تمام کام سرانجام دیں۔ جس طرح اقلیدس کی کوئی شکل چند اصول موضوعہ اور اصول متعارفہ کے مانے بغیر نہیں سکتی ہے اور نہ ثابت ہو سکتی ہے اسی طرح انسان کا کوئی عمل صحیح اور درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے لئے بھی چند مبادی اور چند اصول ہم پہلے تسلیم نہ کرلیں جن کو ہم عقیدہ کہتے ہیں ہمیں بظاہر عقل ہمارے ہر کام کے لئے رہنما نظر آتی ہے۔

لیکن غور سے دیکھئے کہ ہماری عقل بھی آزاد نہیں وہ ہمارے دلی یقین رجحانات اندرونی جذبات کی زنجیر میں جکڑی ہوئی ہے اس لئے اس پایہ زنجیر عقل کے ذریعہ ہم اپنے دلی خیالات ذہنی رجحانات اور اندرونی جذبات پر قابو نہیں پا سکتے اگر پا سکتے ہیں تو اپنے صحیح و دلی یقینیات اور چند مضبوط دماغ و ذہنی تصورات کے ذریعہ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک نے "ایمان" کا ذکر ہمیشہ عمل صالح کے ذکر سے پہلے لازمی طور سے کیا ہے اور ایمان

marfat.com

کے بغیر کسی عمل کو قبول کے قابل نہیں سمجھا کہ ایمان کے عدم سے دل کے ارادہ اور خصوصا" اس مخلصانہ ارادہ کا بھی عدم ہو جاتا ہے جس پر حسن عمل کا دار ومدار ہے

عقیدے کا معنی

عقیدہ عقد سے ہے جس کے معنی باندھنے کے ہیں چونکہ اکثر خیالات بچپن میں ماں باپ کے جانب سے بچوں کے ذہن میں باندھ دیئے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ ذہن میں اس قدر جم جاتے ہیں کہ پھر ان کا نکلنا آسان نہیں ہوتا اس لئے ایسے سب خیالات کو عقیدہ کہتے ہیں اور اصطلاح مذہب میں عقیدہ ان خیالات کا نام ہے جو دین و مذہب کے نام پر دل میں راسخ ہوں اور اس کی جمع عقائد ہے

ایمان

ایمان کا لفظی معنی

ایمان کے لفظ کا مادہ امن ہے جس کا معنی ہے محفوظ ہونا' مطمئن ہونا۔ یہ باب افعال کی مصدر ہے اس کا معنی ہوا امن دینا۔ اللہ تعالے کے اسماء حسنی میں سے ایک اسم مومن بھی ہے امن دینے والا یعنی اگر کوئی بندہ اس سے وابستہ ہو جائے تو وہ اسے امن و عافیت عطا فرماتا ہے امانت بھی امن سے مشتق ہے اسی سے لفظ امین نکلا ہے بھروسہ و اعتبار کے قابل اور خوف و اندیشہ سے امن میں ہو
مسلمان کو مومن اس لئے کہا جاتا ہے کہ اچھے عقائد اختیار کر کے خود عذاب جہنم سے محفوظ ہو جاتا ہے

اصطلاح اسلام میں ایمان کا معنی

علم عقائد کی مستند کتاب شرط العقائد نسفی میں ہے

اِنَّ الْاِیْمَانَ فِی الشَّرْعِ هُوَ بیشک شریعت میں ایمان کہتے ہیں

marfat.com

اَلتَّصْدِیْقُ بِمَا جَآئَهٗ مِنْ
عِنْدِاللّٰهِ اَیْ تَصْدِیْقُ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
بِالْقَلْبِ فِیْ جَمِیْعِ مَا عَلَیْهِ
بِالضَّرُوْرَةِ وَالْاِقْرَارُ بِاللِّسَانِ
اَلَا اِنَّ التَّصْدِیْقَ رُکْنٌ مِنْهُ
لَا یَحْتَمِلُ السَّکُوْتَ وَالْاِقْرَا
رُقَدْ یَحْتَمِلُهٗ فِیْ حَالَتِهِ الْاِ
کْرَاہِ

کہ دل کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کی تصدیق کرنا کہ جو کچھ ضروریات دین اللہ تعالے کی طرف سے لائے حق ہے اور زبان سے اس کا اقرار کرنا مگر تصدیق ایمان کا ایسا رکن ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا اور اقرار لسانی مجبوری کی حالت میں ختم ہو جاتا ہے۔

ضروریات دین سے شارحین نے مراد لیا ہے وہ احکام اور ارشادات جن کا دین محمدی سے ہونا خبر متواتر سے ثابت ہو جو عوام میں شہرت عام رکھتے ہوں جیسے اللہ تعالے کا وجود' نماز پنجگانہ وغیرہ شرح عقائد کی مذکورہ بالا عبارت سے یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام اور زبان سے اقرا دنیاوی احکام کے نفاذ کا ذریعہ ہے لہٰذا اگر کسی کی تصدیق قلبی پر موت واقع ہو گئی اور زبان سے اقرا نہ کر سکا تو عنداللہ صاحب ایمان کہلائیگا

ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے

ایمان تصدیق قلبی اور یقین کرنے کا نام ہے چنانچہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں اس کی تصریح موجود

وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ

(مجبوری واکرہ میں زبان سے اقرار نہ کر سکا بلکہ کلمہ کفر کہہ دیا اس حالت میں کہ) اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہے

marfat.com

صحابہ کرام کی شان میں فرمایا

اُولٰئِکَ کَتَبَ فِی قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ

یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالے نے ایمان ثبت کر دیا

دوسرے مقام پر منافقین سے فرمایا

وَلَمَّا یَدْخُلُ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ

ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا

اہل ایمان سے فرمایا

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْکِتَابِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْکِتَابِ الَّذِیْ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا

اے اہل ایمان اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری اور ان کتابوں پر جو آپ سے قبل اتریں اور جو اللہ اور اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، اور قیامت کا انکار کرے تو وہ دور تک بھٹک گیا

ایمان حدیث شریف کی روشنی میں

مسلم شریف کی مشہور حدیث میں ہے کہ ایک روز جبریل امین نے انسانی شکل میں آکر سوال کیا

marfat.com

قَالَ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِهٖ وَ شَرِّهٖ

کہا ایمان کے متعلق ارشاد فرمایئے کیا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتوں' کتابوں' رسولوں اور قیامت پر ایمان لائے اور ہر خیر و شر ہر تقدیر پر ایمان لائے (مشکوۃ شریف)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بیشک رسول اکرم ﷺ

کَانَ یُکْثِرُ فِیْ دُعَائِهٖ اَنْ یَّقُوْلَ اَللّٰهُمَّ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ بِنِیَنکَ عَلٰی

اکثر یہ دعا فرماتے اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو دین (اسلام) پر ثابت کر دے

○ بِنِیَنکَحضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں ہمیں رسول اکرم ﷺ جہینہ قوم سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا ہم نے ان سے مقابلہ کیا ان کو ہزیمت دی وہ بھاگ نکلے ایک کے پیچھے میں اور ایک انصاری آدمی دوڑے جب اس کے بالکل قریب ہو کر حملہ کرنے لگے تو اس نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھنا شروع کر دیا انصاری بھائی تو رک گیا لیکن میں نے اس خیال پر وہ ڈر کے مارے پڑھ رہا ہے اسے نیزہ مار کر ہلاک کر دیا واپسی پر جب یہ خبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ نے مجھ سے فرمایا تو پھر تو نے کیوں قتل کر دیا جب کہ کلمہ پڑھ رہا تھا میں نے عرض کی حضور ڈر سے اس نے پڑھا تو آپ نے ارشاد فرمایا

هَلْ شَقَقْتَ قَلْبَهٗ

کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا

بغیر ایمان کے عمل قبول نہیں

ایمان اصل ہے اعمال اس کی شاخیں ہیں کیونکہ ایمان اللہ رسولوں' کتب سماویہ' فرشتوں' آخرت اور تقدیر پر یقین رکھنے کا نام ہے۔ یہ چیزیں روح ہیں اور اعمال اس

marfat.com

کے لئے اجسام جس طرح درخت کی نشوونما جڑوں کے بغیر نہیں ہو سکتی اسی طرح جسم روح کے بغیر مردہ ہے ایسے ہی ایمان کے بغیر عمل بھی بے کار اور غیر مفید ہے بریں بناء اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے حسن اعمال کا مطالبہ کیا ہے کفار سے نہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ چنانچہ فرمایا

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ

اے ایمان والوں تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں

نیز فرمایا

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ

اے ایمان والو تم پر قصاص لازم قرار دیا گیا

ایک مقام پر فرمایا

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

جو نیک عمل کرتا ہے ایمان دار ہوتے ہوئے

میرے اسلامی بھائیو اس آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی عمل ایمان کے بغیر قبول نہیں اس لئے آئمہ امت کا اس پر اتفاق ہے کہ ایمان مقدم ہے اگر تخت کی جڑیں کاٹ دی جائیں تو سرسبز و شاداب اور پھلدار نہیں رہ سکتا بلکہ آگ کا ایندھن بن جاتا ہے اسی طرح اگر قلبی یقین نہ ہو تو عمل کا کوئی ثمرہ مرتب نہیں ہوتا بلکہ دوزخ کا مستحق قرار پاتا ہے۔

اسلام کا معنی

اسلام سلم سے ماخوذ ہے جس کے معنی محفوظ رہنے کے ہیں امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں السلم والسلامتہ کے معنی ظاہری و باطنی آفات و بلیات سے محفوظ اور پاک رہنا کے ہیں قرآن کریم میں ہے۔

وَجَاءَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (الشعراء)

اور جو پاک دل لیکر آیا وہ بچ جائیگا

marfat.com

احادیث مبارکہ میں بکثرت اسلام کا ذکر موجود ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (متفق علیہ)

اسلام کی بنیاد پانچ اشیاء پر ہے گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں نماز کا قائم کرنا۔ زکوۃ دینا' حج اور رمضان کے روزے رکھنا

دوسری حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَانَهَی اللّٰهُ عَنْهُ

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہے اور مہاجر وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا اس سے رک جائے (بخاری شریف)

تصدیق کے باوجود علامات کفر سے کافر ہو جاتا ہے

واضح ہو کہ توحید و رسالت کی گواہی کے باوجود اگر آدمی سے کوئی ایسا قول یا فعل پایا گیا جو کفر کی نشانی ہو تو بحکم شریعت مطہرہ وہ کافر ہو جائے گا۔

اشعۃ اللمعات جلد اول کتاب الایمان کے شروع میں ہے۔ باوجود تصدیق و اقرار کنند کہ

marfat.com

شارع آں را امارت و علامت کفر ساختہ مثل سجدہ صنم و شد زنا روا مثال آں پس مرتکب ایں امورنیز بحکم شرع کافر است اگرچہ فرضا" تصدیق و اقرار داشتہ باشد یعنی توحید و رسالت کی تصدیق و اقرار کے باوجود اگر کوئی ایسا کام کرے جس کو شارع علیہ السلام نے کفر کی نشانی اور علامت ٹھہرائی ہو جیسے بت کو سجدہ کرنا اور زنار یعنی جینو باندھنا وغیرہ تو ایسے کاموں کا کرنے والا بھی بحکم شرع کافر ہے اگرچہ بظاہر توحید و رسالت کی تصدیق و اقرار کرتا ہو

کفریہ کلمات:۔

جن چیزوں پر ایمان لانا اور ان کی تصدیق ضروری ہے ان کے انکار سے خواہ دل میں انکار کرے یا زبان سے کوئی ایسا کلمہ کہے کہ جس سے واضح طور پر یا اشارہ سے انکار ثابت ہوتا ہو یا دل میں شک کرے یا زبان سے ایسا کلمہ کہے جس سے صراحتہ" یا اشارۃ" شک ثابت ہو یا ایسا کام کرے جو تصدیق قلبی کے منافی ہو تو وہ قطعی اور لازمی طور پر کافر ہو جاتا ہے جب تک توبہ نہ کرے مسلمان نہ ہو گا خواہ ایسا شخص خود کو مسلمان سمجھتا ہو اور عبادات و ریاضات شاقہ کرتا ہو۔

لہذا ہر مسلمان پر لازم و واجب ہے کہ اپنے ایمان کی حفاظت کرے اور جن امور یا کلمات اور افعال سے ایمان برباد اور ضائع ہو جاتا ہے ان سے باز رہے اسی کا نام ہی دین پر استقامت ہے۔

مذکور الصدر قاعدہ کے مطابق کلمات کفریہ کی پانچ اقسام ہیں۔

پہلی قسم:۔

وہ کلمات جو صراحتہ" اور بالکل واضح طور پر انکار پر دلالت کرتے ہیں مثلاً" کسی نے دوسرے کو نماز پڑھنے یا روزہ رکھنے کا کہا تو وہ جواب میں کہے یہ فرض نہیں تو وہ شخص کافر ہو گیا کیونکہ ان کی فرضیت قرآن سے ثابت ہے پس جس چیز کی فرضیت قرآن مجید کی ظاہر عبارت یا متواتر حدیث سے ثابت ہو اس کے انکار سے کفر لازم آتا

marfat.com

ہے لہذا حلال کو حرام یا حرام کو حلال کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ یا کسی نبی کی بھی توہین کرنے والا کافر و مرتد ہو جاتا ہے۔

دوسری قسم:۔

وہ کلمات جن سے اشارۃً انکار ثابت ہو مثلاً" پہلی قسم میں مذکور چیزوں کو اس طرح بیان کرے جس سے انکار نکلتا ہو مثلاً" کسی نبی کی اشارۃً" اہانت کی یا ان کی کسی بات پر عیب لگایا یا ان کے کسی فعل پر ہنسی کی یا ان کے حسب و نسب شکل و صورت پر طعن کیا یا کسی نے کہا تمام ادیان میں سے دین اسلام حق ہے اور کسی نے جواب میں کہا کہ تمام ادیان حق ہیں تو وہ کافر ہو گیا۔ نجومی اور کاہن کو سچا کہا وہ بھی کافر ہو گیا اسی طرح یہ کہنا کہ نبی کی تعظیم گاؤں کے چوہدری کے برابر کرو۔ اسی طرح یہ کہنا کہ نماز میں اپنے شیخ یا کسی دین میں بڑی شخصیت خواہ رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ کی ذات ہی کیوں نہ ہو۔ ان کے خیال آنے سے بہتر ہے گدھے اور گائے کا خیال آ جائے۔

اسی طرح مرزا قادیانی کا کہنا کہ قرآن پاک میں گائے ذبح کرنے اور اس کے حصہ کا مردار پر مارنے کا ذکر ہے اور اس مردے کا زندہ ہو کر اپنے قاتل کا بتانا محض موسیٰ علیہ السلام کی دھمکی تھی اور علم میسمریزم تھا اسی طرح کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا معنی کرنا اللہ جس کو چاہے ہدایت دے اور اس کی ہدایت اور مرضی کے بغیر کوئی کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ اس کے معنی میں تحریف ہے جس سے کفر لازم آتا ہے جس کی پوری تشریح مناظرہ وزیرستان میں موجود ہے کلمہ کا معنی تو ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

تیسری قسم:۔

وہ کلمات جن سے واضح طور پر شک ثابت ہو جیسے مجھے اللہ تعالیٰ کے رحیم یا رازق وغیرہ وغیرہ ہونے میں شک ہے یا اس کے عادل ہونے میں اسی طرح فرشتوں یا

marfat.com

رسولوں اور کتابوں کے بارے میں شک ظاہر کرے یا قیامت کے وقوع میں شک الغرض جو چیزیں قطعی طور پر ثابت ہیں ان میں شک و شبہ کرنے سے کفرلازم آتا ہے۔

چوتھی قسم:-

وہ کلمات جن سے اشارۃ شک ثابت ہو مثلاً" کسی نے کہا قیامت ضرور آئے گی جواب میں کہا دیکھا جائے گا یا کسی نے کہا جنت میں مسلمانوں کے لیے بڑی بڑی نعمتیں رکھی گئی ہیں یا کہا کافروں کے لیے دوزخ میں سخت عذاب ہو گا تو جواب میں یہ کہنا کیا خبر؟ اس سے کفر ثابت ہو جاتا ہے اسی طرح کسی نے کلمہ کفر کہا ہے اور معلوم نہیں کہ یہ کفر ہے یا نہیں تو اس صورت میں بعض علماء نے کہا ہے کہ جہالت عذر نہیں لہذا کفر ثابت ہو جائے گا اور بعض نے کہا جہالت عذر ہے لہذا کافر نہ ہو گا۔

پانچویں قسم:-

وہ افعال ہیں جن سے انکار یا شک صراحتہ" یا اشارۃ" سمجھ آئے مثلاً" کسی نے قرآن مجید بطور اہانت و تذلیل جلا دیا یا نجاست میں پھینک دیا یا بطور رہانت و تذلیل کسی مسجد کو گرایا یا کسی شرعی امر پر مذاق و ٹھٹھا کیا مثلاً" ایک شخص واعظ قرآن کی نقل کرنے لگا اور چند لوگ اس کے آس پاس بیٹھ گئے اور ہنسی و مذاق سے اس سے مسائل پوچھنے لگے پس وہ سب کافر ہو گئے۔

اسی طرح مثلاً" یہود۔ ہنود اور نصاریٰ کے جو افعال شرک ہیں انہیں جائز سمجھ کر شرکت کرنا کفر ہے اور ناجائز سمجھ کر شرکت کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ اسی طرح جائز جان کر شراب نوشی کرنا۔ جائز سمجھ کر سود لینا یا جائز سمجھ کر زنا کرنا کفر ہے اور حرام جانتے ہوئے ان افعال کا ارتکاب کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

اسلام و ایمان میں فرق

ایمان اور اسلام کے بارے میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں تحقیق یہ ہے کہ

marfat.com

دونوں مفہوم کے لحاظ سے مختلف ہیں مصداق کے اعتبار سے ایک ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں

اسلام ظاہری اعمال مثلاً" نماز روزہ زکوۃ ادا کرنے اور حج بیت اللہ کا نام ہے اور ایمان باطنی اعتقاد کا نام ہے یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دل سے ماننے کا نام ہے اور اسلام اور ایمان کے مجموعہ کا نام دین ہے اور وہ جو عقائد کی کتابوں میں مذکور ہے کہ اسلام اور ایمان دونوں ایک ہیں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ ہر مومن مسلمان ہے اور مسلمان مومن ہے اور دونوں میں سے کسی ایک کی نفی مسلمان سے نہیں کر سکتے۔ حقیقت میں اسلام ایمان کا نتیجہ و فرع ہے

زبان سے اقرار کرنا حالت اختیار میں شرط ہے لہٰذا جو زبان سے اقرار نہیں کرتا اس کی تصدیق قلبی کا کوئی اعتبار نہیں اور اسے مومن نہیں کیا جائیگا البتہ بوجہ مجبوری اور اکراہ کے تصدیق قلبی ... رہو گی جیسا کہ قرآن کریم میں ہے

"وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ — اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہے

ایمان میثاق

عقیدہ = حضرت آدم کی پشت سے نسل انسانی کو نکال کر اپنی توحید کا اقرار ان کی صرف روحوں سے نہ تھا بلکہ جسموں سمیت تھا۔

یوم میثاق = میثاق کے بارے قرآن مجید کی شہادت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ میثاق جسموں سے لینا صحیح اور ثابت ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

"وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ — اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اس نے بنی آدم سے عہد و پیمان لیا اور

marfat.com

اَشْهَدَ هُمْ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰی"۔	یہ خبر ماضی کی ہے اور میثاق اجساد پر تھا اس لئے کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا "من بنی آم" اور جسم کے بغیر صرف روح کو بنی آدم نہیں کہا جاتا۔

اور اس لئے بھی کہ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے۔ "من ظهورهم ذریتهم" اور ذریت روح و جسم کے ساتھ اور یہ عہد و پیان عیان اور صریح تھا محض عقلی اور حکمی نہ تھا اس لئے کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔ "السست بربکم" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ ان کو خطاب کے لفظ سے خبر دی اور خطاب بغیر شافہ کے درست نہیں۔

اور اس لئے بھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "بے شک اللہ تعالٰی نے آدم علی بینا و علیہ الصلاۃ و السلام کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور پشت آدم علیہ السلام سے قیامت تک حضرت مولود (پیدا ہونے والے) کو نکالا اور ان سے عہد و پیان لیا کہ تم میری عبادت کرنا اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا تو ثابت ہو گیا کہ میثاق صحیح ہے۔

بعض فقہاء کا مسلک

بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے جبرئیل کو حکم دیا انہوں نے اپنے دونوں بازو آدم علیہ السلام کی پشت پر رکھے تو اللہ تعالٰی نے آدم کی اولاد کو نکالا اور ان کی ذریت کو ان کی پشتوں سے جو بھی قیامت تک پیدا ہونے والا تھا روح و جسد کے ساتھ عاقل و بالغ، پھر ان سے خطاب فرمایا۔ "الست بربکم"۔

سب نے متفق اور یک زبان ہو کر عرض کی۔ "بلی" کیوں نہیں۔ اور یہ ان کا ایمان تھا بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ میثاق آدم علیہ السلام میں روح ڈالنے سے پہلے لیا گیا تھا۔

marfat.com

اور بعض اس کے قائل ہیں کہ میثاق اس وقت لیا گیا جب آدم علیہ السلام جنت کے دروازہ پر تھے۔

بعض یہ کہتے ہیں کہ میثاق اس وقت لیا جب آدم علیہ السلام چوتھے آسمان میں تھے۔

بعض کہتے ہیں میثاق اس وقت لیا گیا جب آدم علیہ السلام دنیا میں اتارے گئے اور اداء رسالت کے بعد --- بہرحال میثاق پر ایمان لانا واجب ہے۔ اس کی کیفیت نامعلوم ہے۔

کیا میثاق کے بعد ان پر موت آگئی تھی؟

اس پر اجماع ہے کہ نہ ان پر موت طاری ہوئی اور نہ ہی ابھی ان کی پیدائش ہوئی تھی اور یہ ان کی پشتوں سے اجزاء کو نکالا گیا تھا جو چیونٹی یا ذرے کی مثل تھے بعض کو بعض کی پشتوں اور صلبوں سے نکال کر پھر میثاق لینے کے بعد پھر دوبارہ لوٹا دیا گیا تھا جیسے پہلے تھے اسی طرح دوبارہ پشتوں میں رکھ دیا۔

گناہ کبیرہ سے ایمان سلب نہیں ہوتا

اہل تحقیق جمہور علماء امت کے نظریہ کے مطابق کبیرہ گناہوں سے ایمان زائل نہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا

تو جس نے بتوں کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا تو اس نے اس مضبوط رسی کو تھام لیا جو ٹوٹ نہیں سکتی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اے لا انقطاع لها سوی الجنة یعنی جو جنت میں پہنچنے تک نہیں ٹوٹے گی۔ تو اگر گناہ کبیرہ سے کفر لازم آئے تو فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ صادق نہیں رہے گا نیز اللہ تعالیٰ مومنوں کو حکم دیتا

marfat.com

ہے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوْحًا

اے اہل ایمان اللہ کے لئے خالص توبہ کرو۔

توبہ گناہوں سے ہوتی ہے کبیرہ ہوں یا صغیرہ مطلق توبہ دونوں کو شامل ہے اگر کبائر سے ایمان زائل ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنو نہ پکارتا

ایمان کی دو قسمیں

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایمان کی دو اقسام ہیں۔ مجمل۔ مفصل

ایمان مجمل

ایمان مجمل یہ ہے کہ کہے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَبِجَمِيْعِ مَا قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا اَرَادَ اللّٰهُ وَ آمَنْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَ بِمَا قَالَ رسولُ اللّٰه عَلٰى مَا اَرادَ رسولُ اللّٰهِ وَيَعْلَمُ وَ يَعْتَقِدُ (میں اللہ اور اس کے فرشتوں پر ایمان لایا اور ان تمام چیزوں پر جو اللہ نے فرمائیں اور جو ارادہ فرمایا اور اللہ کے رسول پر ایمان اور ان تمام باتوں پر جو آپ ارشاد فرمائیں اور جو ارادہ فرمایا۔ اور جن چیزوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتقاد ہے اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مانتے ہیں۔

ایمان مفسر

ایمان مفسر کی صورت یہ ہے کہ ایمان کی تمام شرائط کو ذکر کرے اور جانے اور اعتقاد کرے اور ان سب پر ایمان لائے۔

سوال= ایمان مفسر بعد المجمل بنفسہ ایمان ہو گا یا نہیں؟

جواب= اس میں اختلاف ہے کہ ایمان مجمل کے بعد ایمان مفسر بنفسہ ایمان ہو گا یا نہیں تو بعض کہتے ہیں یہ مجمل کی تکرار ہے۔

marfat.com

بعض کہتے ہیں کہ یہ (ایمان مفسر بعد از مجمل) بصفہ ایمان ہے۔

زیادہ صحیح وہ ہے جو ہم کہتے ہیں کہ اگر وہ اس حال میں ہے کہ جب اس کے سامنے ایمان کے اوصاف اور شرائط بیان کئے جائیں تو اگر وہ کہے کہ میں یہ نہیں جانتا تھا کہ ان باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے تو دیکھیں گے----

اگر وہ حربی دارالحرب میں ہے یا ذمی ہے اجمالاً ایمان لایا---- اور تفسیر کو نہیں جانتا تھا---- تو جب اس نے جان لیا اور کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا تھا اب میں ایمان لاتا ہوں تو اس کا پہلا ایمان معتبر ہو گا----

اور اگر تفسیر ایمان سنا کر ایمان نہ لائے تو اس کو مرتد کہا جائیگا---- اور اگر وہ مسلمان ہے اور دارالاسلام میں پیدا ہوا---- اور پھر کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا تھا کہ ان باتوں پر ایمان لانا واجب ہے تو اس کا پہلا ایمان مجمل' ایمان نہیں از سر نو ایمان لائے اور وہ احکام جو ایمان مفسر سے پہلے تھے۔ نکاح وغیرہ وہ جائز نہ ہونگے اور نہ وہ منعقد ہونگے اور سب احکام اس کے باطل ہونگے۔

اور بعض محققین نے فرمایا اس کے جملہ احکام زمانہ ایمان مجمل کے صحیح ہیں۔ عبادت ہو یا معاملہ البتہ نکاح صحیح نہ ہو گا کیونکہ نکاح' ایمان مجمل بوصف الایمان صحیح نہیں ہوتا۔ ایمان مجمل کن چیزوں سے مکمل ہو جاتا ہے؟ پھر اس پر اوصاف ایمان کی تقریر اور اس پر ثابت رہنا واجب ہے۔

امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایمان مجمل دو شہادتوں سے ہوتا ہے اور وہ یہ ہیں **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**" پھر اس پر ثبات و تقریر واجب ہے اور تمام اوصاف ایمان اور شرایط ایمان اور ہر اس چیز پر کہ جس پر ایمان لانا واجب ہے امر و نہی ناسخ و منسوخ اور احکام کر لیکے ہیں اور یا کر لیکے نہیں۔ یعنی صحت ایمان کے لیے جن چیزوں کا جاننا ضروری ہے سب کو جاننے اس لیے کہ صحت ایمان کے لیے یہ شرط ہے اور ایمان کا وصف ہے اور دلیل یہ ہے جو حضور نے ارشاد فرمایا "اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ

marfat.com

○ ایمان کا حکم کیا ہے؟ ایمان کا حکم عدالت ہے۔

○ ایمان کا موجب کیا ہے؟

ایمان موجب (مقتضی) جب کہ تصدیق سے مقرون ہو اللہ تعالیٰ کے خبر دینے سے جنت ہے اور اگر زبان سے اقرار کرلے اور دل سے اعتقاد کرے تو اس کو مسلمان کہا جائیگا مسلمانوں والے احکام اس پر جاری و نافذ ہونگے جب تک خلاف اسلام اس سے کوئی بات ظاہر نہ ہو ار جو تم و سلام کرے اس کو یہ بات کہو کہ تو مومن نہیں یعنی اس کو جو پہلے کافر تھا یہ نہ کہو تو مسلمان نہیں **ولا تقولو المن القی الیکم السلام لست مؤمنًا**" یعنی جب وہ کہے **السلام علیکم انی مؤمن**" کہ میں مسلمان ہوں تو اس کا قول قبول کیا جائیگا دنیوی احکام میں بھر اگر اس کے دل میں اعتقاد نہیں وہ تو جنت میں داخل نہ ہوگا جنتی نہیں اور اس کا حکم منافقین کا سا ہوگا۔

کفر کے لغوی معنی

کفر کا لغوی معنی ہے چھپانا۔ انکار کرنا

شریعت میں شریعت میں کفر ایمان کی ضد ہے یعنی ایسے احکام شریعہ جو ہم کو قطعی اور یقینی طور پر سید عالم ﷺ کے ذریعہ پہنچے ہیں انہیں نہ ماننا کفر ہے

تکذیب کی چند صورتیں

1- اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کا انکار کرنا جیسے دہریہ کرتے ہیں

2- اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کرنا جیسے مشرکین مکہ کرتے ہیں

3- اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد ثابت کرنا۔ جیسے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور یہودی عزیز علیہ السلام کو خدا کا فرزند تسلیم کرتے ہیں۔

4- حضور علیہ السلام کو صراحۃً اللہ تعالیٰ کا نبی و رسول ہی تسلیم نہ کرنا جیسے ہندو۔ سکھ وغیرہ تسلیم نہیں کرتے ہیں۔

marfat.com

5- حضور علیہ السلام کو رسول تسلیم کرنے کے بعد آپ کے قول کو نہ ماننا جھوٹ گردانا وغیرہ ہے۔

6- یہ کہ کسی قطعی الثبوت قول و فعل کو یہ کہہ کر رد کر دینا کہ یہ آپ کا قول و فعل نہیں ہے

7- یہ کہ قول و فعل تسلیم کرتے ہوئے قرآن و حدیث ایسی تاویلات باطلہ کرنا جو ان اجماعی مفہوم کو بدل دیں امت کے اجماعی عقائد کے خلاف کوئی نیا مفہوم پیدا ہو

شرک

شرک کا لفظی معنی ہے برابر کرنا برابر سمجھنا اسلام میں شرک کہتے ہیں اللہ تعالے کے ساتھ کسی اور کو خدا جاننا یا عبادت کے لائق یا اللہ تعالیٰ جیسی صفات کسی کے واسطے ثابت کرنا۔ شرح عقائد نسفی میں ہے

اَلْاِ شْرَاکُ ھُوَ اِثْبَاتُ الشَّرِیْکُ فِی الْاُلُوْھِیَّتِہٖ یَعْنِیْ وَاجِبَ الْوُجُوْدِ کَمَا لِلْمُجُوْسِ اَوْبِمَعْنٰی اِسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَۃِ کما بعبدۃ الاصنام	شرک یہ ہے کہ کسی کو الوہیت میں شریک ثابت کیا جائے یعنی وہ بھی واجب الووجد ہے جیسا مجوس کرتے ہیں یا لمعنی استحاق عبادت جیسا بت پرست کرتے ہیں

شرک کی اقسام شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعہ اللمعات جلد اول صفحہ 61 میں فرماتے ہیں "بالجملہ شرک سہ 3 قسم است در وجود و در خالقیت و در عبادت۔ شرک کی تین اقسام ہیں ہیں ایک یہ کہ اللہ کی طرح کسی کو واجب الوجود جاننادوم اللہ تعالے کے سوا کسی دوسرے کو بھی خالق جانے سوم غیر خدا کو مستحق عبادت سمجھے

خلاصہ عبارت

ابدی وازلی وجود یعنی واجب اپنی ذات و کمالات میں دوسرے سے بالکل بے نیاز اور

marfat.com

مستغنی بالذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو واجب الوجود مانے یعنی یہ خیال کرے یہ شخص بھی ذات و کمالات میں دوسرے کا محتاج نہیں یااللہ کے سوا کسی اور کو عبادت کا مستحق سمجھے وہ یقیناً" مشرک ہے۔ جیسے برصغیر کے آریہ روح اور مادہ کو قدیم مانتے ہیں اور کہتے ہیں روح و مادہ کی ذات کسی بنانے والے سے بے نیاز ہے یہ شرک ہے اسی طرح اگر کسی کے کمالات کو ذاتی مانے اور خیال کرے وہ اپنے کمال میں دوسرے سے بے نیاز ہے تو وہ مشرک ہے خواہ وہ کمال علم ہو یا قدرت یاحیات یا سمع بصر جیسے ستارہ پرستوں کا خیال ہے کہ عالم کے تغیرات ستاروں کی تاثیرات سے ہیں اور ستارے اپنی ان تاثیرات میں کسی کے محتاج نہیں یہ عقیدہ مشرکانہ ہے اسی طرح اگر کوئی دوسرے کی عبادت کرے جس کو ھندی اور فارسی میں پرستش کہتے ہیں یہ بھی شرک جیسے بت پرست بتوں کو مستحق عبادت سمجھتے ہیں لیکن جو لوگ اللہ تعالے کے عطا کردہ کمالات اس کے بندوں میں مانتے ہیں اور کمالات کو اس کے بندوں میں عطائے الٰہی جانتے ہیں وہ ہرگز مشرک نہیں مثلاً" کوئی شخص کہے آدمی سمیع و بصیر ہے اور کہے کہ یہ اللہ تعالے کی **عطائیہ** صفت اس میں پائی جاتی ہے تو مشرک نہیں بلکہ وہ مومن و موحد ہے مشرک تب بنتا جب یہ صفت اس میں ذاتی مانتا اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ **فجعلناه سميعا بصيرا** ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنا دیا۔

اس آیت میں انسان کے لئے صفت سمع و بصر ثابت کی گئی جب کہ یہ دونوں صفات اللہ تعالیٰ کی صفات حقیقتہ ذاتیہ میں سے ہیں تو فرق یہ ہوا کہ بندہ کے لیے یہ صفات عطائی ہیں اور خدا تعالے کے لئے ذاتی اس طرح سینکڑوں مثالیں قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے دی جاسکتی ہیں کہ وہ صفات بندہ کے لئے بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے بھی انہیں مثالوں میں سے سید دو عالم ﷺ کی صفات ہیں کہ مثلاً" آپ بھی رؤف اللہ تعالیٰ بھی رؤف خدا رحیم ہے تو آپ بھی رحیم خدا غفور ہے تو آپ بھی غفور ہے۔ اللہ عزیز ہے اور حضور علیہ السلام عزیز ہیں صرف عطائی و ذاتی کا فرق ہے۔

marfat.com

عبادت کا معنی

عبادت کا معنی ہے غایہ درجہ کا تذلل اور انتہائی خضوع یعنی انسان اپنے آپ کو کسی کے سامنے ذلت و پستی کے اس آخری درجے میں سمجھے جس کے بعد عاجزی و ذلت کا کوئی درجہ نہ رہے اس قسم کی عاجزی کرنے والے کو عربی میں عابد (عبادت گزار) کہتے ہیں۔ ایسی عاجزی کا تعلق۔ اعتقاد اور عقیدہ سے ہے اور ایسی عاجزی اور پستی کا اظہار اس ہستی کے لئے کیا جا سکتا ہے جس کے تمام صفات **مستقلہ** ہوں یعنی اس کے تمام صفات خود بخود اس میں موجود ہوں کسی نے اس کو کوئی صفت نہ دی ہو اور صفات ذاتیہ حقیقتہ ہی عبادت کے مستحق ہونے کا سبب ہیں اور یہ بدیہی بات ہے وہ ایسی ہستی صرف حق تعالے کی ہو سکتی ہے لہذا حق تعالے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

عبادت و تعظیم میں فرق

یہیں سے عبادت و تعظیم میں فرق بھی واضح ہو گیا کہ عبادت میں تعظیم بھی ہوتی ہے اور جس کی عبادت کی جائے اس کے بارے مستحق عبادت اور واجب الوجود ہونے کا اعتقاد بھی ہوتا ہے اور تعظیم میں یہ اعتقاد نہیں ہوتا۔

یعنی ہر عبادت تعظیم ہے لیکن ہر تعظیم عبادت نہیں لہذا غیر اللہ کی عبادت شرک ہے اور تعظیم شرک نہیں بلکہ جائز بلکہ بعض کی تعظیم فرض عین ہے مثلاً" قرآن پاک کی انبیاء علیھم السلام' ملائکہ کی تعظیم و توقیر اور بعض کی تعظیم واجب ہے مثلاً" والدین اور مشائخ عظام کی۔

جو لوگ تعظیم و عبادت میں فرق نہیں کرتے یا ان کے فرق سے آگاہ نہیں وہ جہاں غیر اللہ کی تعظیم ہوتی دیکھتے ہیں فوراً" شرک کا فتوی جڑ دیتے ہیں جب کہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ تعظیم میں وہی شرک قرار دیا جائیگا جس میں معظم کی الوہیت کا اعتقاد ہو اس کے علاوہ تعظیم کی جتنی صورتیں ہیں ان میں سے بعض حرام او ناجائز تو ہو سکتی ہے مگر شرک ہرگز نہیں ہو سکتیں مثلاً" قبر کو سجدہ کرنا اور قبر والے کی الوہیت اور

marfat.com

واجب الوجود ہونے کا عقیدہ رکھے تو یہ شرک ہے اگر اس کی الوہیت و واجب الوجود ہونے کا اعتقاد نہ ہو بلکہ محض صاحب قبر کی تعظیم مقصود ہو تو یہ حرام ہے اگر غیر اللہ کے سجدے کو ہی شرک مان لیا جائے تو بردران یوسف علیہ السلام بھی مشرک ٹھہریں گے کیونکہ قرآن کریم نے اس کی تصریح کی ہے اسی طرح ملا نکہ نے حضرت آدم علیہ اسلام کو سجدہ کیا وہ بھی مشرک قرار پائیں گے

ظاہر ہے تمام ملا نکہ کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا اور برادران یوسف علیہ السلام کا جناب یوسف کو سجدہ کرنا ان کو واجب الوجود جان کر سجدہ کرنا مقصود نہ تھا بلکہ اس کا بندہ اور اسکی مخلوق سمجھ کر محض تعظیم کے لئے سجدہ تھا جس سے یہ بات واضح ہوئی کہ جو تعظیم، معظم والے کی الوہیت اور واجب الوجود ہونے کے عقیدہ کے ساتھ نہ کی جائے وہ ہرگز ہرگز شرک نہ ہو گی

اہل اللہ کی تعظیم شرک نہیں

ہم اہل سنت و جماعت انبیاء کرام اور اولیائے عظام کی تعظیم ضرور کرتے ہیں ان سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں مگر انہیں معبود نہیں مانتے نہ ان کے لئے ذاتی صفات تسلیم کرتے ہیں اور نہ ہی انہیں مستحق عبادت جانتے ہیں اور نہ واجب الوجود سمجھتے ہیں لہٰذا ہم پر محض تعظیم کی بناء پر شرک کا فتوی دینا کسی طرح بھی درست نہیں کیونکہ ہم تعظیم کی ان صورتوں کو بھی نہیں اپناتے جو ناجائز اور حرام ہیں اور جن کے حرام ہونے پر دلائل شریعہ مل جاتے ہیں جیسے سجدہ تعظیمی ہم اس کو حرام سمجھتے ہیں کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے غیر اللہ کے لئے سجدہ تعظیم کو بھی حرام قرار دیا ہے۔

نفاق جس کا معنی ہے ظاہر و باطن میں یکسانیت کا نہ ہونا نفاق کی دو اقسام ہیں۔ اعتقادی۔ عملی

اعتقادی۔ منافقت اعتقادی یہ ہے کہ بندہ زبان سے تو اسلام ظاہر کرے اور دل میں کفر چھپائے رکھے جیسا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں عبداللہ بن ابی

marfat.com

وغیرہ منافقین کا حال تھا کہ یہ لوگ بظاہر کلمہ پڑھتے تھے نماز' روزہ کی پابندی بھی کرتے تھے مگر دل سے اسلام کے منکر اور دین کے دشمن تھے یہ منافقت ایمان و میں عقیدہ رکھتے تھے۔جو کفر سے بھی بد ترین قسم ہے اور اسی کے بارے میں قرآن کریم نے اعلان کیا ہے

اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ بیشک منافق ہی فاسق (بے دین) ہیں

دوسرے مقام پر فرمایا

اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۔ یقیناً منافق ہی جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہونگے

نفاق عملی دوسری قسم نفاق عملی ہے جس کا تعلق عقیدہ و ایمان سے نہیں بلکہ کردار سے ہوتا ہے یعنی منافق عملی وہ ہے جس کا عقیدہ تو درست ہوتا ہے مگر منافقوں والی خصلتیں اور عادتیں اپنے اندر رکھتا ہے

لہٰذا ایک سچے مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ کفر و شرک کی نجاست سے بچے ایسے ہی اس پر لازم ہے منافقانہ اخلاق سے بھی اجتناب کرے نفاق عملی گناہ کبیرہ کے ارتکاب کو کہتے ہیں

نفاق عملی کی علامات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقت کی ایک حدیث میں چار علامتیں بیان فرمائی ہیں۔

1. اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے
2. اِذَا ائْتُمِنَ خَانَ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرتا ہے
3. اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرتا ہے
4. اِذَا خَاصَمَ فَجَرَ جب جھگڑے تو بد زبانی کرتا ہے

نیز فرمایا

marfat.com

اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَا فِقًا خَالِصًا مَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَتُه مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَتُه مِنَ النِّفَاقِ

جس میں چاروں خصلتیں موجود ہوں وہ مکمل منافق ہے جس میں کوئی ایک خصلت ہو گی اس میں منافقت کی خصلت ہے

(1) جھوٹ۔ جھوٹ میں ہر وہ بات داخل ہے جو حق جاننے کے بعد اس کے خلاف کہی جائے اور سنی ہوئی بات بغیر تحقیق کے اس طرح بیان کی جائے جیسے وہ تحقیق شدہ ہے۔

(2)۔ خیانت خیانت میں ہر وہ چیز داخل ہے جو کسی مالک کی جانب سے کسی اور کے قبض و اختیار میں حفاظت کی غرض سے دی جائے اور وہ باوجود اس پر اختیار رکھنے کے مالک کی منشاء کے خلاف یا اس کی اجازت کے بغیر استعمال کا کوئی حق نہ رکھتا ہو۔ پس جس طرح انسان ایک دوسرے کے پاس امانتیں رکھتے ہیں۔ اسی طرح کچھ امانتیں اللہ تعالیٰ نے بھی بندوں کے پاس رکھی ہیں مثلاً مال ودولت۔ یہ عقل و شعور۔ اور جسمانی قوت و اختیار و غیرہ سب اللہ تعالیٰ کی امانتیں ہیں جن میں ان امانتوں کا استعمال جائز و حرام ہو سکتا ہے۔

3- عہد شکنی۔ مکروہ تحریمہ ہے یا تنزیہی دونوں اقوال موجود ہیں لیکن حدیث ترمذی میں ہے کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے مسلمان بھائی سے اس نیت کے ساتھ وعدہ کیا کہ اس کو پورا کروں گا پھر پورا نہ کر سکا تو اس پر کوئی گناہ نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وعدہ کرتے وقت اگر پورا کرنے کی نیت نہ ہو تو یہ حرام ہے لیکن صدق دل سے وعدہ کیا مگر کسی مجبوری کی بناء پر پورا نہ کر سکا تو امید ہے کہ اس سے مواخذہ نہ ہو گا۔

4- بد زبانی بد زبانی بھی منافقت کی علامت ہے پھر اگر وہ بھی کسی مومن کے ساتھ ہو تو اس کی قباحت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے جہاں مسلمان کی زیارت کرنا اور اسے دیکھ کر مسکرانا عبادت ہے ہو تو ہاں اس کے ساتھ بدکلامی کے ساتھ پیش آنا اور اس کا دل دکھانا مقصود ہو تو اس کی برائی کا کیا ٹھکانہ ہو گا

marfat.com

5- نماز میں کاہلی۔ حدیث شریف میں نماز میں سستی کرنے والے کو بھی منافق کہا گیا ہے جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے

تِلْکَ صَلٰوۃُ الْمُنَافِقِ یَجْلِسُ یَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰی اِذَا اصْفَرَّتْ وَ کَانَتْ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطٰنِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعاً لَا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْھَا اِلَّا قَلِیْلاً"

یہ منافق کی نماز ہے کہ بے پرواہی سے بیٹھا سورج کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ زرد ہو گیا تو نماز کے لئے کھڑا ہو گیا اور چڑیا کی طرح چار چونچیں مار کر نماز ختم کر دی اور اللہ کا ذکر بھی اس میں بہت کم کیا

اس حدیث سے معلوم ہوا منافق نماز کو بوجھ سمجھتا ہے وقت آنے پر ٹالنے کی کوشش کرتا ہے مثلاً" نماز عصر میں کوتاہی کی جب شمس غروب ہونے کو پہنچا پھر جلدی جلدی پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس میں ذکر الہٰی برائے نام ہی کرتا ہے پس جو مسلمان نماز میں سستی، کوتاہی اور کاہلی کرتا ہے یا نماز میں بہت جلدی کرتا ہے صحیح رکوع و سجود اور ارکان صحیح ادا نہیں کرتا پس اسے سمجھ لینا چاہیے یہ نماز مومنوں والی نہیں بلکہ منافقین والی نماز ہے

کیونکہ مومن کی شان تو یہ ہے کہ وہ نماز کا ہر وقت منتظر رہتا ہے جب کسی نماز کا وقت آئے کہ بڑی خوشی اور برضاؤ رغبت نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ اب مجھے وحدہ لاشریک کی جناب حاضری کا شرف نصیب ہو رہا ہے پورے اطمینان اور خشوع کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے۔ قیام۔ رکوع۔ سجود میں خوب گڑا گڑا کر مالک الملک کو یاد کرتا ہے۔

6- جہاد سے فرار

جہاد سے راہ فرار اختیار کرنا یا مسلمان میں جہاد کی تڑپ نہ ہونا منافقت کی علامت قرار

marfat.com

دیا گیا ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِنَ النِّفَاقِ

جو شخص اس حالت میں مرا کہ نا اس نے جہاد کیا اور نہ اس کے دل میں جہاد کا شوق پیدا ہوا تو منافقت کی ایک صفت پر مرا۔

اس کے علاوہ بھی منافقت کی علامات ہیں مگر انہیں مشہور پر اکتفاء کیا جاتا ہے

marfat.com

بدعت

بدعت کا لغوی معنی بدعت کا لغت عرب میں معنی ہے "نوپیدا"

اصطلاحی معنی :-

اصطلاح اسلام میں کہتے ہیں "ہر اس نو پیدا چیز کو جس کی اصل قرآن و حدیث میں ظاہرا" یا کنایتہ یا استنباطی طور پر نہ ہو

دیگر الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ کسی فرض' واجب یا سنت سے متصادم ہو چنانچہ مشکوۃ شریف میں ہے کہ

مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَرَدٌّ"

جس نے ہمارے (دین) میں ایسی چیز ایجاد کی جو اس سے نہیں وہ مردود ہے

اس کی شرح میں ملا علی قاری رقمطراز ہیں کہ

وَالْمَعْنٰی اَنَّ مَنْ اَحْدَثَ فِی الْاِسْلَامِ رَاْیًا لَمْ یَکُنْ لَهٗ مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّتِه سَنَدٌ ا ظَاهِرًا اَوْخَفِیًا اَوْمُسْتَنْبِطًا فَهُوَ مَرْدُوْدٌ (مرقات جلد اول صفحہ 215 مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

اس کے معنی یہ ہیں جس نے اسلام میں ایسی رائے ایجاد کی جس کے لئے کتاب و سنت سے ظاہری دلیل یا پوشیدہ یا اخذ کردہ دلیل نہ ہو تو وہ مردود ہے۔

پس جس کی دلیل اور اصل کتاب و سنت میں موجود ہو اس کو 'صرف لغت کے اعتبار سے بدعت کہیں گے وہ بھی بدعت حسنہ ورنہ درحقیقت وہ سنت میں شامل ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّتهٗ حَسَنَتهٗ فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُمَنْ

جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ نکالا تو اس کا ثواب ملے گا

marfat.com

عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَئِيٍ (مشکوۃ صفحہ 33)

اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی ثواب ملے گا اور کسی کا ثواب کم نہ ہو گا

امام نووی شرح مسلم جلد دوم صفحہ 340 میں فرماتے ہیں۔

اِنْ دُعِىَ اِلَى الْهُدٰى كَانَ لَهٗ مِثْلُ اُجُوْرِ تَابِعِيْهِ اَوْاِلٰى الضَّلاَلَتِهِ ۔ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ آثَامِ تَابِعِيْهِ سَوَاءٌ كَانَ ذَالِكَ الْهُدٰى اَوِ الضَّلاَلَتُه هُوَ الَّذِىْ اِبْتَدَأَهٗ اَمْ كَانَ مَسْبُوْقاً اِلَيْهِ سَوَاءٌ كَانَ تَعْلِيْمُ عِلْمٍ اَوْعَبَادَةٍ او آدابٍ اَوغَيْرَ ذَالِكَ

اگر کسی نیکی طرف بلایا تو اس کی پیروی کرنے والوں کا ثواب بھی پائے گا اور گمراہی کی طرف بلایا تو اس کی پیروی کرنے والوں کا گناہ بھی اس کو ملے گا اب وہ ہدایت یا گمراہی خود اس کی ایجاد کردہ ہو یا اس کا وجود پہلے گذر چکا ہو پھر وہ فعل بھی عام ہے علم کی قسم ہو یا از قسم عبادت آداب وغیرہ سے متعلق ہو

پس جو حدیث ہے کہ:

كُلُّ بِدْعَتِه ضَلاَلَتُه كُلُّ ضَلاَلَتِه فِى النَّارِ۔

ہر نو پیدا چیز گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا انجام جہنم ہے

یہ اصول فقہ کے لحاظ سے عام مخصوص عنہ البعض ہے یعنی یہ اپنے عموم پر نہیں بلکہ اس سے بعض افراد یعنی اقسام مخصوص ہیں اس کا مطلب ہوا کہ وہ بدعت جو سیئہ ہے جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے) وہ گمراہی ہے ورنہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تراویح کے باجماعت کے متعلق فرمان کہ **نعم البدعتہ ھذہ** یہ بدعت کتنی اچھی ہے

marfat.com

کو بھی شامل ہو گا تو سیدنا حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ پر کیا حکم لگائیں گے

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرھندی اسرارہ اپنے مکتوبات شریفہ میں صرف سئیہ کو ہی بدعت شمار کرتے ہیں اور بیشتر مکتوبات شریفہ میں اس کی تردید کی ہے ان کی عبارات سے یہ اخذ کرنا کہ آپ قدس سرہ ہر قسم کی بدعت سیئہ ہو یا حسنہ کے مخالف تھے یہ سراسر جہالت و نادانی ہے مکتوبات شریفہ کے بنظر انصاف قاری سے یہ چیز مخفی نہیں جیسا کہ دفتر اول کے مکتوب نمبر 231 میں فرماتے ہیں

"میرے مخدوم رسول اکرم صلی اللہ علیہ سلم کے عمل دو قسم کے ہیں ایک بطور عبادت (جن کو سنن الھدی اور سنت موکدہ یا سنت لازمہ کہتے ہیں) دوسرا عرف و عادت کے طور پر (یعنی سنت غیر موکدہ یا سنن الزوائد) وہ عمل جو عبادت کے طور پر ہیں اس کے خلاف کرنا بدعت منکرہ (اسے بدعت سیئہ کہتے ہیں) جانتا ہے اور اسکی تردید میں بہت مبالغہ کرتاہوں کہ یہ دین میں نئی بات ہے اور وہ مردود ہے اور وہ عمل جو عرف و عادت کے طور پر ہیں اس کے خلاف کو بدعت منکرہ نہیں مانتا اور نہ ہی اس کے خلاف منع کرنے میں مبالغہ کرتا ہے کیونکہ وہ دین سے تعلق نہیں رکھتا۔اس کا ہونا نہ ہونا عرف و عادت پر مبنی ہے نہ کہ دین پر کیونکہ بعض شہروں کا عرف دوسرے شہروں کے عرف کے برخلاف ہے اور ایسے ہی ایک شہر میں زمانوں کے تفاوت کے اعتبار سے عرف میں اختلاف ہو جاتا ہے البتہ عادی سنت کو مدنظر رکھنا بھی بہت سے فائدوں اور سعادتوں کا موجب ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اتباع سید المرسلین صلی اللہ و آلہ وسلم پر قائم و ثابت رکھے آمین ثم آمین

اس تحریر سے ثابت ہوتا ہے سنت غیر موکدہ کی مخالفت بھی بدعت سئیہ نہیں چہ جائیکہ ایسا امرو عمل جس سے کبھی سنت موکدہ یا غیر موکدہ کا ترک لازم نہ آئے وہ کس طرح ضلالت و مردود ہو سکتی ہے۔

یہی تقریر غیر مقلد مولوی عبیداللہ رحمانی اپنی شرح مرعات جلد اول صفحہ 142) میں لکھتے ہیں

marfat.com

اَلْمرادُ بِهامَا اَحْدَثَ مِنَ الْاِعْتِقاد و وَالْقَوْلِ وَالْفِعْلِ وَلَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ فِی الشَّرْعِ بِدْ عَتُہٗ وَمَاکَانَ لَہٗ دراَصْلٌ فِی الشَّرْعِ فَلَیْسَ بعد عتہ کتفسیر القرآن و کتابتہ الحدیث

اس سے (بدعت سے) مراد وہ اقوال' افعال اور اعتقادات' ہیں جو نو پیدا ہیں اور ان کی اصل شریعت میں نہ ہو اس کو عرف شرع میں بدعت کہتے ہیں اور جن امور کی اصل ہو وہ بدعت نہیں جیسے قرآن کی تفسیر اور حدیث کی تحریر

اسی کتاب کے اسی عبارت سے چند سطور اوپر حدیث (من احدث فی امرنا) کی شرح میں ہے

ان من احدث فی الاسلام رایا لم یکن له من الکتاب والسنته سنداً ظاہرا اوباطنا ملفوظا اومستنبطاً فھو مردود

جس نے اسلام میں ایسی رائے ایجاد کی جس کے لئے کتاب و سنت سے کوئی ظاہری دلیل یا پوشیدہ ثبوت خواہ لفظ میں ہو اخذ شدہ کوئی نہ ہو وہ مردود ہے

نیز صفحہ 158 159 میں ہے

والمراد بالبدعته ما احدث فی الدین مالا اصل له فی الشریعته یدل علیه واما ماکان له اصل فی الشرع یدل علیه فلیس ببدعته شرعا وان کان بدعته لغته

بدعت سے مراد نو ایجاد امور ہیں جن کی اصل شریعت میں نہ ہو جو اس پر دلالت کر سکے لیکن جن کی سند شریعت میں موجود ہے وہ بدعت نہیں اگرچہ لغت کے اعتبار سے بدعت ہے اور

marfat.com

"وَاَمَّا وَقَعَ مِنْ كَلَامِ السَّلَفِ مَنِ اسْتَحْسَنَ بَعْضَ الْبِدْعَتِهِ فَاِنَّمَا فِى الْبِدْعِ اللُّغْوِيَّتِهِ لاَ الشَّرِيْعَتُهُ فَمِنْ نَا لِكَ قَوْلُ عُمَرَوَ نِعْمَتِ الْبِدْعَتُه هٰذِهٖ"

(بحوالہ عقائد اہلسنت 223 - 224)

بزرگوں کے کلام میں بدعت کی بعض چیزوں کو مستحسن کہا گیا ہے تو اس بدعت سے مراد بھی بدعت لغویہ ہے شرعی نہیں جیسے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول "یہ کتنی اچھی بدعت ہے" میں لغوی ہی مراد ہے

ان اقتباسات سے یہ ظاہر ہوا کہ غیر مقلدین وہابیہ کی جماعت بدعت حسنہ کو بدعت نہیں کہتے اس کو صرف لغوی طور پر بولتے ہیں حسنہ سنت میں شمار کرتے ہیں (واما ما کان لہ اصل فی الشرع) کے الفاظ کہہ کر اس کی اجازت دے رہے ہیں اس کتاب میں زیر حدیث (من سن سنۃ حسنۃ) میں ہے

اَےْ اَتیٰ بِطَرِیْقَتِهٖ مَرْضِیَتِهٖ یَشْهَدُ لَهَا اَصْلٌ مِنْ اُصُوْلِ الدِّیْنِ اَوْصَارَ بَاعِثاً لِتَرْوِیْجِ اَمْرٍ ثَابِتٍ فِی الشَّرْعِ فَلَهٗ اَجْرُهَا اَیْ اَجْرُ السُّنَّتِهِ وَمَنْ بَعْدَهٗ (بحوالہ عقائد اہلسنت صفحہ 224

یعنی جس نے ایسا طریقہ دیا جو پسندیدہ ہو اور جس کی گواہی اور تائید دلائل شرعیہ میں سے ہو یا جو شخص شرع سے ثابت شدہ کسی امر کو رائج کرے تو اس کو اس سنت کا ثواب ملے گا اور اس کے بعد عمل کرنے والوں کا بھی

آخر میں امام عبدالغنی نابلسی حنفی کی مشہور کتاب الحدیقہ الندیہ شرح الطریقہ المحمدیہ سے بدعت کے متعلق فیصلہ کن تحریر نقل کرتا ہوں جس سے بہت مغالطوں کا ازالہ ہو جائیگا

marfat.com

علماء نے بدعت کی پانچ قسم ہیں واجب جیسے ملحدین کے اعتراضات کے جوابات مستحب جیسے کتابوں کی تصنیف فی مدرسوں کی تعمیر وغیرہ مباح جیسے احباب کی دعوت کے وقت انواع و اقسام کے کھانے بنانا وغیرہ' اور مکروہ و حرام ہے جس کی بے شمار مثالیں ظاہر ہیں۔ فانا علمت هذا التقسيم الذى تقدم بيانه فالمنارة المنكوره فى نسوع البدعة المستجبة لا نهاعون المؤننين فى قصد هم لا علام الناس بد خول وقت الصلواة المفروضة كا الصلوة الخمس والجمعة المراد من لاانان شرعا اذ معانه لغة مطلق الا علام و فى الشرع هو الا علام بوقت الصلواة و فى المنارة اعانة فى انتشار ذالك بين الاعلام المسلمين۔ ماليس فى غير هاد والمدراس المبنية للعلم و قراء ة القرآن و تصنيف الكتب الشرعية فى علم التوحيد والعقائد والا حكام الفقهية والتفسير والحديث وآلة ذ لك كالنحور الصرف واللغة

اس قسم پر مطلع ہونے کے بعد یہ ظاہر ہے کہ "منارہ مسجد" بدعت مستحبہ میں سے ہے کیونکہ اس سے موذنوں کو اپنی ارادہ (یعنی لوگوں کو نماز پنجگانہ اور جمعہ اعلان) میں مدد ملتی ہے اعلان سے ہماری مراد شرع اذان ہے کیونہ اعلان لغت میں مطلق ہر چیز کے اعلان کو کہتے ہیں اور منارہ سے مسلمانوں کے درمیان اذان کی آوز پھیلانے میں جو مدد ملتی ہے دوسرے ذریعہ سے نہیں۔

اسی طرح مدرسوں کی بناء علم اور قرات قرآن کے لئے اور شرعی کتابوں کی تصنیف از قسم علم توحید' عقائد' احکام فقہیہ' تفسیر اور حدیث اور اس کے مددگار علوم جیسے نحو' صرف' لغت یا اسی قسم کے اور علم جو تعلیم میں مددگار ہوں' یونہی

marfat.com

وبحوهنا معينة للتعليم
بسبب تقرير المسائل و
ايضا حها و ابراد كل شى فى
محله من الابحاث
المناسبة والاشكالات والا
جوبة و تحرير الا دلة و بيان
الخلاف حتى يسهل معرفة
ذا لک العلم و التعلم عون
محصول التبليغ من
العلماء الاولين الى فضلاء
المتاخرين

فكل احد مما نكر من
بناء المدارس والسمنارة و
تصنيف الكتب و ترتيب
الدلائل مانون من قبل
الشآرع اذ قصده بقاء
ماشرع و تقوية وازاله ما
يمانعه و هذا المعنى
موجود فيما نكر بل
مامور به من قبل الشارع
ولو على طريق العلوم كما
قال تعالى ولا تقولو اعلى
الله الا الحق فبناء المنارة
و المدرسة من جمله

مسائل کی تقریر اور اس کی
وضاحت اور مسئلہ کے مناسب
بحثوں کی حسن ترتیب'
اعتراضوں کا جواب اور دلائل کی
تحریر' یا خلافیات کا بیان جس
سے اس علم کی معرفت معلم کو
آسان ہو اور متقدمین کے علوم
متاخرین تک پہنچانے میں مدد
ہو۔

پس یہ ساری باتیں جو
اوپر مذکور ہوئیں جیسے مدرسے'
منارہ' تصنیف' کتب ترتیب
دلائل وغیرہ' شرع کی طرف سے
ان کی اجازت ہے اس لئے کہ
شریعت کا مقصد احکام شرع کی
بقا اس کی تقویت اور اس کے
کے مزاحم کا دفاع ہے اور یہ
بات مذکورہ بالا امور سے بدرجہ
اتم حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ یہ
چیزیں شرعاً مامور ہیں یہ اور بات
ہے کہ ان کا جواز حکم عام میں
داخل ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے
حافظو اعلی الصلوت فرمایا (نمازوں
کی حفاظت کرو) لا تقولوا

marfat.com

محافظه الصلوة و تصنيف الكتب و نظم الدلائل من جملة قول الحق على الله وعدم قول الباطل و ما ليشبه فى ذالک

وعدم وقوع كل من ذالک فى الصور الا ول زمان الصحابة والتابعين و تابعى التابعين رضى الله عنهم اجمعين أما لعدم الا حتياج الى كل واحذ من ذلک لا ستغنائهم بكثرة الا جتهادو المجتهدين عن تبوين العلوم بسهولة مراجعة الثقاة من ائمه الدين عن تصنيف الكتب و بقلة المخالفين بنظم الدلائل اولعدم القدرة فيه لعدم المال فى انفاق على بناء المنارة والمدرسة وجعل الاوقاف عليها والوظائف اولعدم التفرع نفعل ذالک با شتغال ليلة نهار و ظاهرً اوباطنًا بالاهم من ذالک

على الله الاالحق فرمایا (سچ بات ہی بولو) پس منارہ اور مدرسہ کی بنا حفاظت صلاۃ میں داخل ہے اور تصنیف کتب اور ترتیب دلائل "قول الحق" کے زمرہ میں شامل ہے۔ اس قیاس پر اور امور کو جانچا جا سکتا ہے۔

اگر یہ سوال ہو کر اگر یہ باتیں ایسی مامور کی بنا تھیں تو خیر القرون میں یہ کیوں نہیں کی گئی تو جواب یہ ہے کہ مختلف وجہیں ہو سکتی ہیں مثلاً اس وقت اجتہاد اور مجتہدین کی کثرت تھی اس لئے انہوں نے اس کے باقاعدہ انتظام کی ضرورت محسوس نہ کی کہ کتابیں تصنیف ہوں اور مخالفین کی کمی کہ وجہ سے نظم دلائل کی حاجت نہ تھی۔ مال کی کمی بنائے منارہ اور مدارس میں خارج ہوئی یا یہ وجہ ہو کہ رات و دن علی الاعلان اور تنہائی میں ہر طرح ہر دم ان امور سے زیادہ اہم معاملات میں مشغول رہے ہوں جیسے جہاد، فتح بلاد،

marfat.com

على حسب مايعمولن من
قتال الكفار فتح البلاد و
تمهيد القواعد الا سلامية
والقوانين الايمانية بين
العباد والمحافظة على
فعل السنة السنبوية
والسيرة المحمدية والقيام
بها فى الاحوال كلها صوتا
لهامن الضياع والا ستبنال
ونالک من الاعنار المانعة
لا وائل عن عمل نلک کعدم
حنوث ما يقتضيه فى زما
نهم و وجود ما يغنى عنه
فى نالک الزمان نون غير
وعنم تسهيم لمثله

ولو تنعينت كلما قيل
فى بدعة حسنة وجنته
مانونافيه من قبل الشآرع
لكل احد اشارة فى آية او
حنيث اودلالة من آية او
حنيث لا يكاو يحرج شى
من نلک اصلا ما نكر
والقصور فى عدم الاطلاع
وقد سئل عن بعض

قواعد اسلامیہ اور قوانین ایمانیہ
کی تقویت اور سنت رسول اللہ
ﷺ کی محافظت یہ اور
اسی قسم کے بہت سے ہو سکتے
ہیں جو خیر القرون میں ان افعال
کے وجود میں مانع ہوں۔

بدعت حسنہ کے بارے
میں جو کہا گیا اگر اس کا بغور
مطالعہ کرو تو تم اس کو مامور من
الشرع پاؤ گے اور ہر ایک کا
اشارہ کسی آیت' حدیث میں' یا
آیت یا حدیث کی دلالت ضرور
ہو گی کوئی بدعت حسنہ اس
اشارہ یا دلالت سے خالی نہ ہو گی
کوئی اس کی تہہ تک نہ پہونچ
سکے یہ اور بات ہے۔

کسی نے ایک عالم سے
حرم شریف کے چاروں مصلوں
کے بارے میں پوچھا کہ یہ تو نہ
عہد نبوت نہ زمانہ صحابہ نہ
تابعین نہ تبع تابعین میں تھا نہ
خود ان اماموں نے اس کا حکم دیا
تو انہوں نے فرمایا یہ بدعت حسنہ
ہے بدعت سیئہ نہیں۔ کیونکہ

marfat.com

العلماء عن هذه المقامات
المنصوبة حول الكعبة التى
ليصلون فيها لان ائمة
اربعة على مقتضى مذاهب
الا اربعة ما كانه السنة على
نلک ولا عصر الصحابة ولا
القابعين ولا تبع التابعين
ولا هذا الائمة لااربعة ولا
امربها ولا طلبواهانا جاب
بانهابدعة لكنها بدعة
حسنة لاسيئة لا نهاتدخل
بدليل السنة الصحيحة و
تقرر ها فى السنة الحسنة
لا نهالم يحدث نها ضرولا
حرج فى المسجد ولا فى
المصلين من المسلمين
فعامة اهل السنة والجماعة
بل فيها عميم التفع فى
المطر والحريح الشديدة
والبرد فيها للقرب عن
الامام فى الجمعة و غير ها
فهى بدعة حسنة و يسمون
بفعلهم السنة الحسنة وان
كان بدعة باهل السنة

یہ امر سنت صحیحہ کی دلیل اور
تقریر سے سنت حسنہ میں داخل
ہے کہ اس کی بنا سے مسجد یا
مسلمان مصلیوں میں کوئی حرج
پیدا نہ ہو۔ بلکہ اس میں تو ایک
عام نفع ہے۔ بارش اور سخت
گرمی اور سخت سردی کے عالم
میں اور جمعہ وغیرہ میں امام سے
نزدیکی کا فائدہ ہے تو یہ بدعت
حسنہ ہی ہے۔ اور تم دیکھتے نہیں
کہ وہ اپنے اسی اتباع سنت کی
وجہ سے اہلسنّت کہے جاتے ہیں
اہل بدعۃ نہیں کہے جاتے
حالانکہ کام نیا کیا ہے کیونکہ
حدیث میں اچھی نئی بات نکالنے
والے کو سنت پر عمل کرنے والا
کہا گیا۔ تو حضور نے اپنے فرمان
میں ایجادِ سنت کو ایک ساتھ
ذکر کیا تو ان افعال کا سنت ہونا
حضور کے فعل سے گو ثابت
نہیں قول سے ثابت ہے پس نئی
بات پیدا کرنے والا سنی ہے کہ
حضور نے اس کو سنت قرار دیا۔
تو قاعدہ کلیہ یہ ہوا کہ حضور نے

marfat.com

لااصل البدعة لان النبی
ﷺ فی السنة و قرن
بنالک الاتبداع وان لم یرد
فی القول فقد وردیٰ فی
القول فقدو ردفی القول
فالسان سنی لدخوله
بقسیمة النبی ﷺ فیما
قرمن السنة وضابطه
السنة ماقوره احد فعله
النبی ﷺ و دام علیہ

جس کام کو کیا یا آپ کے سامنے
ہوا اور اسے برقرار رکھا یا آپ
کے فعل کو اصل بنا کر کوئی کام
بعد میں ہوا وہ سنت قرار پائے
گا۔

marfat.com

دین اسلام کی اہمیت و خصوصیات

مذہب اسلام بے شمار خصوصیات کا حامل ہے یہاں چند ایک درج ہیں

:-1 : **اسلام سب سے پہلا مذہب ہے :-** قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ جس وقت پہلا انسان (آدم) اس دنیا میں بسنے کے لئے بھیجا جا "رہا تھا" اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اعلان کر دیا تھا کہ

فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ والذین کفروا وکذبوا بآیٰتِنا اولئک اصحٰب النار - (البقرہ 39-39)

"پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں ان کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہو گا اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات جھٹلائیں گے وہ دوزخی ہوں گے۔

خدا کی اس ہدایت اور رہنمائی کا سلسلہ کسی خاص ملک یا قوم کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ روئے زمین کی ہر آبادی کی طرف اس کی راہنمائی دکھانے والے' اس کی آواز پہنچانے والے اور انسانوں کو ان کی غفلت سے چونکانے والے آتے رہے۔

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ — اور ہر قوم کے لئے ایک رہنما **(الرعد 7)**

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ — اور ہر امت کے لئے ایک رسول ہے **(یونس 47)**

2 **اسلام تمام انبیاء کا دین ہے :-** اکثر لوگ اسلام کی ابتداء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے ہیں لیکن یہ درست نہیں۔ اسلام وہی مذہب ہے جس کی

marfat.com

تبلیغ و اشاعت حضرت آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر پیغمبر نے کی۔ حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سب بلاشک و شبہ مسلمان تھے لیکن بعد میں ان کے پیروکاروں نے ان کی تعلیمات مسخ کر ڈالیں۔ عیسائیت اور یہودیت درحقیقت اسلام ہی کی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

مَاكَانَ اِبْرَاہِیْمُ یَہُوْدِیًا وَّلَا	حضرت ابراہیم نہ یہودی تھے نہ
نَصْرَانِیًا وَّلٰکِنْ کَانَ حَنِیْفًا	عیسائی بلکہ وہ تو راہ راست پر
مُّسْلِمًاؕ (آل عمران 67)	چلنے والے مسلمان تھے

جب حضرت ابراہیم اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کے ساتھ مل کر خانہ کعبہ کی دیواریں بلند کر رہے تھے تو آپ نے اس موقع پر نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنی آئندہ نسل کے لئے بھی دین اسلام پر قائم رہنے کی یوں دعا مانگی۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ ی س (البقرہ 128)

"اے ہمارے پروردگار! دونوں کو اپنا مسلم (مطیع) بنا اور ہماری نسل سے ایک ایسی قوم بنا جو تیری مسلم (مطیع) ہو۔"

3 **اسلام واحد الہامی مذہب ہے :-** یوں تو الہامی ہدایت کا دعویٰ تمام مذہب کرتے ہیں لیکن موجودہ دور میں اسلام کے سوا کوئی الہامی مذہب اپنی تعلیمات محفوظ نہیں رکھتا۔ کچھ تو اس وجہ سے کہ وہ مذاہب اس زمانے کے ہیں جب تحریر کے ذریعہ چیزیں محفوظ نہ ہو سکتی تھیں اور کچھ اس وجہ سے کہ بعد میں ان مذاہب کے پیروکاروں نے ان میں بیشمار تبدیلیاں کر دیں اور اپنی من مانی چیزیں داخل کر دیں۔ ان میں کوئی مذہب اپنی اصل شکل میں محفوظ نہیں۔ یہ بات صرف قرآن ہی سے مخصوص ہے کہ جس شکل میں یہ کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی بعینہ کسی تغیر و تبدل یا ترمیم و تنسیخ کے بغیر اپنی اصلی اور محفوظ حالت میں

marfat.com

ہمارے سامنے موجود ہے۔ اس بنا پر درحقیقت اسلام ہی موجود دنیا کا واحد الہامی مذہب ہے جسے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت حاصل ہے

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے (آل عمران 190)

اور اس کے سوا کوئی دوسرا دین قابل قبول نہیں۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔

(آل عمران 85)

(ترجمہ) : اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہو گا تو اللہ کے ہاں اس کی طرف سے یہ دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخر میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔

4- اسلام دین و دنیا کو ایک وحدت قرار دیتا ہے :- اسلام دین و دنیا کی اس مصنوعی علیحدگی کا قائل نہیں جو مختلف مذاہب میں رائج ہے۔ اکثر مذہب خدائی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دنیا سے کنارہ کشی کا سبق دیتے ہیں لیکن اسلام میں ترک دنیا کی بڑی شدت سے مخالفت کی گئی ہے حضورؐ کا فرمان ہے۔

لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْاِسْلَامِ — اسلام میں ترک دنیا کا کوئی مقام نہیں

نہ صرف یہ بلکہ ان اعمال کو جنہیں عام طور پر دنیاوی سمجھا جاتا ہے مثلاً روزی کمانا اور بال بچوں کی تربیت کرنا اسلام نے انہیں باعث اجر و ثواب بتایا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں کہا گیا ہے۔

اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ — دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

5 اسلام اصلاح باطن پر زور دیتا ہے :- اسلام نے تمام اعمال کا دارو مدار نیت

marfat.com

پر رکھا ہے چنانچہ فرمان نبوی ہے۔ **انما الاعمال بالنیات** اعمال کا انحصار تو صرف نیتوں پر ہے۔ جزا کی امید صرف اسی صورت میں کی جا سکتی ہے جب اللہ کی خوشنودی مدنظر ہو۔ ریاکاری یا کسی اور غرض کے پیش نظر خواہ اچھے سے اچھا کام کیوں نہ انجام دیا جائے بے اثر اور بے اجر ہو جاتا ہے بلکہ الٹا عذاب کا باعث بن سکتا ہے۔

6- اسلام مکمل توازن کا دین ہے :- اسلام زندگی کے مختلف پہلوؤں کے درمیان مکمل توازن قائم کر کے افراط و تفریط کی طرف جانے سے روکتا ہے۔ اس دنیا میں مفکر، فلسفی اور مصلح تو ہزاروں اور لاکھوں ہوئے ہیں لیکن ان کی تعلیمات میں یک رخاپن ہے۔ کسی نے روحانی پہلو پر زور دیا تو مادی پہلو کو نظر انداز کر دیا اور کسی نے مادی پہلو پر توجہ کی ہے تو اخلاقی پہلو کو چھوڑ دیا۔

اسلام نے دین اور دنیا کے درمیان توازن قائم کیا ہے حضورؐ کا ارشاد ہے۔

"میں تو سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں۔ روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں عائلی زندگی بھی گزارتا ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو تمہارے نفس کا تم پر حق ہے۔ تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے۔ تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے۔ تمہارے اہل و عیال کا تم پر حق ہے۔ ہر حق اس کے حق دار کو ادا کرو۔ تم روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔ نماز بھی پڑھا کرو اور سویا بھی کرو۔"

7- اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے :- اسلام کے علاوہ دوسرے تمام مذاہب پوری انسانی زندگی کا احاطہ نہیں کرتے۔ ان کے مقابلے میں اسلام کی سب سے نمایاں اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ زندگی کا نہایت منظم ضابطہ SYSTEMATIC CODE OF LIFE ہے۔ حیات انسانی کا کوئی گوشہ خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی۔ قومی ہو یا بین الاقوامی۔ معاشی ہو یا سیاسی معاشرتی ہو یا قانونی۔ اسلام کی ہدایت سے محروم نہیں رہا۔

marfat.com

8- **اسلام وحدت انسانی کا سبق دیتا ہے** :- اسلامی معاشرے کا سنگ بنیاد یہ ہے کہ سب انسان ایک نسل سے ہیں۔ پوری انسانیت آدم کی اولاد ہے۔ رنگ زبان نسل برادری' ملک 'قوم کی فطری تقسیم باہمی تعارف کے لئے ہے لیکن ان پیدائشی اختلافات کی وجہ سے اونچ نیچ کا امتیاز پیدا کرنا غلط ہے۔ ہاں آدمی کو بزرگی صرف اس صورت میں حاصل ہو سکتی ہے کہ اس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں اور وہ خدا ترسی میں دوسروں سے زیادہ بڑھا ہوا ہو قرآن مجید کہتا ہے۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (الحجرات 130)

(ترجمہ)

"لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔"

9- **اسلام کامل مساوات کا حامل ہے** :- وحدت نسل انسانی کے نظریہ کا لازمی نتیجہ مساوات ہے۔ اسلام میں مساوات سے دو باتیں مراد ہیں۔ ایک قانونی مساوات اور دوسرے معاشرتی مساوات کے مطابق تمام افراد ملت کے لئے ایک ہی قانون ہے۔ غلام ہو یا آقا۔ امیر ہو یا غریب عالم ہو یا جاہل' سب کے لئے قانون کی پابندی یکساں ضروری ہے۔

10- **اسلام فرد اور معاشرہ دونوں کا خیال رکھتا ہے** :- اسلام نہ تو فرد کو نظر انداز کرتا ہے اور نہ سماج کو وہ ان دونوں میں توازن اور تناسب قائم کرتا ہے ہر ایک کو اس کا حق دلواتا ہے وہ ہر انسان کو فرداً" فرداً" ذمہ دار ٹھہرا کر خدا کے سامنے جوابدہ بناتا ہے۔ اس کے بنیادی حقوق کی ضمانت دیتا ہے۔ ان کی شخصیت کی نشوونما کے مواقع فراہم کرتا ہے اور خیال رکھتا ہے کہ افراد کی انفرادیت اجتماعیت

marfat.com

میں گم نہ ہونے پائے۔ قرآن میں ہے۔

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْءٍ

(آل عمران 30)

(ترجمہ):

"وہ دن آنے والا ہے جب ہر نفس اپنے کئے کا پھل حاضر پائے گا خواہ اس نے بھلائی کی ہو یا برائی"

11- اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے :- نبی کریم ﷺ کا پیغام تمام دنیا کے لئے ہے۔ آپ کرہ ارض کے کسی خاص خطے یا کسی ایک قوم کے لئے نبی بنا کر نہیں بھیجے گئے بلکہ ساری دنیا کے لئے اور تمام انسانوں کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ آپ ؐ نے اس کا اعلان خود بھی بحکم الہی کیا تھا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف 185)

"اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس خدا کا پیغمبر ہوں۔"

یہ ایک ایسی بات جو آپؐ کے لئے خاص ہے۔ آپؐ سے پہلے جو انبیاء آتے تھے ان میں کسی کی حیثیت یہ نہ تھی۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً

(ترجمہ)

"مجھ سے پہلے ہر نبی مخصوص طور پر اپنی قوم کے پاس نبی بنا کر بھیجا جاتا تھا۔ لیکن میں تمام لوگوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

12- اسلام بین الاقوامی عدل و انصاف کا حامی ہے :- جب دنیا کے دوسرے مذاہب اور دنیاوی تحریکوں کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ کسی مذہب یا کسی تحریک کی موجودہ تعلیم بین الاقوامی عدل و انصاف کی علمبردار نہیں۔ تمام مذاہب اور تحریکوں میں صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو ٹھوس

marfat.com

بنیادوں پر بین الاقوامی عدل و انصاف کی عمارت کھڑی کرتا ہے۔ قرآن مجید میں عدل و انصاف کے متعلق بے شمار آیات ہیں عدل و انصاف پر قائم رہنا بالخصوص اس وقت بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ جب فریقین میں سے ایک فریق دشمن اور ایک فریق دوست ہو لیکن قرآن مجید کہتا ہے۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ (المائدہ - 8)

(ترجمہ)
کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اتنا مشتعل نہ کر دے کہ تم انصاف نہ کرو۔ عدل کرو یہ تقوی سے قریب تر ہے"۔

13- اسلام بین الاقوامی امن کی تلقین کرتا ہے :-

عدل خود امن کا ضامن ہے۔ جب دنیا میں عدل و انصاف کی حکمرانی ہو گی تو امن خود بخود قائم ہو جائیگا لیکن اسلام نے دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے ایک بہت ہی عمدہ اصول مقرر کر دیا ہے جو یہ ہے۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ 3)

(ترجمہ) : جو کام نیکی اور خدا ترسی کے ہیں ان میں سب سے تعاون کرو اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں کسی سے تعاون نہ کرو"

14- اسلام خدا کا آخری پیغام ہے:- اسلام سے پہلے جو مذہب بھی آیا وہ اس قوم، اس زمانے اور اس علاقے کی اصلاح و ہدایت کے لئے مخصوص تھا۔ جس طرح اس کے مخاطبوں کا دائرہ محدود تھا اسی طرح اس کی تعلیمات کا مجموعہ بھی مختصر اور محدود تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کی حکمت کا فیصلہ ہوا کہ اب ایسا نبی بھیجا جائے جو سب کے لئے ہو اور ہمیشہ کے لئے ہو تو اس کے لئے ضروری تھا کہ اس نبی پر نازل ہونے والے دین کا مزاج بین الانسانی ہو اور اس کی تعلیمات ہر زمانے ہر ملک

marfat.com

اور ہر طرح کے انسانی مسائل پر حاوی ہوں۔ قرآن مجید کی یہ آیت اسی تکمیل کا اعلان کر رہی ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (المائدہ - 3)

(ترجمہ) : آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کیا ہے"

(افہام القرآن)

marfat.com

وجود باری تعالیٰ

توحید پر عقلی دلائل:-اس نظام کائنات کا باقاعدگی سے چلنا کوئی اتفاقی حادثہ یا ارتقائی عمل نہیں بلکہ اس کو چلانے والی ایک ذات ہے جس کو مسلمان اللہ کہہ کر پکارتے ہیں جو واجب الوجود ذات ہے اس کے وجود پر عقلی اور نقلی بکثرت دلائل موجود ہیں۔ جن میں سے چند ایک بطور نمونہ تحریر کر رہا ہوں۔

انقطاع اسباب سے استدلال:- ہمارے مشاہدات سے یہ امر یقینی طور پر ثابت ہے کہ ہر چیز اپنے وجود میں کسی نہ کسی سبب کی محتاج ہے اور اس کائنات میں کوئی چیز بغیر سبب کے ظہور پذیر نہیں ہوتی جب ہر ممکن کا ایک سبب ہوتا ہے تو اس سبب کا کوئی سبب ہو گا اگر یہ سلسلہ سبب کا سبب پھر اس کا سبب اسی طرح چلتا رہے تو یہ سلسلہ غیر متناہی لازم آئیگا جو کہ عقل کے خلاف ہیں لہٰذا لازمی طور پر ایک سبب پر یہ سلسلہ ختم ہو جائیگا جو اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہ ہو اور وہ سبب علت اور سبب کے وجود سے پاک ہو اور امکان و احتیاج سے مبرء ہو لہٰذا وہ آخری سبب بذاتہ موجود اور تمام موجودات کا موجد و خالق ہے جس کو ہم مسلمان اسے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔

حضرت عمر کا اعضاء انسانی سے استدلال:- ایک مرتبہ ایک آدمی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ میں شطرنج کے کھیل سے بڑا متعجب ہوں کہ یہ کھیل ایک مربع فٹ تختہ کے چونسٹھ خانوں میں کھیلا جاتا ہے اور اگر ان خانوں میں لاکھ مرتبہ بھی شطرنج کھیلی جائے تو ہر بار بازی مختلف ہوتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میں اس سے کہیں زیادہ بڑے امر پر تعجب کرتا ہوں کہ انسان کا چہرہ ایک بالشت بھر کا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ارب ہا ارب سے کہیں زیادہ چہرے پیدا کئے لیکن کوئی چہرہ دوسرے چہرے سے نہیں ملتا۔ کسی کی آنکھ دوسرے کی آنکھ سے نہیں ملتی ناک ناک سے ہونٹ ہونٹ سے کان کان سے

marfat.com

نہیں ملتے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا توحید پر استدلال:۔ حضرت علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں سبحان ہے وہ ذات جس نے چربی کی ایک بوٹی سے دکھایا۔ نرم ہڈی سے سنوایا اور گوشت کے ٹکڑے کو گویا کر دیا اور جو لوگ انسان کو صرف اتفاقی حادثہ قرار دیتے ہیں وہ اس کا کیا جواب دیں گے کہ انسان کے جسم میں ہر جگہ گوشت ہے پھر بولنے کا خاصہ زبان میں کیوں ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ اور کہ دیکھنے کے لئے صرف آنکھ مخصوص ہے کسی اور چربی کے ٹکڑا میں قوت بینائی کیوں نہیں۔ تو لازمی طور پر تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہ وحدہ لاشریک کی قدرت کاملہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

کرن امید سے :۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ایک دہریہ کی ملاقات ہوئی جو وجود باری تعالٰی کا منکر تھا آپ نے اس سے دریافت کیا کبھی تم نے سمندر کا کشتی میں سفر کیا اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا کبھی طوفان کا بھی سامنا کیا کہنے لگا ہاں کشتی ٹوٹ پھوٹ گئی ملاح ڈوب گیا اور لہروں کے تھپیڑے مجھے کنارے تک لے آئے آپ نے فرمایا جب تو کشتی پر سوار تھا تو تیرا اعتماد ملاح پر تھا جب ملاح ڈوب گیا تو تیرا اعتماد کشتی پر تھا پھر جب کشتی ٹوٹ گئی اور تو ایک تختہ کے سہارے بہنے لگا تو تیرا بھروسہ اس تختے پر تھا جب تختہ بھی ہاتھ سے نکل گیا تو محض لہروں کے رحم و کرم پر تھا جب طوفانی لہریں تجھے غرق کر رہی تھیں۔ کیا اس وقت تیرے دل میں بچنے کی امید تھی وہ کہنے لگا ہاں میں اس وقت پر امید تھا کہ شائد سلامتی سے نکل جاؤں گا تو امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تمام مادی سہارے ختم ہوئے اور منقطع ہو چکے تھے کہ تو تو نے کس ذات پر امید قائم کی تھی کہ وہ تجھ کو بچالے دہریہ سن کر خاموش ہو گیا تو حضرت امام نے فرمایا جس وقت کوئی مادی اور ظاہری سہارا نہ رہے اور سلامتی کے تمام اسباب ایک ایک کر کے ختم ہو جائیں اس وقت جس ذات سے امید قائم ہوتی ہے وہی تیرا اور سارے جہاں کا پروردگار ہے اسی نے

marfat.com

تجھ کو غرق ہونے سے بچا لیا اسی کی یہ شان ہے کہ جب انسان چاروں اطراف سے مایوس ہو جائے اور امید کی کرن کہیں سے نظر نہ آتی ہو اوہ سمجھتا ہو کہ عنقریب وہ اپنی مصیبتوں میں گھر کر ختم ہو جائے گا تو اچانک وہ غیب سے اسکی سلامتی کے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔

لیموں سے استدلال :- لیموں کو دیکھئے اس کا چھلکا گرم خشک ہوتا ہے اور اس کا گودا گرم تر ہوتا ہے اس کا عرق سرد خشک ہوتا ہے۔ لیموں کے یہ مختلف اثرات ایک بیج میں ہوتے ہیں اور اس بیج کی طبیعت کا تقاضا بھی ایک ہونا چاہیے لیکن اس بیج سے جب لیموں کا پھل پک کر سامنے آیا تو اس میں۔ گرم تر گرم خشک اور سرد خشک سب قسم کے آثار ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ سلسلہ طبعی آثار کا ثمرہ نہیں بلکہ اس قادر مطلق قیوم کی حکمت کا نتیجہ ہے کہ وہ گرم خشک بیج سے سرد خشک پھل پیدا کر دے چاہے سرد تر بیج سے گرم خشک پھل وجود میں لے آئے

قرآن مجید سے توحید و وجود باری تعالیٰ کا ثبوت :- قرآن مجید نے توحید الٰہی کا ذکر کہیں تفصیل سے بیان کیا اور کہیں اجمال سے۔

یہاں صرف چند آیات کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ قاری کو معلوم ہو سکے کہ قرآن کریم نے کس عمدہ طریقہ سے توحید بیان کی ہے جس کی وضاحت کے لئے تمام انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ۔ آخر میں سرور عالم رحمتہ للعالمین ﷺ تشریف لائے اور آپؐ نے عقیدہ توحید جو قصر اسلام کی بنیاد اور دائرہ اسلام کا مرکز و محور ہے۔ اس کی تفصیل کو نقطہ عروج تک پہنچا دیا۔

نظام کائنات کے ربط سے آیت نمبر1:-

لَوْكَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ لَفَسَدَتَا

اگر آسمان و زمین میں کوئی اور بھی خدا ہوتا تو ان میں فساد برپا ہو جاتا

marfat.com

اللہ تعالیٰ اس آیت میں فکر و تدبر کی دعوت دے رہا ہے کہ اس نظام کائنات میں روزانہ سورج کا جہت مقرر سے طلوع ہونا اور خاص جہت میں غروب ہونا۔ دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن۔ ہر سال اپنے موسموں میں کھیتوں کا پروان چڑھنا۔ تمام روئے زمین میں ایک خاص طریقہ سے انسان کا پیدا ہونا اور وقت مقررہ پر مر جانا یہ تمام سلسلہ کائنات ایک مربوط نظام کے تحت جاری ہے کیا کوئی ذی شعور انسان یہ کہہ سکتا ہے یہ مربوط نظام خود بخود عدم سے وجود میں آگیا یا اس کے چلانے والے ایک سے زائد ہیں۔

پانی کے نظام کی فراہمی آیت نمبر2 :-

اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ	کیا بادلوں سے پانی تم نے اتارا ہے جس کو تم پیتے ہو یا ہم نے اتارا اگر ہم چاہیں تو اس کو اتنا کڑوا کر دیں کہ تم پی نہ سکو پھر تم کیوں نہیں شکر ادا کرتے

تشریح : پانی انسان کی بنیادی ضرورت ہے پانی کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا سمندر کا پانی اتنا کڑوا ہوتا ہے کہ اس کے چند گھونٹ بھی حلق سے نیچے نہیں اتارے جا سکتے پھر یہی پانی جب بخارات کی شکل میں طبقہ زمہریر تک پہنچتا ہے اور موسلا دھار بادلوں سے ٹھنڈا میٹھا اور شفاف پانی بن کر برستا ہے تو کون ہے جو اس کڑوے پانی میں شکر گھول دیتا ہے دریاؤں سے جو اکثر و بیشتر پانی حاصل ہوتا ہے وہ بھی بادل و بارش کا ثمرہ ہے پہاڑوں کی بلند بانگ چوٹیوں سے برفانی گھاٹیوں تک برف گرنے کا انتظام اور بادلوں کے ذریعہ بہم رسانی کا نظام تم نے کیا ہے یا خود بخود ہو گیا اگر تم نے یہ انتظام نہیں کیا اور اسے اتفاقی حادثہ بھی کوئی عقلمند کہنے کو تیار نہیں تو کیوں نہیں مانتے کہ یہ تمام انتظام کرنے والا احکم الحاکمین ہے۔

marfat.com

انسانی تخلیق سے استدلال آیت نمبر۔ 3 قرآن کریم انسانی تخلیق کے مختلف مراحل بیان کر کے اپنی قدرت کا ذکر فرما رہا۔

ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ (پارہ 18 رکوع)

پھر اسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں ہم نے اس پانی کی ایک بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اسے ایک خوبصورت شکل میں اٹھایا تو بڑی برکت والا ہی اللہ بہتر بنانے والا ہے۔

انسان کی تخلیق اس کے ایک نطفہ میں موجود ایک جرثومہ سے ہوتی ہے جب مرد کا نطفہ عورت کے رحم تک پہنچتا ہے تو یہ جرثومہ عورت کے رحم میں کسی وقت اس نسوائی انڈے سے جا ملتا ہے جو اس جرثومہ کی طرح انتہائی باریک ہوتا ہے پھر ان دونوں کے امتزاج سے ایک باریک خلیہ بن جاتا ہے اور یہی خلیہ حیات انسانی کا نقطہ آغاز ہے اور اس خلیہ کا وجود میں آجانا ہی استقرار حمل کی علامت ہے پھر اللہ تعالیٰ اس خلیہ کو علقہ یعنی جمے ہوئے خون کی شکل میں لاتا ہے پھر اس علقہ کو بتدریجا" مضغہ یعنی گوشت کی بوٹی میں تبدیل کرتا ہے پھر اس گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کی صورت و شکل عطا کرتا ہے گوشت کے اس لوتھڑے کو انسانی اعضاء کے سانچہ میں ڈھال دیتا ہے استقرار کے عین چار ماہ بعد اس میں روح ڈال دی جاتی ہے پھر عورت کے پیٹ میں اس کو غذا پہنچا کر اس کی جسامت کو بڑھاتا ہے اور اس کے دماغ میں وہ تمام صلاحیتیں رکھ دی جاتی ہیں جس کے سبب سے وہ آگے

marfat.com

چل کر اپنی زندگی میں تعلیم و تربیت اور ماحول کے زیر اثر کسی ولی کامل۔ عالم دین۔ تاجر۔ جاہل مزدور یا تاجر۔ سیاست دان اور بدمعاش غنڈے کی شخصیت میں ابھرتا ہے۔ اس انسانی تخلیق کے تمام مراحل میں انسان کا صرف اتنا ہی کام ہے کہ وہ اپنے نطفے کو عورت کے رحم میں پہنچاتا ہے اس کے بعد کے مراحل کہ جرثومہ کو نسوانی انڈے سے ملاپ کرانا' علقہ بنانا۔ مضغہ کرنا الگ الگ انسانی صورتوں کا بنانا پھر اس میں روح کا ڈالنا۔ اس کے میں دماغ میں مختلف صلاحیتیں پیدا کرنا سلیم اعضا یا اپاہج کر دینا۔ نو ماہ تک پیٹ میں غذا پہنچانا یہ تمام کام نہ خود عورت کر سکتی ہے نہ کسی ڈاکٹر۔ انجینئر اور حکیم کی ادویات کی تاثیر ہے اور نہ ہی کسی سائنس دان کی کاریگری ہے بلکہ اسی وحدہ لاشریک خدائے برتر و پاک ذات ہی کا کرشمہ قدرت ہے

جانور کے دودھ سے استدلال :- قرآن کریم دودھ سے اپنے وجود اور قدرت پر دلیل دیتے ہوئے فرماتا ہے۔

اِنَّ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً
نُسْقِیْکُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْ
بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا
سَائِغًا لِّلشَّارِبِیْنَ

(پارہ نمبر 14 النحل

بیشک جانوروں میں تمہارے لئے غور و فکر کرنے کا موقع ہے کہ ہم تم کو گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ پلاتے ہیں۔ جو پینے کے لئے خوش گوار ہے۔

دودھ کے حصول کے لیے چارہ جو جانور کھاتے ہیں کا کوئی طبعی خاصہ نہیں ورنہ نر جانور بھی تو یہی چارہ کھاتے ہیں اور ان سے دودھ کا ایک قطرہ بھی حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ مادہ جانور کی طبعی خاصیت ہے ورنہ حمل کے ایام یا اس سے قبل بھی دودھ دیتی رہے' نہ بچہ کی خصوصیت کی وجہ سے کیونکہ بچہ کے مرجانے کے بعد ماہ ڈیڑھ ماہ تک دودھ دیتی رہتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جانوروں سے

marfat.com

دودھ کے حاصل کرنے میں چارہ اور جانور کے بچہ کا کوئی بھی مرکزی کردار ادا نہیں کرتا اس تمام مربوط نظام میں جو دودھ کے حصول کا سبب ہے'وہ وحدہ لا شریک کی ذات کار فرما ہے۔

جو نظام عالم کے ذرہ ذرہ میں تصرف کر رہی ہے۔

marfat.com

توحید اور اس کے مراتب

حضرت مولانا عبد الرحمن جامی علیہ الرحمتہ نے نفحات الانس میں توحید کے چار مراتب بیان کیے ہیں توحید - ایمانی۔ توحید علمی۔ توحید حالی اور توحید الٰہی

پہلی قسم توحید ایمانی:- یہ ہے کہ بندہ اس امر کی دل سے اور زبان سے تصدیق کرے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے اور اس کے سوا کوئی اور مستحق عبادت نہیں جس طرح قرآن و حدیث میں ہے۔

قرآن مجید اور توحید:- قرآن مجید میں سب سے زیادہ عقیدہ توحید ہی بیان کیا گیا چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۝

اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ بڑا مہربان رحم والا ہے۔

سورہ اخلاص میں فرمایا

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ

کہہ دیجیے کہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے۔

نیز فرمایا

لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

دو معبود نہ بناؤ بیشک وہ ایک ہی معبود ہے

یا توحید تقلیدی:-

رسول خدا ﷺ کے بیان کے مطابق زبان سے توحید کا اقرار اور دل سے یقین کرنا کہ اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔

marfat.com

دوسری قسم توحید علمی :- توحید علمی کا حصول علم باطن سے متعلق ہے اور یہ باطنی علوم سے حاصل ہوتی ہے جس کو علم الیقین کہتے ہیں علم الیقین اسے کہتے ہیں کہ بندہ طریق تصوف میں قدم رکھتے وقت یقین کے ساتھ اس بات جانے کہ بندہ کی تمام صفات و افعال کا مبدءتعین اللہ تعالیٰ کے صفات و افعال،میں ہو،یہ یقین کرے کہ بندہ کی صفات مثلاً صفات وجود،علم و قدرت' ارادہ' سمع اور بصر کا خیال کرے اسی طرح دوسرے افعال و صفات کا قیاس کرنا چاہیے۔ یہ توحید اہل توحید کے مراتب میں اس توحید سے کم مرتبہ خیال کی جاتی ہے جو ارباب تصوف کے عقیدہ توحید سے مخصوص ہے اس کا نقطہ آغاز عام توحید کے نقطہ انتہاء سے ملا ہے یعنی علم توحید کی انتہاء توحید صوفیہ کی ابتداء ہے اگرچہ توحید علمی توحید حالی سے کم مرتبہ ہے مگر حالی کا کچھ شائبہ اس میں پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ فرمایا

مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ عَيْنًا	اس کی ملاوٹ آب تسنیم سے
يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ۔	ہے جسے مقرب لوگ پئیں گے

یہی وجہ ہے کہ اس توحید کا حال ذوق و سرور کی کیفیت میں رونما ہوتا ہے کیونکہ مقام حال میں پہنچے سے رسوم کی بعض ظلمتیں اس سالک سے دور ہو جاتی ہیں جس کے بعض تصرفات میں اپنے علم کے موافق اس کا عمل ہو جاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وجود اسباب جو افعال الٰہی سے متعلق ہیں اس کو نظر نہیں آتے بسا اوقات ایسا ہوتا کہ ظلمت کے باقی ہونے کے باعث جو اس کے علم کا اقتضاء ہے وہ محجوب رہتا ہے (اس کی نگاہوں سے پردہ ذات نہیں اٹھتا) اسی سبب سے توحید میں شرک خفی کا شائبہ پیدا ہو جاتا ہے

تیسری قسم توحید حالی :- توحید حالی یہ ہے کہ حال توحید موحد کی ذات کا لازمی وصف بن جاتا ہے کبھی اس سے دور نہیں ہوتا وجود کی تمام رسمی تاریکیاں ماسوا بعض کے توحید کے نور کی تابشوں نیست و نابود ہو جاتی ہیں۔ اس وقت یہی نور

marfat.com

توحید اس کے حال کے نور میں چھپ جاتا ہے جس طرح کواکب کا نور دن میں سورج کے نور میں مستور اور مندرج ہو جاتا ہے

اس مقام پر پہنچ کر موحد کا۔ وجود واحد کے مشاہدہ جمال میں جمع کے چشمہ میں اس طرح مستغرق ہو جاتا ہے کہ اس کی شہودی نظر میں بجز واحد ذات و صفات کے کچھ اور نظر نہیں آتا۔ یہاں تک کہ وہ اس توحید حالی کو خدائے واحد کی صفت مشاہدہ کرنے لگتا ہے نہ کہ اپنی صفت کیونکہ اس کی ذات و صفات اس وحدہ شریک ذات و صفات سے مستتر ہو جاتی ہے اور اس وقت اس مشاہدہ کو بھی اسکی صفت سمجھنے لگتا ہے اس منزل اور اس مقام پر پہنچ کر پہنچے کہ وہ قطرے کی طرح توحید کی موجوں کے تلاطم کے تصرف میں آجاتا ہے اور جمع میں غرق ہو جاتا ہے (صوفیہ کرام نفس امارہ کے منعمل ہو کر روح میں منتشر ہو جانے کو مقام جمع کہتے ہیں)

اسی لئے حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں

اَلتَّوْحِيْدُ مَعْنًى يَضْمَحِلُ فِيْهِ الرُّسُوْمُ يَنْدَرِجُ فِيْهِ الْعُلُوْمُ وَيَكُوْنَ اللّٰهُ كَمَالَمْ يَزَلْ

توحید ایک ایسا مقام ہے جس میں رسمیں مٹ جاتی ہے اور علوم داخل ہوتے ہیں اور ایسا دکھائی دیتا ہے جیسا کہ ازل میں تھا

اور اس توحید کا منشاء نور مشاہدہ ہے جبکہ توحید علمی کا منشاء نور مراقبہ اور کہاں نور مراقبہ اور کہاں نور مشاہدہ جب انسان توحید کے اس مرتبہ پر پہنچتا ہے تو اکثر بشریت کے نشان مٹ جاتے ہیں۔ اور توحید علمی میں یہ نشان کلیتہ" نہیں مٹتے بلکہ کچھ دور جاتے ہیں توحید حالی میں کچھ رسوم کا باقی رہ جانا اس سبب سے ہے تاکہ افعال کی تربیت اور اقوال کی تہذیب کا صدور اس سے ممکن ہو سکے یہی وجہ ہے کہ زندگی میں توحید کا حق جیسا کہ ادا ہو جانا چاہیے ادا نہیں ہوتا چنانچہ ابو علی دقاق علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

marfat.com

حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اسراره اسی مقام پر پہنچ کر فرماتے ہیں

لَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّىْ فَوْقَ مَيِّتٍ لَقَامَتْ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰى تَعَالٰى

اگر اپنا راز میت پر القاء کرتا تو مردہ اللہ کی قدرت سے کھڑا ہو جاتا

marfat.com

وحدت الشہود

وحدت الشہود یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے سوا کچھ نظر نہ آئے اس کا معنی یہ نہیں کہ اسکے سوا کچھ موجود بھی نہیں

وحدت الشہود کی تفصیل سب سے پہلے سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اسرارہ نے بیان فرمائی۔

آپ نے اپنے متعدد مکتوبات میں اس پر بحث کی ہے

چنانچہ حصہ سوئم کے مکتوب نمبر125 میں فرماتے ہیں عالم چھوٹا ہو یا بڑا سب اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اس کی صفات کے مظاہر ہیں اور اسکے شیون اور کمالات ذاتیہ کے آئینے میں ہیں پس جب حق تعالیٰ ایک مخفی خزانہ اور پوشیدہ راز تھا اس نے چاہا کہ اپنے کمالات پردہ اخفاء سے ظہور میں لائے اور اجمال کو تفصیل کے رنگ میں پیش کرے تو کائنات کو ایسے طریقہ پر پیدا فرمایا کہ ممکنات کی ذوات اور صفات اس کی ذات وصفات پر دلالت کرے اور علامت بنیں پس عالم کو اپنے صانع کے ساتھ مخلوقیت کی مناسبت کے سوا کوئی اور مناسبت و تعلق نہیں ہے اور یہ کائنات اس کے اسماء و شیونات پر دلالت کرنے والے امور کا مجموعہ ہے پس خالق و مخلوق کے مابین اتحاد۔ عینیت یا خالق کا اپنی ذات کے ساتھ مخلوق کا احاطہ یا اس کی ذات کا مخلوق میں سرائت کئے ہوئے ہونا یا مخلوق کے ساتھ رب تعالیٰ کی معیت ذاتی وغیرہا تصورات سب کے سب غلبہ حال اور سکر وقت کی بناء پر ہیں جن کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں مستقیم الاحوال مشائخ جنہوں نے صحو کے پیالے سے حصہ پایا ہے وہ عالم کی اپنے صانع کے ساتھ مخلوقیت اور مظہریت کی نسبت کے علاوہ اور کوئی نسبت ثابت نہیں کرتے احاطہ اور معیت ذاتی کے بجائے احاطہ و معیت علمی کے قائل ہیں جیسا کہ علماء حق کا مسلک و مشرب ہے۔

تعجب ہے کہ صوفیاء کی ایک جماعت ایک طرف سے بعض ذاتی نسبتوں کو ثابت کرتی

marfat.com

ہے جیسے احاطہ قریب ومعیت اور دوسری طرف اس امر کی معترف ہے کہ ذات حق تعالیٰ سے تمام نسبتیں مسلوب ہیں۔ حتیٰ کہ صفات ذاتیہ کو بھی مسلوب کرتے ہیں یہ صریح تناقض ہے اور اس تناقض کو دور کرنے کے لئے ذات میں مراتب ستہ ثابت کرنا دقائق فلسفیہ کی طرح محض تکلف ہیں۔ کشف صحیح والے حضرات اس ذات کو بسیط حقیقی کے سوا اور کچھ نہیں جانتے اور اس بسیط کے سوا جو کچھ ہے اسے اسماء میں شمار کرتے ہیں۔

شعر۔ فراق دوست اگر اندک است اندک نیست۔ درون دیدہ گر موئے است بیا راست۔

ترجمہ - دوست کی تھوڑی سی جدائی بھی تھوڑی نہیں آنکھ میں ایک آدھ بال بھی بھرا ہو تو وہ بھی بہت ہے

اس بحث کی تحقیق کے لئے ہم ایک مثال بیان کرتے ہیں ایک فنون کا ماہر عالم اگر اپنے پوشیدہ کمالات کو ظہور میں لانا چاہے تو وہ حروف واصوات کو ایجاد کرتا ہے تاکہ ان حروف واصوات کے پردے میں ان کمالات کا اظہار کرے اب اس صورت میں ان حروف اور دلالت کرنے والی آوازوں کو اس ماہر عالم کے ذہن میں موجود معانی کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں مگر صرف یہ کہ حروف اور آوازیں ان مخفی معانی کے مظاہر ہیں اور ان کمالات مخزونہ کے آئینہ ہیں۔ ان حروف و اصوات کو ان معانی مخفیہ کا عین قرار دینا بے معنی ہے اسی طرح احاطہ و معیت بھی اس صورت میں واقع نہیں معانی اپنی اصلی صرافت پر ہی موجود اور قائم ہیں کسی قسم کا تغیر ان معانی کی ذات و صفات میں راہ نہیں پا سکتا لیکن چونکہ ان معانی اور ان حروف و اصوات میں جو معانی پر دلالت کرتے ہیں دالیت و مدولیت کی ایک گونہ نسبت ہے اس بناء پر بعض زائد معانی تخیل میں آجاتے ہیں ورنہ فی الحقیقت وہ معانی مخزونہ ان معانی زائد ... منزہ و مبرا ہیں۔ اس مسئلہ میں جو کچھ ہمارا اعتقاد

marfat.com

ہے یہی ہے جو ذکر کر دیا ہے کہ مخلوق کے زوات واجب تعالیٰ کا مظہر و آئینہ ہونے کے علاوہ زائد امور اتحاد۔ عینیت اور احاطہ و معیت کا اثبات شکر ہے وہ بلند ذات فی الحقیقت تمام نسبتوں اور مناسبتوں سے معرا اور مبرا ہے چہ نسبت خاک را باعالم پاک اس قدر مناسبت ظاہریت (اب تعالیٰ کا ظاہر ہونا) اور مظہریت (مخلوق کا مظہر ہونا) کے ساتھ وحدت وجود کہیں یا نہ کہیں۔ فی الواقع وجود متعدد ہیں لیکن اصالت اور ظلیت اور ظاہریت و مظہریت کے اعتبار سے ایسا نہیں کہ موجود صرف ایک ہے اور باقی سب کچھ اوہام اور خیالات ہیں یہ مذہب بعینہٖ سوفسطائیہ کا مذہب ہے

عالم کی حقیقت کا اثبات اوہام و خیالات کی صورت میں عالم کو اس طرف نہیں لے جا سکتا جو سوفسطائی کا مذہب ہے

مثنوی چوں بدانستی تو لو را از یحست

وانگہ دانستی کہ ظل کیستی

سوئے آنحضرت نسب کر دی درست فارغی گر مردی ور زیستی

ترجمہ۔ جب تو نے اس ذات کو پہلے جان لیا تو اس ذات کے لئے تو نے نسبتوں کو بھی درست ثابت کیا اور جب تو نے جان لیا کہ تو کسی کا ظل و سایہ ہے۔ تو فارغ ہو گیا یعنی تو نے اپنے مقصود کو پا لیا اب چاہے موت کی آغوش میں چلا جائے یا زندہ رہے۔

وحدت الوجود عقل کے بھی خلاف ہے اور شریعت مطہرہ کے بھی

عقل کے خلاف اس طرح کہ حقیقت کی تین اقسام ہیں ممکن۔ واجب اور ممتنع

ممکن ہے جس کا وجود اور عدم دونوں غیر ضروری ہوں

واجب - جس کا وجود ضروری ہو

ممتنع۔ جس کا عدم ضروری ہو

توحید وجودی میں مخلوق عین خالق ماننے سے ممکن کا واجب ہو یا واجب ممکن ہونا لازم

marfat.com

آتا ہے جو کہ عقلاً" محال ہے۔
شریعت مطہرہ کے بھی خلاف ہے کیونکہ اصحاب وجودی ذات حق تعالے کا مخلوق پر احاطہ اور اس کے ساتھ قرب و معیت ذاتی ثابت کرتے ہیں جس کا شریعت مطہرہ میں کہیں بھی ذکر نہیں بلکہ علماء حق شکر ھم اللہ احاطہ قرب ذاتی کے بجائے علمی کے قائل ہیں۔
پھر اس وجودی مسلک پر وارد ہونے والے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے خالق تعالی کے مراتب ستہ ثابت کئے ان مراتب کا بھی قرآن و حدیث شریف میں کہیں ذکر نہیں اصحاب وجودی کا مسلک ظاہر شریعت کے خلاف ہے اصل و تحقیق معرفت وہی ہوتی ہے جو شریعت مطہر کے ظاہر کے بھی خلاف نہ ہو جب کہ شہودی کا ظاہر شریعت کے ظاہر اور اور باطن اس کے باطن کے بعینہ موافقت رکھتا ہے۔ یہی مقام صد یقیت ہے جو مقام ولائت پر بلند تر اور مقام نبوت سے بہت سے نیچے صدیقت ولائت کبریٰ ہے جسے ولائت انبیاء علیہم السلام بھی کہتے ہیں یہ مقام صرف شہودی سے ہی کو حاصل ہوتا ہے نیز اس مقام میں سکر بالکل ختم ہو جاتا ہے صرف صحو ہی صحو ہوتا ہے ظاہر ہے صحو سکر سے بلند ترین مقام ہے ملخص مکتوب نمبر 14 حصہ اول)

دوسرا فرق

یہ ہے کہ توحید وجودی ابتدائی مقام ہے اور شہودی منتہی لوگوں کے لئے جیسا کہ امام ربانی قدس اسرارہ فرماتے ہیں اور اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں محنت کرنے کے بعد تھوڑی مدت بعد ہی توحید وجودی منکشف ہو گئی اس مقام کے علوم بکثرت علوم بکثرت علوم و معارف ظاہر ہوئے اور شیخ محی الدین ابن عربی کے دقائق بھی پورے طور پر واضح ہو گئے اس کے بعد فرماتے ہیں کہ مدت دراز کے بعد اچانک حق سبحانہ وتعالی کی عنائت بے نہایت غیب کی کھڑکی سے ظہور کے میدان میں آئی اور بیچوں و بے چگوں کی روپوشی کے پردہ کو اٹھایا

marfat.com

پہلے جو علوم جو وحدت وجوذ کی خبر دیتے تھے زائل ہونا شروع ہو گئے احاطہ و قرب ذاتی اور ذات حق کا قلب میں سما جانا یہ سب کچھ مقام وحدت وجود میں منکشف ہوئے تھے پوشیدہ ہو گئے اور پورے یقین کے ساتھ معلوم ہو گیا کہ صانع عالم جل مجدہ کے لئے عالم کے ساتھ ان مذکورہ نسبتوں میں سے کوئی نسبت بھی ثابت نہیں وہ ذات حق تعالے بے مثل و بے مثال ہے اور تمام عالم مثل و مثال رکھتا ہے تو ذی مثل بے مثل کی روز ذی کیف بے کیف کا عین کس طرح ہو سکتا ہے (مکتوب نمبر حصہ اول 31)

تیسرا فرق :- توحید وجودی علم الیقین کے قبیلہ سے ہے اور توحید شہودی عین الیقین کی قسم ہے توحید شہودی اس راہ کے ضروری امور سے ہے کیونکہ اس کے فناء متحقق نہیں ہوتی اور عین الیقین کی دولت بھی اس کے بغیر میسر نہیں آتی کیونکہ اس ذات کے غلبہ کے باعث صرف اسے ہی دیکھنا اس کے' سوا کو نہ دیکھنے کو متلزم ہے بخلاف توحید و جودی کے کہ وہ اس طرح نہیں یعنی ضروری نہیں ہے کیونکہ علم الیقین توحید وجودی کی معرفت کے بغیر بھی حاصل ہے کیونکہ عین اس ذات کے ماسوا کی نفی کو مستلزم نہیں نہایت درجہ ہے کہ اس کے ماسوا کے علم کی نفی کو مستلزم ہے جب کہ اس کے ایک علم کا غلبہ اور زور ہو (مکتوب نمبر43 حصہ دوم)

اسی مکتوب کی شرح صفحہ 144 پر ہے "صاحب وحدت الوجود ماسویٰ کو وجوب یعنی واجب جانتا ہے اور توحید شہودی میں ماسوا کے شہود سے گذر کر مراتب وجود تک پہنچ جاتا ہے

سوال :- توحید وجودی میں بھی تو ماسوا کو معدوم جانتا ہے اور ان کی نفی کا حکم کرتا ہے

جواب :- توحید شہودی میں جب ترقی ہوتی ہے کہ حق الیقین کے مرتبہ میں پہنچ جاتا ہے جو پہلے دونوں سے بلند تر ہے اس مرتبہ میں سالک متخلق باخلاق اللہ ہو جاتا ہے اس کا علم حق تعالے کے علم کا پر تو ہو جاتا ہے اور سالک واجب و ممکن دونوں

marfat.com

دیکھتا ہے کیونکہ اسکی روح مقام عروج پر ہوتی ہے اور حالت عروج میں روح سالک عالم وجوب کا مشاہدہ کرتی ہے اور اس کا نفس نزول کر کے عالم امکان میں آگیا ہے لہٰذا نفس عالم امکان کا مشاہدہ کرتا ہے بریں بناء واجب و ممکن دونوں عارف کے علم کے معلوم ہیں۔

اسی مکتوب مذکور میں امام ربانی قدس اسرارہ اس مسئلہ پر ایک مثال دیکر وضاحت فرماتے ہیں مثلاً" ایک شخص کو وجود آفتاب کا یقین۔ اس یقین کا غلبہ اس امر کو مستلزم نہیں کہ ستاروں کو اس وقت منفی اور معدوم جانے لیکن جب آفتاب کو دیکھا تو ستاروں کو نہیں دیکھے گا اور اس کے مشاہدہ میں صرف ایک آفتاب ہی ہو گا لیکن اس وقت ستاروں کو نہیں دیکھ رہا یہ ضرور جانتا ہے کہ ستارے معدوم نہیں ہیں بلکہ یہ جانتا ہے کہ موجود تو ہیں مگر پوشیدہ ہیں اور نور آفتاب کے پرتو کے آگے مغلوب ہیں یہ شخص اس جماعت کے ساتھ جو اس وقت ستاروں کے وجود کی نفی کر رہی ہے مقام انکار میں ہے اور جانتا ہے کہ ستاروں کے وجود کی نفی کرنا غیر واقعی بات ہے تو توحید وجودی جو ایک ذات کے ماسوا کی نفی پر مبنی ہے عقل و شرع کے خلاف ہے بخلاف توحید شہودی کے کہ ایک ذات کے دیکھنے میں کچھ مخالفت نہیں مثال کے طور پر طلوع آفتاب کے وقت ستاروں کے وجود کی نفی کرنا اور معدوم جاننا خلاف واقع ہے لیکن ستاروں کو اس وقت نہ دیکھنے میں کوئی مخالفت نہیں بلکہ ستاروں کو نہ دیکھنا نور آمتاب کے ظہور کے غلبہ کے واسطے سے دیکھنے والے کے ضعف بصارت کی بناء پر ہے اگر دیکھنے والے کی آنکھ نور آفتاب سے سرمگن ہو جائے اور اپنے اندر قوت واستعداد پیدا کرے تو عین اسی وقت ستاروں کو بھی آفتاب سے جدا دیکھے گی اور یہ دید حق الیقین کے مرتبہ پر ہے

چوتھا فرق :- وحدت الوجود والے صوفیہ حضرات ممکنات کی حقائق اعیان ثابتہ بیان کرتے ہیں جو کہ علم میں ثابت ہیں اور اس کے حقائق امتیاز اجمالی و امتیاز تفصیلی کا نام ہے اور انکا وجود علمی ہے خارجی وجود نہیں شہودی حضرات ممکنات کی اصل عدم بیان

marfat.com

کرتے ہیں

چنانچہ امام ربانی قدس سرہ السامی حصہ ششم کے مکتوب نمبر1 ارشاد فرماتے ہیں۔
"پس شیخ محی الدین ابن عربی (پیشوائے اصحاب وحدت الوجود) کے نزدیک ممکنات کی حقیقی مرتبہ و علم میں وہی متمیز اسماء و صنعات ہیں اور فقیر کے نزدیک ممکنات کی حقیقتیں وہ عدمات ہیں جو اسماء و صفات کی نقیض ہیں۔ اسماء و صفات کے ان عکسوں کے ساتھ جو ان عدمات کے آئینوں میں خانہ علم میں ظاہر ہوئے ہیں اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور قادر مختار جل و علا نے جب چاہا کہ ان ملی ہوئی ماہیوں میں سے وجود ظلی کے ساتھ جو حضرت وجود کا پرتو ہیں متصف کر کے وموجدہ خارجی بنا دیا ہے۔ مختصر یہ کہ حضرت وجود سے ملی ہوئی ماہیت پر پرتو ڈال کر اسے خارجی آثار کا مبلا بنا دیا پس ممکن کا وجود علم میں روز خارج میں ممکن کی باقی صفات کی طرح حضرت وجود کا پرتو رودر اس کے کمالات کا تابع ہے پس ممکن علم واجب کے علم کا پرتو اور غل ہے جو اپنے مقابل منعکس ہوا پس فقیر کے نزدیک شی کا ظل اس کا عین نہیں ہے بلکہ الشبخ و شمال ہے تو ایک کا ثبوت دوسرے کے لئے ممتنع ہے اور فقیر کے نزدیک ممکن واجب کا ایک دوسرے درست نہیں کیونکہ ممکن کی حقیقت عدم ہے۔
دوسری مخلاف بات یہ ہے کہ وہ خارج میں ذات واجب تعالے جل مجدہ سے زائد وجود کے ساتھ صفات سبعہ یا ثمانیہ کا انکار کرتے ہیں حالانکہ علمائے اہل سنت و جماعت کو موجود جانت اور خارج میں ذات حق تعالی کے وجود میں ان کا زائد تسلیم کرتے ہیں۔
ان صوفیائے کرام میں یہ انکار اس بناء پیدا ہوا کہ اس وقت ان کو صفات کے آئینہ ذات باری تعالی کا شہود ہوتا ہے اور یہ بات سب کے علم میں ہے کہ آئینہ دیکھنے والے کی نظر سے پوشیدہ ہوتا ہے۔ پس اس پوشیدگی کی وجہ سے خارج میں صفات کے وجود کو معدوم خیال کرتے ہیں کہ اگر صفات موجود ہوتیں تو مشہود بھی ہوتیں لہذا جب ان کا شہود نہیں ہوتا تو ان کا وجود بھی نہیں اور اپنے اس فیصلے کے تحت علماء پر وجود صفات تسلیم کرنے کی وجہ اعتراض کرتے ہیں بلکہ کفرو بت پرستی کا حکم لگاتے ہیں اور

marfat.com

اگر ان صوفیہ کو اس مقام سے ترقی واقع ہوتی اور ان کا شہود پردہ سے باہر آجاتا ہے اور صفات کے آئینہ ہونے کی کیفیت زائل ہو جاتی تو صفات کو ذات سے جدا دیکھتے اور صفات کا انکار نہ کرتے اور ان کا کام اکابر علماء پر طعن و اعتراض تک نہ پہنچتا۔

پانچواں فرق :- وحدت وجودی والے صفات باری کو عین ذات حق مانتے ہیں اور ان کا علیحدہ وجود خاری نہیں مانتے جب کہ شہودی حضرات حق تعالی کی صفات ثمانیہ ثبوتیہ حقیقیہ خارج میں موجود ہیں حضرت امام ربانی قدس سرہ اساسی حصہ ششم کے مکتوب نمبر1 فرماتے ہیں۔

"واجب تعالی کی صفات ثمانیہ جو اہل حق (اہلسنت) کے نزدیک خارج میں موجود ہیں ضرور خارج میں ذات حق تعالی بے حیوانی و بیگوونی کی صفت کے ساتھ متمیز ہونگی نیز یہ صفات آپس میں کی صفت کے ساتھ ایک دوسری سے ممزاور جدا ہونگی بلکہ بے مثل تمیز مرتبہ ذات تعالی میں بھی ثابت ہے۔

چھٹا فرق :- حصہ اول کے مکتوب نمبر13 کی شرح میں ہے کہ "توحید وجودی میں سالک صفات بندہ کو عین صفات حق تعالی خیال رکتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کی صفات باری تعالی کی صفات کی عین اس طرح ظاہر ہوتی ہیں جیسے بارش کا پانی بادل سے مگر جب اس مقام سے ترقی کرتا ہے تو پھر اسے واضح ہو جاتا ہے کہ صفات کی عین نہیں بلکہ اس کی پر تو ہیں چنانچہ جب بندہ اس کی مخلوق ہے تو اس کے صفات بھی مخلوق ہی ہونے چاہیے

سوال :- وحدت الشہود کے ضمن میں جو گفتگو ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وحدت الوجود کے قائلین صوفیہ حق پر نہیں ہیں غلطی پر قائم ہیں۔

جواب :- دونوں حضرات حق پر ہیں دونوں ہی اہلسنت و جماعت مسلک پر قائم ہیں اور دونوں کے درمیان تطبیق ہو سکتی ہے اسی طرح کہ علمائے کرام اور شہودی حضرات عالم

marfat.com

حق پر گمان کرتے ہیں اور جب کہ قسموں کا مبنی حق پر ہے لہٰذا اگر کوئی شخص قسم کھالے اور کہے کہ اللہ کی قسم میں نے زید کی شکل آئینے میں دیکھی ہے تو چاہیے کہ حانث نہ ہو پس اس صورت میں آئینے میں صورت زید کا عدم حصول بھی نفس الامری ہے اور تخیل اور تخیل و وہم کے اعتبار سے آئینے میں اس کا حصول نفس الامری لیکن پہلا نفسی اور مر مطلقاً نفس امر ہے اور دو ما معتیں امر توہم و فحیل کے واسطہ سے عجب معاملہ ہے توہم و تخیل کا اعتبار جو نفس اور نفس الامر کے منافی ہے یہاں وہی نفس امر کا محصل بن گیا اس لئے کہ اگر توہم و تخیل کا اعتبار نہ ہوتا تو یہاں نفس امر کا حصول و ثبوت نہ ہوتا

دوسری مثال :- دوسری مثال نقطہ جوالہ جس نے توہم و تخیل کے اعتبار سے خارج دائرے کی صورت پیدا کر لی ہے۔ یہاں خارج میں دائرے کا عدم حصول بھی نفس امری ہے اور توہم تو تخیل کے اعتبار سے خارج میں اس کا بھی نفس امری ہے لیکن دائرے کا عدم حصول مطلقاً" نفس امری ہے اور توہم و تخیل کے لحاظ سے نفس امری ہے تو پہلا مطلق اور دوسرا مقید ہے تو ہماری بحث میں وحدت وجود مطلق نفس امری ہوا اور تعدد و تکثر وجود وہم و خیال کے لحاظ سے نفس امری ہوا ہے پس اطلاق و تقید کے ملاحظہ سے پس دونوں میں تناقض نہ رہا اور اجتماع نقیضین ثابت نہ ہوا۔

پس جو صوفیہ وحدت وجود کے قائل ہیں حق پر ہیں اور علماء کرام جو کثرت وجود کے قائل ہیں وہ بھی حق پر ہیں صوفیہ کے حالات کے مناسب وحدت ہے اور علماء کے حالات کے مناسب کروت ہے کیونکہ شرائع کی بناء کثرت پر ہے اور احکام تغائر کثرت سے وابستہ ہے۔ اور انبیاء السلام کی دعوت اور اخروی تنعیم و تعذیب بھی کثرت سے متعلق ہے

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے قول کی تردید:- حضرت شاہ غلام علی دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے ابن عربی اور حضرت مجدد قدس اسرارھما کے

marfat.com

کلام میں تطبیق دی ہے اور توحید وجودی اور شہودی میں نزاع لفظی قرار دیا ہے شاہ صاحب بڑے بزرگ تھے ہوں نے نیا طریقہ نکالا لیکن اس مقام میں غلطی کھائی ہے حال کو قال میں ڈال کر معارف کشفیہ کو علمی گفتگو میں ادا کر تطبیق دی ہے مگر ان وہ دونوں مقام میں فرق ظاہر ہے جس حضرت مجدد قدس اسرارہ ہوتی ہے اور توحید شہودی لطیفہ نفس کی سیر میں نمایاں ہوتی ہے اور حضرت مجذد قدس اسرارہ کے معارف ان دونوں مقاموں سے آگے ہیں ابن عربی کے معارف کے مقابلہ میں اور حضرت مجدد معارف بحر میحط ہیں۔

حضرت توکل شاہ ابنالوی قدس اسرارہ کا ارشاد:۔ کسی نے حضرت توکل شاہ صاحب سے سوال کیا وحدت وجود وشہود میں کونسی حق ہے فرمایا دونوں حق پر ہیں اکثر اولیاء اللہ مثل خواجہ بزرگ معین الدین اجمیری اور خواجہ نقشبند بخاری اور مولانا حاجی رحمہم اللہ علیہم وجودی گزرے ہیں اور شیخ ابوالحسن فرقانی، علاء الدین سمنانی اور سیدنا مجدد الف رحمہم اللہ تعالی شہودی ہیں اگرچہ یہ فقیر بھی حالت وحدت وجو طاری رہی مگر ہمارا مشرق شہودی ہے دونوں حال نہ محض قال۔ اس کی مثال یہ بیان فرمائی کہ اگر کوئی شخص سبزیاں شربتی عیک آنکھوں پر لگالے تو اسے تمام چیزیں سبزیا شربتی نظر آئیں گی جب وہ عیک آنکھوں سے اتار دی جائے تو وہی پہلا معاملہ ہے اسی طرح اکثر اولیاء کو غلبہ حال میں کثرت (موجدات خارجیہ) نظر نہیں آتی وحدت ہی نظر آتی ہے دیگر مثال بیان فرمائی کہ دن کے وقت آفتاب کی شعاع کے سامنے ستارس نظر نہیں آتے حالانکہ موجود ہوتے ہیں اسی طرح اولیاء اللہ کو آفتاب الہی کے نور کے سامنے کثرت نظر نہیں آتی کامل لوگ وہ ہیں جو کثرت میں وحدت کو دیکھیں جیسا کہ کوئی شمہ فتاب کو بھی دیکھے اور ستاروں کو بھی فرمایا بعض اولیاء عکس کو عین سمجھتے ہیں حالانکہ عکس عین نہیں ہے چنانچہ حافظ شیرازی فرماتے ہیں عکس روے تو در آئینہ جام افتاد۔ عارف از پر توئے در طمع خام افتاد

فرمایا حافظ شیرازی بھی شہودی تھے کیونکہ وہ اس شعر میں فرماتے ہیں کہ خدا کے عکس

marfat.com

کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق مانتے اور جانتے ہیں وجودی صوفیہ اسی کو حق کا ظہور کہتے ہیں عالم کے وجود خارجی کا انکار کرتے ہیں اور ظہور خارجی کا اقرار کرتے ہیں جیسا کہ آئینہ میں شی کا وجود نہیں ہوتا بلکہ اس کا ظہور ہوتا ہے۔

نیز عالم کو خارج میں بالکل معدوم نہیں کہتے کیونکہ وہ وجود وہمی کے قائل ہیں لیکن سو فسطائیہ کے وہم کی طرح بھی نہیں کیونکہ ان کا وہم اور خیال کا مگوہم کرنے اور خیال کرنے والے کے وہم و خیال پر موقوف ہے جب کہ یہ وہم ۔ تقنی ہے کسی زائل کرنے والی چیز سے ان کا وجود ختم نہیں ہو جاتا لہٰذا عطائے کے نزدیک ممکنات کا وجود خارجی اور وجودیہ کا وجود وہمی ایک ہی قسم کے دو نام ہیں بریں بناء ان کے مابین کے نزاع لفظی ہوا امام ربانی قدس سرہ اساسی فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی جو متجرِ عالم اور محققین میں سے تھے فرماتے تھے کہ

سوال :- مجھ سے قاضی جلال الدین آگری نے جو بہت بڑے تبحر عالم تھے سوال کیا کہ نفس الامر میں وحدت ہے یا کثرت اگر وحدت تو شریعت جس کا مبنی احکام متبائنہ اور متایزہ ہیں باطل ہوتی ہے اور اگر نفس الامر میں کثرت ہے تو ان کا صوفیہ کا قول باطل ہوتا ہے جو وحدت الوجود کے قائل ہیں۔

جواب :- میرے والد محترم نے ارشاد فرمایا کہ دونوں نفس الامری ہیں اور اسے بیان فرمایا اور فقیر کے ذہن میں نہیں آرہا کہ آپ نے کیا فرمایا تھا البتہ فقیر کے ذہن میں جو بات آئی وہ بیان کئے دیتا ہے۔

دونوں نفس الامری ہیں وحدتِ وجود بھی اور کثرت وجود بھی لیکن جہت اور اعتبار مختلف ہے اجتماع نقیضین کا وہم بھی مرتفع ہے یہ بحث ایک مثال سے واضح ہو جاتی ہ وہ یہ ہے کہ زید کی صورت جو آئینے میں دیکھائی جاتی کا وجود وہم کے اعتبار سے ہے اور آئینے میں اراءۃ خیالی سے زیادہ اس کا ثبوت نہیں ہے لہٰذا اگر کوئی کہے کہ میں نے زید کی صورت آئینہ میں دیکھی ہے اسے اس کلام میں عقلاً" شرعاً" سچا جانتے ہیں اور

marfat.com

جب عارف کے دل پر چمکا تو اس نے جانا کہ میں نے اصل کا مشاہدہ کیا حالانکہ وہ عکس ہے نیز فرمایا وحدت وجود والے اس دید میں معذور ہیں مجنون مربی کو دیکھئے کہ ایک سانولی لیلی کے عشق میں ایسا مستغرق ہوا کہ ہر شخص کو حتی کہ اپنے والد کو بھی لیلی ہی گمان کرتا تھا غرض اولیاء وجودی عکس کو عین سمجھتے ہیں مگر وہ معذور ہیں اور اولیاء شہودی عکس کو عکس جانتے ہیں اور یہی حق ہے اور یہی مرتمام انبیاء کرام علیہم السلام کا مشروب رہا ہے (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ صفحہ 466)

عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمتہ کا فرمان:- حضرت عروۃ الوثقی قیوم ثنی قیوم خواجہ محدم معصوم علیہ الرحمتہ ایک سے زیادہ نہیں جو بزرگ پاک ہے اور ماسوا جسے عالم کہا جاتا ہے معدو موجود نما ہے یعنی افراد عالم کے حقائق معدوم ہے وہ اعدام اپنے آئینوں میں کمالات وجودی کے انعکاس کے سبب ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ موجود ہیں **وتحسبهم القاظا وهم رقود-** یہ ثابت ہے کہ وجود ہر خوبی و کمال کا مبدد ہے اور عدم ہر برائی و شرو کا یقص پس خوبی و کمال سب حق تعالی کی طرف عائد ہے اور برائی و نقص سب ممکن کی طرف راجع ہے آیہ کریمہ کہ **اَصَابَکَ مِنۡ سَیِّئَۃٍ فَمِنۡ نَّفۡسِکَ** (جو مصیبت تجھے پہنچے تو وہ تیرے نفس کی وجہ سے ہے) اس مضمون کی تائید کرتی ہے کہ جب حقائق ممکنات کی حقیقت اعدام ہیں جو کمالات وجود کے انکعاس سے وجود نما ہو گئے ہیں تو عالم کا وجود ایسے مرتبہ میں ہے جو مرتبہ ہم کے مشابہ ہے اور اسکا وجود واجب تعالی کے وجود کے سامنے ماہومات و متخیلات میں داخل ہے آیتہ کریمہ۔ **کل شیی هالک الاوجهه** (اسکی ذات کے سوا ہر شی فنا ہونے والی ہے) اس کی دلیل ہے اور وہ جو میں نے مرتبہ وہم کے مشابہ کہا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ وہم کے ارتفاع سے مرتفع نہیں ہوتا معاملہ ابدی اور عذاب وثاب دائمی اس سے وابستہ ہے پس عالم کی نسبت واجب تعالی کے ساتھ ایسی ہے جیسا کہ موہوم کے وجود کے ساتھ ہوتی ہے۔ یہ معلوم ہے کہ موہوم کی موجود کے ساتھ کوئی تدافع نہیں اور موجود کے موہوم سے کوئی حدو نہایت نہیں کیونکہ موجود ایسے مرتبہ میں ہے کہ

marfat.com

اس مرتبہ میں موہوم کا کوئی نام و نشان نہیں خوشتر آں باشد کہ ستر دلبراں۔ گفتہ آید حدیث دیگراں (مکتوبات معصومیہ جلد ثانی مکتوب نمبر108) منتجبات صفحہ 235

توحید کی چوتھی قسم توحید الہٰی:- توحید الہٰی یہ ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ ازل کے زمانہ سے اپنی ذات میں وحدت کے وصف اور فردیت کی تعریف سے متصف ہے نہ کہ کسی دوسرے کے واحد بنانے سے بنا ہوا ہے اور جس طرح ازل سے وہ اس وصف سے متصف ہے اسی طرح ہمیشہ متصف رہے گا **کان اللہ ولم یکن معہ شیئٌ** (اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کوئی دوسری چیز نہ تھی) اور وہ اب تک اسی طرح رہے گا **کل شیئٍ ھالک الا وجھہ** (تمام اشیاء ہلاک ہونے والی ہیں مگر اس کی ذات) اس مقام پر **ھالک** فرمایا **یھلک** نہیں فرمایا تاکہ ظاہر ہو جائے کہ تمام اشیاء کا وجود اس کے وجود میں آج بھی حالک ہے اور اس حال کے مشاہدہ کو کل کے حوالہ کر دینا محجوبین کے حق میں ہے مگر ان دانشوروں اور مشاہدوں سے بہرہ اندوز ہونے والے کے حق میں جو زمان و مکان کی قیود سے آزاد ہو چکے ہیں۔ یہ وعدہ نقد ہے (آج ہی وہ اس مشاہدے سے بہرہ اندوز ہیں) اور یہی توحید الہٰی ہے جو نقصان کے عیب سے بری ہے

معاشرہ میں توحید کے فوائد و ثمرات

1 :- آزادی اور وسعت نظر:- جب ایک مومن اللہ تعالیٰ کو اس کائنات کا خالق مان لیتا ہے اور اسے دنیا و آسمان وما فیہما کا رب مان لیتا ہے تو اس کی نظر میں وسعت جنم لیتی ہے وہ نسلی' قومی اور لسانی حدود سے بالا ہو جاتا ہے خدا کی صفات کا عکس اس میں پیدا ہو جاتا ہے۔

2- عزت نفس ایک مومن کامل خدا پر مکمل یقین رکھتا ہے تو خدا کے احکامات کو بھی مانتا ہے۔ قرآن مجید نے گداگری سے منع کیا ہے۔ اس طرح وہ صرف اپنے خدا سے ہی حاجت طلب کرتا ہے۔ ہر کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا تو اس میں اپنی عزت

marfat.com

کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

3 :- **عجز و انکسار** اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے اور اس کا مقصد صرف خدا کی عبادت کرنا ہے۔ وہ خدا کی عبادت کرتا ہے۔ اسے سجدہ کرتا ہے اس کے رب ہونے کا اقرار کرتا ہے تو اس میں عجز و انکساری پیدا ہوتی ہے۔

4- **تقویٰ و طہارت**:۔ خدا واحد کی ہستی کا اقرار کرنے والا شخص مومن اور مسلمان کہلاتا ہے - جب وہ اللہ تعالیٰ کے جاری کردہ احکامات پر عمل کرتا ہے۔ اور برائیوں کی شاہراہوں پر سے خود کو دور رکھتا ہے اور نیکیوں کی گلیوں میں سفر کرتا ہے تو اس میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ "تم میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والا وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے"۔

5- **شجاعت اور جرأت مندی**:۔ تقویٰ کی شاہراہوں پر عمل کرنے والے شخص میں جرأت پیدا ہوتی ہے۔ وہ ہردم موت کے لئے تیار رہتا ہے۔ جب کہ کافر اور منکر شخص ہمیشہ موت سے بھاگتا ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ جینا چاہتا ہے۔ ہمیشہ فرار کی راہیں تلاش کرتا ہے اور بزدلی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

6:- **سکون و اطمینان** بندہ مومن خدا کو سب سے بڑا سہارا اور مددگار سمجھتا ہے۔ وہ مصائب و آرام میں صبر کا مظاہرہ کرتا ہے اور یہ نظریہ اسے سکون قلب اور ذہنی اطمینان فراہم کرتا ہے۔ اس کے برعکس ایک منکر شخص مصائب میں مایوسی اور بے ادبی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اور بسا اوقات خودکشی کا ارتکاب بھی کر گزرتا ہے۔

7- **توکل و عزیمت**:۔ ایک مومن شخص مصائب میں خدا پر توکل کرتا ہے۔ اسے کسی اور سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی اس کی زندگی کا مقصد خدا کی خوشنودی ہوتا ہے۔ اور اس کی پوری زندگی اس حصول میں گزر جاتی ہے۔ قرآن مجید میں مومنوں کے لئے ارشاد

آیت کہ میری نماز میرا جینا اور میرا مرنا اللہ تعالیٰ کے لئے ہے"

marfat.com

8- عالمگیر معاشرہ:- عقیدہ توحید پر ایمان لانے والا نسل، رنگ، قوم وغیرہ سے امتیاز نہیں کرتا۔ بلکہ ہر مومن دوسرے مومن کو بھائی سمجھتا ہے خواہ وہ کہیں بھی رہتا ہو۔ اسی طرح ایک عالمگیر معاشرہ جنم لیتا ہے اور ایک موحد بین الاقوامی شہری بن جاتا ہے۔

9- خلق خدا کا غم گسار:- انسان اس دنیا میں خدا کا نائب ہے۔ اور خدا اپنے بندوں میں شفقت اور ہمدردی کے جذبات دیکھنا چاہتا ہے۔ ایک مومن محض اپنے ہی جیسے انسانوں سے ہمدردی اور محبت کے جذبات رکھتا ہے۔ مومن ایک دوسرے سے اپنا دکھ بانٹتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں اس طرح مسلمان آپس میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند ایک ہو جاتے ہیں۔

10- قناعت و بے نیازی:- دور جدید میں انسان مادہ پرست ہوتا جا رہا ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ دولت اکٹھی کرنے کے چکر میں رہتا ہے۔ اور اس کے لئے وہ کچھ بھی ہو کر گزرتا ہے چاہے اسے ناجائز ذرائع استعمال کرنے پڑیں۔ لیکن بندہ مومن ایسے کاموں سے کوسوں دور ہوتا ہے۔ وہ تھوڑی استطاعت پر بھی قناعت کرتا ہے وہ محدود ذرائع پر بھی گزارا کرتا ہے۔ اور دولت اکٹھی کرنے کے چکر میں حرام چیزوں سے پرہیز کرتا ہے نیز بغض طعنہ اور طنز جیسی اخلاقی برائیوں سے بچا رہتا ہے۔ خدا سے تعلق اسے مادی علائق سے بے نیاز کرتا ہے۔

توحید کے متعلق عقائد:- اللہ تعالیٰ کی توحید و واحدانیت کے متعلق جملہ عقائد میں نے مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے نوٹ کئے ہیں اور یہ ہی متقدمین و متاخرین علماء اسلام اور مشائخ و صوفیائے عظام کے عقائد ہیں۔

عقیدہ اول:- اللہ تعالیٰ بذات خود موجود ہے اور تمام کائنات کو اس نے پیدا کیا ہے وہ اپنی ذات و صفات میں بے مثل موجود کرنے یا اس کے علاوہ کسی امر میں بھی کوئی اس کا مشارک اور شریک نہیں حتی کہ نام اور لفظ میں بھی مشارکت نہیں جیسا کہ خود

marfat.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ** اللہ تعالیٰ جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں وہ بذات خود زندہ یعنی موجود اور دوسروں کو وجود عطا کرنے والا ہے۔

عقیدہ دوم :- اللہ تعالیٰ ذات کی طرح وہ اپنے افعال وصفات میں بھی بیچون اور بے چگوں بے مثل و بے مثال ہے مخلوق کے ساتھ ان کی کوئی مناسبت نہیں مثلاً" علم اللہ تعالیٰ کی ایک صفت قدیم اور بسیط حقیقی ہے اس میں کثرت و تعدد کو بالکل دخل نہیں خواہ تعدد و کثرت اعتباری ہی کیوں نہ ہو۔ وہ سب اشیاء کو بمع متضادات اور متناسب احوال کے آن واحد بسیط میں تفصیلی طور پر جانتا ہے یعنی آن واحد میں مثلاً" زید کو موجود بھی جانتا ہے معدوم بھی جنین بھی بچہ بھی حیوان۔ بوڑھا بھی زندہ بھی' مردہ بھی' کھڑا ہوا بھی' بیٹھا ہوا بھی تکیہ لگانے والا' لیٹا ہوا' روتا ہوا ہنستا ہوا' لذت پانے والا' رنج اٹھانے والا' عزیز بھی ذلیل بھی' عالم برزخ میں بھی' حشر میں بھی' جنت میں بھی اور رلذ محنت و نعمت میں بھی یہ تمام تعلقات اس میں موجود ہیں یعنی ان تمام اعتبارات سے بیک وقت زید کو جانتا ہے اسی طرح دوسری صفات اور افعال کو سمجھنا چاہیے۔

عقیدہ سوم :- **اللہ تعالیٰ** کسی چیز میں حلول نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی چیز اس میں حلول کر سکتی ہے وہ تمام اشیاء کو محیط ہے اور ان کے ساتھ قرب و معیت رکھتا ہے ایسا قرب و معیت جو ہمارے ناقص فہم و ادارک میں نہیں آسکتا جیسے قرآن کریم میں ہے **ھو معکم** وہ تمہارے ساتھ ہے

عقیدہ چہارم :- حق تعالےٰ کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں اور نہ ہی کوئی چیز اس سے متحد ہو سکتی اور جو کچھ صوفیہ عظام کی بعض عبارات سے مفہوم اور سمجھ آتا ہے وہ ان کی اپنی مراد نہیں کیونکہ ان کی مراد اس عبارت سے جس سے اتحاد کا وہم گزرتا ہے مثلاً" **اِنَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ** اس سے مراد یہ نہیں کہ جب فقر تام ہو جائے تو وہ اللہ ہی اللہ ہے بلکہ اس سے ان کی مراد یہ ہے جب فقر تام ہو جائے اور فنائے کامل حاصل ہو جائے اس وقت حق تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں رہتا نہ کہ اس کے ساتھ متحد ہو

marfat.com

جاتا ہے کیونکہ یہ کفر اور بے دینی ہے (مکتوبات امام ربانی)
وحدت الوجود کے قائل صوفیہ کرام نے حق تعالیٰ کے کمال کے مراتب میں مراتب خمسہ ثابت کئے ہیں (مثلاً" وحدیت واحدیت' عالم ارواح' عالم مثال' عالم خلق)

پانچواں عقیدہ :- اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات اور افعال میں کسی کا محتاج نہیں نہ وجود میں کسی کا محتاج اور نہ ظہور میں کسی کا محتاج ہے بلکہ تمام کائنات اس کی محتاج ہے جیساکہ سورت اخلاص میں اسکی تصریح موجود ہے۔

چھٹا عقیدہ :- اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک اور مبرء اور صفت حدوث (پیدا ہونا' معرض وجود میں آنا کہ پہلے نہ ہو) سے بھی پاک ہے جسم۔ جسمانیات۔ مکان مکانیات' زمان زمانیات سے پاک ہے

ساتواں عقیدہ :- حق تعالیٰ ہر صفت کمال کا جامع ہے صفات کمال میں سے آٹھ صفات ذاتیہ حقیقتہ ہیں جو وجود ذات سے زائد وجود کے ساتھ خارج میں موجود ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ حیات علم' قدرت' ارادہ' سمع بصر کلام اور تکوین۔ ان کے معانی تو ہمیں معلوم ہیں ان کی کیفیات معلوم نہیں مثلاً" یہ معلوم ہے کہ وہ سنتا ہے مگر کس طرح سنتا ہے۔ یہ معلوم نہیں اسی طرح وہ کلام کرتا ہے مگر کس طرح کرتا ہے معلوم نہیں

فائدہ : اللہ تعالیٰ کی صفات کی تین اقسام ہیں اضافیہ۔ ذاتیہ حقیقتہ۔ سلبیہ۔ اضافیہ۔ جن کا ظہور وجود مخلوقات سے متعلق ہے مثلاً" خالقیت۔ رازقیت۔ احیاء زندہ کرنا'۔ اماتت۔ موت دینا' وغیرہ۔ اس کو فعلیہ بھی کہتے ہیں دوم حقیقتہ ذاتیہ وہ صفات جن کی نفی کرنے سے ان کی مخالف اور متضاد صفات ثابت ہو جائیں مثلاً" علم کہ اس کی نفی سے جہل ثابت ہوتی ہے قدرت کی نفی سے عجز ثابت ہو جاتا ہے ارادہ کی نفی سے جبر اور اضطرار ثابت ہو جائے گا کلام کی نفی سے سکوت و خرس لازم آتا ہے

سلبیہ :- وہ صفات جو اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرنا ممنوع اور حرام ہے۔ بلکہ ان سے برائت لازمی ہے جیسے لم یلد۔ اس کی اولاد نہیں۔ لم یولد۔ وہ والدین سے پاک ہے۔ لم

marfat.com

لم یکن لہ کفوا احد۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں لا یشبہ شیاً من الاشیاء۔ ولا یشبہہ شیئ من خلقہ وہ کسی شی کے مشابہ نہیں اور نہ ہی مخلوقات میں سے کوئی اس کے مشابہ ہے

حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ اپنے رسالہ مبدءٔ و معاد میں صفات آئیہ کی یوں تقسیم فرمائی ہے اس کی صفات کی تین اقسام ہیں

قسم اول اضافیہ۔ جیسے خالقیت۔ رازقیت۔

دوم حقیقیہ مگر ان میں مخلوق کی طرف نسبت بھی ہے۔ جیسے علم۔ ارادہ - سمع - بصر اور کلام

سوئم۔ حقیقیہ محضہ۔ جن میں مخلوق طرف نسبت کا کوئی تعلق نہیں جیسے حیات یہ تیسری قسم پہلی دو اقسام سے بالا افضل و اعلیٰ ہے اور تمام اقسام صفت کی جامع ترین اور اصول صفات سے ہے صفت علم بھی جامع صفات ہونے کے باوجود صفت حیات کی تابع ہے۔ صفات و شیونات کا دائرہ صفت حیات پر ختم ہوتا ہے جب کہ صفت حیات صفت علم سے افضل اور فوق ہے تو لازمی طور پر مراتب علم خواہ علم ظاہر کے ہوں یا باطن کے۔ علم شریعت ہوں یا طریقت کے یہیں پر رک جاتے ہیں اور صفت حیات میں بہت ہی قلیل صوفیاء کو معرفت ہوئی ہے۔ یہ وہ رمز اور اشارہ ہے جس کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا **قطع البلعوم۔** گردن کاٹ دی جائیگی۔

آٹھواں عقیدہ :- وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ یعنی وہ ازلی' ابدلی حی۔ قیوم اور قدیم ہے اس کے سوا کوئی قیوم اور قدیم نہیں۔

نواں عقیدہ :- وہ خود مختار ہے مجبور نہیں اور ہمیشہ کے لئے خود مختار ہے کبھی اس پر تعطل (بے کاری) نہیں آتا۔ احمق فلاسفر کی طرح نہیں کہ وہ کہتے ہیں صرف عقل اول اور آسمان تاسع کا پیدا کرنے والا ہے اب اس کا کام ختم ہو گیا اس وقت جو تصرف ہو رہا ہے وہ نویں عقل کا ہے جس کو وہ عقل کل کہتے ہیں ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ وہ مختار ہے اور ہمیشہ خود مختار رہے گا۔

marfat.com

دسواں عقیدہ :- تمام ممکنات جوہر ہوں یا عرض۔ اجسام ہوں یا عقول اور نفوس یا افلاک ہوں یا عناصر سب کے سب اس قادر مختار کی ایجاد ہیں ان کو عدم سے وجود میں اس نے لایا ہے یہ تمام اپنے وجود اور بقاء میں اس کی محتاج ہیں بلکہ اسباب و علل اپنے وجود اور بقاء میں حق تعالیٰ کے محتاج ہیں

گیارھواں عقیدہ :- اللہ تعالیٰ خیر و شر کا ارادہ کرنے والا اور ان دونوں کو پیدا کرنے والا ہے لیکن خیر پر راضی اور شر سے ناراض ہے ارادہ و رضا کے درمیان یہ ایک بڑا دقیق فرق ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اہل سنت و جماعت کو ہدایت فرمائی باقی تمام فرق اس کی طرف ہدایت کے نہ پانے کے سبب گمراہ ہو گئے۔ اگرچہ خیر و شر دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں مگر ادب کا تقاضا یہ ہے خیر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے اور شر کی نسبت اپنی طرف نہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے ادب سکھایا ہے کہ مَا اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ وَمَا اَصَابَکَ مِنْ مُصِیْبَۃٍ فَمِنْ نَفْسِکَ نیز جس طرح انسان کا خالق ہے اسی طرح ان کے افعال کا بھی خالق ہے لیکن بندہ اپنے افعال کا کاسب ہے اور مختار ہے

تشریح :- امام ربانی مجدد الف ثانی قدست اسرارہ اپنے طویل مکتوب نمبر 298 دفتر اول میں فرماتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت نے مابین امتہ طریقہ اختیار کیا نہ جبر محض اور قدرت مطلقہ۔ افراط و تفریط دونوں کو ترک دیا ہے

مروی ہے جبر و قدر کے متعلق سیدنا امام ابو حنیفہ نے سیدنا امام صادق رضی اللہ عنہ کے دریافت کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے امر بندوں کو تفویض کر دیا ہے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے اجل ہے کہ اپنی ربوبیت بندوں کو تفویض فرما دے پھر دریافت کیا کہ بندوں کو اپنے امر پر مجبور کرتا ہے کہ وہ کام کریں تو جواب دیا کہ یہ عدل کے خلاف ہے کہ انہیں کام پر مجبور کرے اور پھر انہیں عذاب میں مبتلا کرے پھر دریافت کیا کہ یہ معاملہ کیسے ہے تو امام رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ان دونوں کے درمیان نہ جبر نہ تفویض

marfat.com

امام ربانی فرماتے ہیں اداسی لئے اہل سنت نے کہا کہ فعال اختیار یہ ایجاد و خلق کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے مقدور ہیں،اور دوسری وجہ سے جس کو کسب کہتے ہیں کے لحاظ سے بندے کے مقدور ہیں پس بندے کی حرکت کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اسے خلق و ایجاد کہتے ہیں اور جب بندے کی طرف منسوب ہو تو اسے کسب کہتے ہیں

اس لئے ماوراء النہر کے مشائخ نے اس مسئلہ میں معتزلہ اور قدریہ کو گمراہ کہنے میں مبالغہ کیا ہے چنانچہ ماورا النہر کے مشائخ نے یہاں تک کہا ہے کہ ان کا درجہ مجوسیوں سے بھی بدتر حال ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک شریک ثابت کیا ہے اور انہوں نے بے شمار شریک بنا دیئے۔

اور جبریہ فرقے کا یہ گمان بھی ہے کہ بندے کا فعل ہے ہی نہیں بلکہ بندے کی حرکات جمادات اور پتھروں کی حرکات کی طرح ہیں ان لوگوں کے نزدیک بندوں کو نہ قدرت ہے' نہ ارادہ اور نہ اختیار اور ان کا خیال ہے کہ بندے کو نہ تو نیکی پر ثواب ہو گا اور نہ بدی پر سزا و عذاب کفار اور نافرمان لوگ معذور ہیں ان سے کوئی باز پرس نہ ہو گی کیونکہ سارے انعال تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں اور بندہ اس بارے میں مجبور ہے جبریہ کا یہ عقیدہ کفر ہے

اور لعنتی فرقہ مرجۂ کہتا ہے کہ معصیت کوئی ضرر اور نقصان نہیں دیتی اور نافرمان کو سزا نہ ہو گی حدیث شریف میں ہے

لُعِنَتِ الْمُرْجِئَۃُ عَلٰی لِسَانِ سَبْعِیْنَ نَبِیًّا

فرقہ مرجۂ پر ستر نبیوں نے لعنت کی ہے

اور ان لوگوں کا مذہب! بدرمتہٗ باطل ہے اس لئے کہ اپنے اختیار سے حرکت دینے اور مرض رعشہ سے حرکت پیدا ہونے میں فرق واضح ہے اور ہم یقین سے کہتے ہیں کہ پہلی حرکت بندے کے اختیار میں ہے اور دوسری غیر اختیاری ہے اور نصوص قطعیہ بھی اس مذہب کی نفی کرتی ہیں جیسے قرآن میں ہے **جَزَاءً بِمَا کَانُوْا**

marfat.com

یکسبون۔ یہ جزا ہے ان اعمال کی جو وہ کرتے ہیں نیز فرمایا

فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ

جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے

صاحب تمہید نے کہا کچھ جبریہ کہتے ہیں

بِاَنَّ الْفِعْلَ مِنَ الْعَبْدِ ظَاهِرٌ اَوْمَجَازًا وَاَمَّا فِی الْحَقِيقَةِ لَا اِسْتِطَاعَتَهٗ لَنَا وَالْعَبْدُ كَالشَّجَرِ اِذَا حَرَّكَتْهَا الرِّيحُ تَحَرَّكَتْ فَكَذَالِكَ الْعَبْدُ مَجْبُوْرٌ وَهٰذَا كُفْرٌ مَحْضٌ وَمَنِ اعْتَقَدَ هٰذَا يَصِيْرُ كَافِرًا

فعل کا صدور بندہ سے صرف ظاہری اور مجازی طور پر ہے حقیقت میں ہمارا کوئی اختیار نہیں بندہ تو درخت کی مانند ہے کہ ہوا کے حرکت دینے سے حرکت کرتا ہے اسی طرح بندہ بھی مجبور ہے اور یہ خالص کفر ہے جو یہ اعتقاد رکھے وہ کافر ہو جائے گا

قَالَ اَيْضًا فِی مَذْهَبِ الْجَبْرِيَّةِ قَوْلُهُمْ اَنْ لَيْسَ لِلْعِبَادِ اَفْعَالٌ عَلَى الْحَقِيقَةِ لَا فِی الْخَيْرِ وَلَا فِی الشَّرِّ وَمَا يَفْعَلُهُ الْعَبْدُ فَالْفَاعِلُ هُوَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَهٰذَا كُفْرٌ

نیز کہا کہ جبریہ کا یہ مذہب بھی ہے بندہ کا کوئی فعل حقیقت میں نہیں نہ خیر میں اور نہ شر میں جو بندہ کرتا ہے اس کا فاعل اللہ تعالیٰ ہی ہے اور یہ کفر ہے

فرقہ قدریہ :-

وَالْمُعْتَزِلَةُ وَالْقَدَرِيَّةُ اَنْكَرُوْا الْقَضَاءَ وَالْقَدَرَ

معتزلہ اور قدریہ نے تقدیر کا انکار کیا اور یہ گمان کیا کہ بندوں سے ان کے افعال کا صدور

marfat.com

وَزَعَمُوْاَنَّ اَفْعَالَ الْعِبَادِ حَاصِلَتُهٗ بِقُدْرَةٍ وَحْدَهَا قَالُوْ لَوْ قَضَى اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ الشَّرَّ ثُمَّ يُعَذِّبُهُمْ عَلٰى ذَالِكَ كَانَ ذَالِكَ جَوْرًا مِنْهُ سُبْحَانَهٗ وَ هٰذَا جَهْلٌ مِنْهُمْ لِاَنَّ الْقَضَاءَ لَايَسْلُبُ الْقُدْرَةَ وَالْاِخْتِيَارَ عَنِ الْعَبْدِ لِاَنَّهٗ قَضٰى بِاَنَّ الْعَبْدَ يَفْعَلُهٗ وَ يَتْرُكُهٗ بِاخْتِيَارِهٖ غَايَتُهٗ مَافِى الْبَابِ اَنَّهٗ يُوْجِبُ الْاِخْتِيَارَ وَهُوَ مُحَقِّقٌ بِالْاِخْتِيَارِ وَلَامُنَافٍ لَهٗ

صرف اپنی ہی قدرت سے ہوتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کسی کے لئے شر کا فیصلہ کرے پھر اسے عذاب دے تو یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندہ پر ظلم ہو گا یہ جہالت محض ہے کیونکہ قدرت وقضا بندہ سے اس کا اختیار سلب نہیں کرتی اس لئے تو یہ فیصلہ کیا ہے کہ بندہ اپنے اختیار سے فعل کرے یا اسے ترک کردے خلاصہ یہ ہے کہ یہ قضا اختیارِ عبد کو لازم کرتی ہے اور وہ اختیار کے لئے ثابت کرتی ہے نفی کرنے والی نہیں ہے

نیز ان لوگوں کا یہ قول افعالِ خدا سے بھی مردود ہے کیونکہ قضا کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا فعل یا واجب ہے یا ممتنع اس لئے کہ قضا کا تعلق اگر وجود سے ہے تو واجب ہے اگر عدم سے متعلق ہو گا تو ممتنع ہو گا تو اگر وجوب فعل بالاختیار اختیار کے منافی ہو تو اللہ تعالیٰ مختار نہ رہے اور یہ کفر ہے اور یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ بندے کے ایجادِ فعل میں بندے کی قدرت کے کمزور ہونے کا باوجود اسے مستقل تسلیم کرنا نہایت ہی ضعیف اور رکیک بات ہے اور انتہائی بے وقوفی اس کا منشاء ہے

کسب کی تشریح:- بندہ شجر و حجر کی طرح مجبور نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کچھ اختیار اور ارادہ عطا کیا ہے کہ جس سے وہ اپنے سخت سے سخت کام بھی اور کاروبار چلاتا ہے اور قوانین حکومت کا مکلف اور پابند سمجھا جاتا ہے بلکہ وہ خود بھی اپنے کو

marfat.com

آئین و دستور کا پابند سمجھتا ہے تو اسی طرح بندہ احکام الٰہیہ کا پابند اور مکلف ہو سکتا ہے اور اسی خدا داد اختیار سے جو افعال اس سے صادر ہوں ان پر مدح و ذم' ثواب عقاب جزا و سزا مرتب ہوتی ہے اور اس خداداد اختیار سے بندہ جو فعل کرتا ہے اسی کا نام اصطلاح شریعت میں کسب ہے **کسب و خلق میں فرق** :- امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ بندہ میں استطاعت اور عمل کرنے کی قوت پیدا کرنا خلق ہے اور خدا کی دی ہوئی قدرت کا استعمال کرنا کسب ہے جو کہ بندے کا فعل ہے (شرح فقہ اکبر صفحہ 11)

خیرو شر کا مسئلہ :- برے افعال کے ارتکاب سے بندہ ہی کو برا کہا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کے برائی کے خلاق ہونے کی وجہ سے اس کی طرف برائی منسوب نہ ہو گی تلوار چلانے والے ہی کو قاتل کہا جاتا ہے تلوار بنانے والے کو کوئی قاتل نہیں کہتا اور نہ ہی کوئی برائی اس کی طرف منسوب کرتا ہے تلوار کا بنانا تو کمال ہی کمال ہے لیکن اگر اس کا استعمال غلط اور بے محل ہے تو بلاشبہ معیوب اور مذموم ہے۔ نیز رنگریز کو سیاہ نہیں کہا جاتا ہے بلکہ جو کپڑا یا جو چیز سیاہ رنگ میں رنگی گئی ہے اسے سیاہ کہا جاتا ہے اور اسی طرح جس نے کفرو ضلالت کی سیاہی کو پیدا کیا اس کی طرف برائی منسوب نہیں کی جا سکتی۔ اس خلاق عالم نے سیاہ و سفید' کفر اور ایمان ہر قسم کے رنگ پیدا کئے اور تمہارے سامنے کر دیئے اور خوب اچھی طرح بتلا دیا کہ یہ رنگ اچھا ہے اور یہ رنگ نہایت برا اب اچھے برے میں امتیاز کے لئے تم کو عقل دی۔ کرنے نہ کرنے کی تم کو قدرت دی اس پر بھی اگر کوئی ایمان کے صاف اور سفید رنگ کو چھوڑ کر کفر کی سیاہی اپنے قلب کو لگائے تو اس کا اپنا قصور ہے۔

ایمان و ہدایت اپنی ذات کے لحاظ سے حسین ہیں کفرو ضلالت بذاتہ قبیح مگر ایجاد و خلق دونوں کا حسن اور خیر ہے کیونکہ مجموعہ عالم کے لئے خیر کی ضرورت ہے ویسے ہی شر کی بھی ضرورت ورنہ مقصد ناقص اور ناتمام رہتا ہے اس لئے کہ ایجاد عالم سے مقصود اللہ تعالیٰ کو کوئی اپنا ذاتی نفع و نقصان نہیں۔ بنانے سے اس کے کمالات میں کوئی اضافہ نہیں اور نہ بنانے سے کوئی کمی نہیں بلکہ مقصد صرف اس قدر ہے کہ اپنے

marfat.com

کمالات اور صفات کی خاطر پیدا فرمائے۔ اور خوبیوں کو ظاہر کرے اور یہ ظاہر ہے کہ اس کے کمالات کسی ایک دائرہ میں محدود نہیں بلکہ مختلف قسم کے ہیں اگر وہ رحم و کرم کا مالک ہے تو عقاب و درود الم کا بھی مالک ہے عزت دینے والا ہے تو ذلت دینے والا بھی ہے اگر انعام دینے والا ہے تو انتقام لینے والا بھی ہے پس اگر بعض صفات کمالیہ کے مظاہر پیدا کئے جائیں اور بعض کے نہ پیدا کئے جائیں تو مقصد ناتمام رہتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ انعام و انتقام، و تذلیل دونوں کے مظاہر پیدا کئے جائیں یعنی مومن بھی ہوں اور کافر بھی دار انعام بھی ہو اور دار انتقام و تذلیل بھی ہو جہاں ابو بکر و عمر جیسی عظیم القدر ہستیاں ہوں وہاں ابو جہل و ابولہب جیسے ذلیل ترین انسان پس کفر و ضلالت سے قہر و غضب کی صفات کا اظہار فرمایا اور ایمان و ہدایت سے رحم کی صفات کا اظہار کیا اور معصیت سے صفت عفو و مغفرت کا اظہار مقصود ہے۔

اللہ تعالے کے خالق شر ہونے کے باوجود اس کی طرف منسوب کرنا کمال

بے ادبی ہے :- اللہ تعالیٰ کی ایجاد خیر و شر، ایمان و کفر سب پر واقع ہے مگر اس کی ذات میں سوائے خیر محض کے اور کچھ نہیں اسی وجہ سے جب خیر و شر کے صدور کا ذکر آتا ہے تو صدور خیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا اور شر کے صدور کو بندہ کی جانب جیسے قرآن پاک میں ہے

مَا اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ وَمَا اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ (القرآن)

جو کچھ تجھے بھلائی پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور برائی خود تیرے نفس سے تجھے پہنچی ہے۔

اس آیت میں خیر و بھلائی کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب کیا اور حرف جار من کو استعمال کیا یعنی حسنہ و بھلائی اس کی طرف سے ہے شر و سیئہ خود انسان سے آتی ہے حدیث شریف میں ہے

marfat.com

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِیْ یَدَیْکَ وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْکَ۔ یااللہ۔ ساری بھلائیاں آپ کے قبضہ میں ہیں اور کوئی برائی آپ کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی اور جس جگہ خیر و شر کے ایجاد کا ذکر آیا تو دونوں ہی کی ایجاد کو اپنی طرف منسوب فرمایا اس لئے کہ ایجاد خیر کی ہو یا شر کی بہرحال کمال ہے

قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ (القرآن) سب چیزیں اللہ کی پیدا کردہ ہیں

اسی وجہ سے فقہاء نے اللہ تعالیٰ کو خالق القردۃ والخنازیر (بندروں اور خنزیروں کا پیدا کرنے والا) کہنا جائز نہیں جانا کیونکہ بری چیزوں کے خدا کی طرف منسوب کرنے میں اگر استہزاء نہیں تو بے ادبی ضرور ہے اس لئے خالق کل شی کہنا چاہیے

چنانچہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہم علیہ السلام نے اسی ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ (جب میں بیمار ہوتا ہوں وہ مجھے شفا دیتا ہے) کہا اور مرض جو کہ ناپسندیدہ اور مکروہ شی ہے اسے اپنی طرف منسوب کیا اور شفا کہ ایک محبوب و مرغوب چیز ہے اسے خدا کی جانب منسوب کیا

ایک شبہ اور اس کا ازالہ :- شبہ یہ ہے کہ جب ایمان اور کفر ہدایت اور ضلالت سب کا وہی خالق ہے تو پھر ارسال رسل اور انزال کتب سے کیا فائدہ جس کو ہدایت دینی تھی اس کو ہدایت دیدی ہوتی۔ اور جس کو کافر اور گمراہ بنانا تھا اس کو کافر اور گمراہ بنا دیا ہوتا۔ اس طویل و عریض سلسلہ کے قائم کرنے کی کیا حاجت تھی۔ لیکن یہ سوال بعینہ ایسا ہے کہ جب صحت اور مرض بیماری اور تندرستی سب کا وہی خالق ہے تو پھر اطباء اور حکماء کو پیدا کرنے کی کیا ضرورت اور علوم طب اور فن معالجہ کی تعلیم سے کیا فائدہ جس کو عافیت دینی تھی اس کو عافیت دیدی ہوتی اور جس کو موت دینی تھی اس کو موت دی ہوتی۔ پس جب جس طرح خداوند ذوالجلال نے جسمانی زندگی کی صحت اور تندرستی کے سامان پیدا کئے دواؤں اور طبیبوں کو پیدا کیا اسی طرح روحانی زندگانی کے لئے ہدایت کے تمام سامان بندوں کو عطا کئے۔ اطباء روحانی یعنی حضرات انبیاء و مرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین کو مبعوث فرمایا آسمان سے طب روحانی کے صحیفے نازل

marfat.com

فرمائے۔ جو چیزیں روح کے لئے مفید یا مضر تھیں ان کو بالتفصیل بتلایا۔

چونکہ یہ عالم۔ عالم اسباب ہے اس لئے اسباب اور مسبات کا ایک طویل سلسلہ قائم کر دیا۔ پہلے نطفہ ہوا اور پھر علقہ اور پھر مضغہ اور پھر جنین ہوا اور علی ہذا مختلف طور گذرنے کے بعد وہ ایک کامل انسان بنتا ہے۔ حالانکہ وہ قادر مطلق اگر چاہتا تو ایک ہی آن میں انسان کامل پیدا کر سکتا تھا۔

علیٰ ہذا انسان کی حیات کے لئے جو اسباب پیدا فرمائے ان میں بھی تدریجی رفتار ہے اول تخم کو خاک میں دفن کیا جاتا ہے۔ پھر اس کی آبیاری کی جاتی ہے اور علی ہذا پھر ایک عرصہ کے بعد اس میں کچھ بالیں نمودار ہوتی ہیں اور طرح طرح کی صعوبتوں کے بعد اس میں سے غلہ حاصل ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ قادر مطلق اگر چاہتا تو سب کچھ ایک ہی آن میں ہو سکتا تھا۔

اور اس طرح موت کے لئے بھی اسباب کا ایک طویل سلسلہ پھیلا دیا طرح طرح کے امراض پیدا فرمائے۔ سنکھیا اور سمی دوائیں بھی پیدا کیں تو کیا کوئی شخص یہ سوال کر سکتا ہے کہ جب خدا کو مارنا ہے تو دفعۃً موت کیوں نہیں آجاتی۔ امرض اور آلام کے پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

اور جب خدا کو زندہ کرنا ہے تو اسباب حیات کو اس قدر طول دینے کی کیا حاجت ہے دفعۃً ایک انسان کیوں نہیں پیدا کر دیا جاتا۔ اتنے ادوار میں کیوں وقت خرچ کیا جاتا ہے۔ غالباً آپ اس کا یہی جواب دیں گے کہ بے شک اس کی قدرت نہایت کامل اور وسیع ہے۔ مگر اس کی سنت عالم اسباب میں اسی طرح جاری ہے کہ ہر شئی سلسلہ ء اسباب و مسبات میں مقید رہے۔ پس اسی طرح روحانی حیات یعنی ایمان و ہدایت اور روحانی ممات یعنی کفر و ضلالت کے لئے بھی ایک سلسلہ اسباب قائم فرمایا۔

اس کے علم ازلی میں یہ یقیناً تھا کہ فلاں شخص سم الفار کھا کر ہلاک ہو گا۔ فلاں شخص فلاں مرض میں مبتلا ہو کر جان دیگا۔ مگر باوجود اس کے پھر اطباء کو پیدا فرمایا اور سمیات اور تمام ادویہ کے خواص ان کو بتلائے تاکہ وہ سب کو بتلا دیں کہ فلاں شئی مفید

marfat.com

ہے اور فلاں مضر۔ اور فلاں نافع ہے اور فلاں مہلک۔

اسی طرح اس کو یہ بھی علم تھا کہ فلاں شخص کفر اختیار کر کے ابد الاباد کے لئے ہلاک ہو گا مگر اس نے اپنے حکمت بالغہ سے روحانی اطباء یعنی انبیاء و رسل کو مبعوث فرمایا تاکہ خلق اللہ کو یہ بتلا دیں کہ کفر روحانی حیات کے قطع کرنے میں سم الفار سے کسی طرح کم نہیں

خلاصہ یہ کہ جس طرح تکوینیات میں اسباب اور مسببات کے سلسلہ کا ہونا خلاف عقل نہیں۔ اسی طرح تشریعیات میں بھی اسباب اور مسببات کے سلسلہ کا ہونا خلاف عقل نہیں

جبر اور اختیار میں فرق:۔ انسان سے افعال کا صدور دو طرح سے ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ انسان کسی شئی کا تصور کرے گا اگر وہ چیز اس کی طبیعت کے موافق ہوئی تو اس کے قلب میں اس کو حاصل کرنے کی خواہش اور رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر نہایت ذوق و شوق کے ساتھ اس کے حاصل کرنے کے لئے حرکت کرتا ہے۔ اور اگر وہ شئی اس سے طبیعت اور منشاء کے خلاف ہوتی ہے تو قلب میں اس کی نفرت اور کراہت پیدا ہوتی ہے۔ اور بصد کراہت و ناگواری اور بہزار نفرت و بیزاری اس کے دفع کرنے کے لئے حرکت کرتا ہے۔ لہٰذا انسان سے جو حرکت شوق اور رغبت یا نفرت اور کراہت کی بنا پر ظہور میں آئے۔ اس کا نام فعل اختیاری ہے اور جو حرکت بدون وہ حرکت جبری اور اضطراری کہلائیگی۔ تمام عقلاء کے نزدیک پہلی حرکت اختیاری ہے۔ اور بندہ سے اس اختیار کی نفی اور انکار ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی یہ کہے کہ انسان نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے پس جس طرح انسان سمع اور بصر کا انکار سراسر بلاہت اور مشاہدہ کا انکار ہے۔ اسی طرح سے بندہ سے، اختیار کی نفی بھی سراسر محسوس اور مشاہد چیز کی نفی کرنا ہے۔ اور جس طرح دنیا میں اس اختیار پر جزا و سزا مرتب ہو رہی ہے اسی طرح آخرت میں بھی اس اختیار پر ثواب اور عقاب مرتب ہو گا۔

الغرض انسان سے جو فعل اور جو حرکت ظہور میں آتی ہے۔ عقلاء کے نزدیک

marfat.com

اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اختیاری۔ جو شوق اور رغبت سے ہو اور دوسری اضطراری جس میں انسان کی کسی قسم کی خواہش کو دخل نہ ہو۔ جیسے حرکتِ رعشہ۔

اور ظاہر ہے کہ حق جل و علا کی قضاء و قدر اور حیطہ علم سے کوئی حرکت بھی باہر نہیں۔ جس حرکت کے متعلق جس طرح خدا تعالیٰ نے قضا و قدر میں لکھ دیا ہے وہ حرکت اسی طرح ظہور میں آئیگی۔ اگر اختیاری لکھدیا ہے تو وہ حرکت بندہ کے اختیار سے ظہور میں آئیگی اور اگر اضطراری لکھدیا ہے تو بندہ سے اس فعل اور حرکت کا صدور بلا اختیار ہو گا۔ معلوم ہوا کہ قضا و قدر کے متعلق ہونے سے افعال عبد کی تقسیم پر (کہ بعض افعال اختیاری اور بعض اضطراری ہیں) کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یہ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ کے کلام کا خلاصہ اور توضیح ہے جو حضرت موصوف نے جبرو اختیار کی حقیقت کے متعلق تکمیل الایمان صفحہ 23 پر تحریر فرمایا ہے۔

اس تقریر سے یہ شبہ بھی رفع ہو گیا کہ جب قضا و قدر میں ابو جہل کا کفر مقدر ہو چکا تھا کہ ابوجہل ایمان نہ لائیگا۔ تو پھر ابوجہل کا کفر ضروری اور ایمان لانا محال اور ممتنع ہوگا۔ اس لئے کہ علم الٰہی کا غلط ہونا ناممکن اور محال ہے اور جب کفر ضروری ہوا تو پھر بندہ کو ایمان کا کہاں اختیار باقی رہا لہٰذا جبر لازم آیا۔

جواب:۔ یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم تھا کہ زید فلاں کام اپنے اختیار سے کریگا اور فلاں کام اس سے بلا اختیار سرزد ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے علم سے اختیار زائل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ تو اختیاری اور اضطراری سب ہی امور کو جانتا ہے نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ کے افعال بالاتفاق اختیاری ہیں۔ حالانکہ وہ ازل میں اپنے افعال کو بھی جانتا تھا کہ فلاں وقت فلاں کو یہ شے عطا کرونگا۔ پس جس طرح علم ازلی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا اختیار نہیں جاتا۔ اسی طرح علم ازلی سے بندوں کے اختیار اور ارادہ کا زائل ہونا لازم نہیں آتا۔

توفیق اور استدراج:۔ انسان جب بہیمی جذبات کو کسب کرتا ہے تو ویسی ہی اس کو مدد دی جاتی ہے اور جو امور اس کے مناسب ہوتے ہیں وہی اس کے لئے آسان کر

marfat.com

دیے جاتے ہیں اور جب ملکی جذبات کو کسب کرنا چاہتا ہے تو پھر ویسی ہی اس کو امداد دی جاتی ہے اور اسی کے مناسب امور اس کے لئے سہل کر دیئے جاتے ہیں۔ قال تعالٰے۔

كُلاًّ نُمِدُّ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا وقال تعالٰی۔ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى۔

ہر ایک کی امداد کرتے ہیں۔ ان کی بھی اور ان کی بھی۔ خدا کی عطا کسی سے روکی نہیں گئی۔ نیز اللہ تعالٰی نے فرمایا بیشک تمہاری کوشش مختلف ہیں۔ پس جس نے دیا اور ڈرا اور کلمہ توحید کی تصدیق کی اس کے لئے اعمال صالحہ کو سہل کر دیں گے اور جس نے بخل کیا اور تکذیب کی اس کے لئے برے اعمال میں سہولت پیدا کر دیں گے۔

ایک شخص اپنے کسب سے ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو ہدایت میں مدد دی جاتی ہے اور جو کفر اور ضلالت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کو اسمیں امداد دی جاتی ہے۔ ہدایت میں امداد دینے کا نام **توفیق** ہے اور کفر و ضلالت میں امداد دینے کا نام **استدراج** اور **امہال** ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ عمل پر جزا اور سزا مرتب ہونے کے لئے بندہ کا کسب شرط ہے۔ حکماء کا قول ہے کہ نورِ قمر بھی حقیقت میں نورِ آفتاب ہی ہے مگر دن کو آفتاب بلاواسطہ روشنی ڈالتا ہے اور شب کو قمر اور کواکب کے واسطے سے لیکن جب آفتاب بلاواسطہ روشنی ڈالتا ہے تو اس کی تاثیر بھی اور ہوتی ہے اور احکام بھی اور۔ اور جب وہی ہی آفتاب شب کو قمر کے واسطہ سے روشنی ڈالتا ہے تو تاثیر اور احکام سب بدل

marfat.com

جاتے ہیں حتیٰ کہ نام بھی بدل جاتا ہے۔ چنانچہ دن کی روشنی کو دھوپ اور شب کی روشنی کو چاندنی کہتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح ارادۂ آلیہ جو بمنزلہ شمس کے ہے۔ کبھی بندہ کے ارادہ میں سے ہو کر گزرتا ہے تو اس کو کسب کہتے ہیں۔ اور کبھی بلاواسطہ عمل پیرا ہوتا ہے تو اس کو خلق کہتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے کہ ابو جہل اور ابو لہب کو **آمنوا** کا خطاب نبی کریم علیہ الصلواۃ والسلیم کی وساطت سے ہوا۔ اس لئے ایمان و ہدایت سے انکار کر سکے ورنہ اگر بلاواسطہ ان کو **کونوا مومنین** کا خطاب ہو جاتا تو وہ یقیناً" صدیق بنجاتے۔ **لقولہ تعالی اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئاً اَنْ یَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔**

اور اسی وجہ سے کہ عہد اَلَسْتُ میں خطاب بلاواسطہ تھا یک لخت سب نے بلیٰ کہدیا اور اس عالم میں خطاب حجاب اور واسطہ سے ہوا اس لئے کوئی اس عہد پر قائم رہا اور کوئی نہ رہا۔

بہرحال کفر کی ذاتی تاثیر جنہم ہے جیسے سانپ کی ذاتی تاثیر ہلاکت ہے مگر جس طرح ہلاکت لئے سانپ کا کاٹنا شرط ہے اسی طرح نار جنہم کے لئے بندہ کا کفر کرنا شرط ہے۔ دیا سلائی ہیں مادہ آتش گیر موجود ہے مگر آگ کے لئے اس کا رگڑنا شرط ہے۔

لیکن اب ہم ترقی کر کے کہتے ہیں کہ اگر حق تعالیٰ بندہ کے دل میں کفر کا فقط داعیہ ہی رکھ دیتی اور بندہ کے کسب اور ارادہ کو دخل نہ ہوتا بلکہ اضطرارا" اس سے کفر صادر ہوتا تب بھی اس کا جنہم میں جانا کوئی ظلم نہ ہو گا کیونکہ تاثیر اسباب میں ارادہ شرط نہیں۔ انسان اگر اپنے قصد اور اختیار سے سنکھیہ کھائے تب بھی مرتا ہے اور اگر سہوا" کھائے تب بھی ہلاک ہوتا ہے۔

بندے کے افعال کے متعلق گفتگو کرنے سے کہ کاسب بندہ اور خالق رب کی ذات ہے اور اسکی تفصیل سے تقدیر کا مسئلہ بھی واضح ہو جاتا ہے

تقدیر کی وضاحت :- جو کام ارادہ و اختیار سے کیا جاتا ہے پہلے اس کو سمجھ لیتے ہیں مثلاً اگر مکان بنانا ہے تو پہلے اس کا نقشہ تیار کرتے ہیں تاکہ اس کی تعمیر نقشہ کے

marfat.com

مطابق ظہور میں آئے

اسی طرح اسی کائنات ارض و سما کا نقشہ بھی خدا کے یہاں پہلے ہی سے ایک مخفی وجود رکھتا ہے اور اسی نقشہ کے مطابق اسی وجود ظاہری کا کارخانہ برقرار رہتا ہے مسلمان اسی مخفی وجود کو تقدیر کہتے ہیں

یہ ایک متفقہ اصول ہے کہ علم معلوم (جس کو جانا جائے، علم جس کے متعلق حاصل کیا جائے) کے تابع ہوتا ہے اور معلوم علم کے تابع نہیں ہوتا لہٰذا جو کچھ کائنات میں ہونا تھا جیسے جیسے ہونا تھا اپنی اپنی مرضی اور اختیار کے مطابق جو کچھ انسان نے کرنا تھا اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ کو ازل میں علم ہے اور یوں نہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کو علم ہے اسی طرح مخلوق نے کرنا ہے لہٰذا جبر و اکراہ والے تمام سوالات اس مختصر عبارت سے اٹھ گئے

تقدیر کے متعلق حضرت علی کا فرمان:- حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا گیا کہ بندہ کتنا مختار ہے تو آپ نے سائل سے فرمایا ایک پاؤں زمین سے اٹھا۔ اس نے اٹھا لیا پھر فرمایا اب دوسرا بھی اٹھا تو اس نے کہا دوسرا نہیں اٹھا سکتا ورنہ گر جاؤں گا تو اپنے فرمایا پس بندہ بھی اپنے افعال میں اتنا مختار اور اتنا مجبور ہے یعنی نہ مجبور محض ہے اور نہ مختار کل ہے

تقدیر کی اقسام **قال ابن عباس رضی اللہ عنہما یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَاءُ وَ یُثْبِتُ یَعْنِیْ مِمَّا کَانَ فِی الْجَزَائِر** (وغیرہ) اس کی وضاحت کرتے ہوئے صاحب تفسیر مظہری رقمطراز ہیں کہ تقدیر کی دو قسمیں ہیں۔ (1) معلق (2) مبرم۔ تقدیر معلق اسے کہتے ہیں جس کے وقوع پذیر ہونے کو کسی دوسری چیز کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا ہو کہ اگر یہ شرط پائی گئی تو یہ چیز پائی جائے گی اور اگر نہ پائی گئی تو نہیں پائی جائے گی کبھی اس تعلیق کا ذکر لوح میں درج ہوتا ہے اور کبھی صرف علم الٰہی میں۔ لوح محفوظ میں اس کا ذکر نہیں ہوتا۔ اور تقدیر مبرم وہ ہے جس کے متعلق اٹل فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے اس میں ردو بدل کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ **وَ ذٰلِکَ الْقَضَاءُ لَا**

marfat.com

یوں حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضور فخر موجودات ﷺ سے اس آیت کا مفہوم دریافت کیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا **لَاُقِرَّنَّ عَیْنَکَ بِتَفْسِیْرِھَا وَلَاُقِرَّنَّ عَیْنَ اُمَّتِیْ بَعْدِیْ بِتَفْسِیْرِھَا اَلصَّدَقَۃُ عَلٰی وَجْھِھَا وَ بِرُّالْوَالِدَیْنِ وَاصْطِنَاعُ الْمَعْرُوْفِ یُحَوِّلُ الشَّقَاءَ سَعَادَۃً وَیَزِیْدُ فِی الْعُمْرِ وَیَقِیْ مَصَارِعَ السُّوْءِ** (روح المعانی) میں اس آیت کی تفسیر سے (اے علی) تیری آنکھ بھی ٹھنڈی کروں گا اور اپنی امت کی آنکھ بھی ٹھنڈی کروں گا۔ صدقہ کو صحیح مصرف پر خرچ کرنا' ماں باپ کے ساتھ مہربانی کرنا' اور بھلائی کرنا ایسے اعمال ہیں جو بدبختی کو نیک بختی سے بدل دیتے ہیں' عمر میں اضافہ کا باعث ہوتے ہیں اور برے انجاموں سے بچاتے ہیں اور صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے **سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّبْسَطَ لَہٗ فِیْ رِزْقِہٖ وَیُنْسَاَ لَہٗ فِیْ اَثَرِہٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ** کو میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ جو یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا رزق اس لیے کشادہ کیا جائے یا اس کی موت کو موخر کیا جائے تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔ علامہ ابن کثیر نے مسند امام احمد سے یہ حدیث نقل کی ہے **عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الرَّجُلَ لَیُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ یُصِیْبُہٗ' وَلَا یَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمْرِ اِلَّا الْبِرُّ**[۱۶] حضرت ثوبان نے کہا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کو اس کے گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اور تقدیر کو دعا بدل دیتی ہے اور نیکی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور زار و قطار رو رو کر یہ التجا کر رہے تھے **اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنِیْ فِیْ اَھْلِ السَّعَادَۃِ فَاَثْبِتْنِیْ فِیْھَا وَاِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنِیْ فِیْ اَھْلِ الشَّقَاوَۃِ فَامْحُنِیْ مِنْھَا فَاَثْبِتْنِیْ فِیْ اَھْلِ السَّعَادَۃِ وَ الْمَغْفِرَۃِ فَاِنَّکَ تَمْحُوْ مَا تَشَاءُ وَ تُثْبِتُ وَ عِنْدَکَ اُمُّ الْکِتَابِ**

marfat.com

اے اللہ ! اگر تو نے مجھے سعادت مندوں کے زمرہ میں لکھا ہے تو مجھے اسی زمرہ میں لکھا ہے تو مجھے اسی زمرہ میں رہنے دے اور اگر تو نے مجھ پر شقاوت لکھی ہے تو اسے مجھ سے مٹا دے اور اہل سعادت۔ اور مغفرت کی فہرست میں میرا نام ثبت کر دے کہ تو مٹاتا ہے جو چاہتا ہے اور ثبت کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ ام الکتاب تیرے پاس ہے۔ حضرت مولانا ثناء اللہ پانی پتیؒ نے تفسیر مظہری میں اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے ایک واقعہ لکھا ہے۔ اس کا خلاصہ عرض خدمت ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے نگاہ کشف سے دیکھا کہ آپ کے دونوں صاحبزادوں حضرت محمد سعید اور حضرت محمد معصوم کے استاد ملا طاہر لاہوری کی پیشانی پر شقی (بدبخت) لکھا ہوا ہے۔ آپ نے اس کا تذکرہ اپنے دونوں بچوں سے کیا۔ ان دونوں نے گزارش کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے استاد کی شقاوت کو سعادت بدل دے۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ میں نے لوح محفوظ میں دیکھا کہ یہ قضائے مبرم ہے۔ اس کو بدلہ نہیں جا سکتا۔ بچوں نے پھر بھی دعا کے لیے اصرار کیا۔ آپ کو یاد آیا کہ حضرت غوث الثقلین محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرارہ نے فرمایا کہ ما قضاء المبرم ایضا یر بدعوتی کہ قضاء مبرم بھی میری دعا سے بدل جاتی ہے تو میں نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ رَحْمَتُکَ وَاسِعَۃٌ وَفَضْلُکَ غَیْرُ مُقْتَصِرٍ عَلٰی اَحَدٍ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَمِیْمِ اَنْ تُجِیْبَ دَعْوَتِیْ فِیْ مَحْوِ کِتَابِ الشِّقَاءِ مِنْ نَاصِیَۃِ مُلَّا طَاھِر وَاِثْبَاتِ السَّعَادَۃِ مَقَامَہٗ کَمَا اَجَبْتَ بِدَعْوَۃِ سَیِّدِ السَّنَدِ رضی اللہ عنہ اے اللہ تیری رحمت بڑی وسیع ہے تیرا فضل کسی ایک پر بند نہیں۔ میں امیدوار ہوں اور سوال کرتا ہوں کہ اپنے فضل سے میری اس التجا کو قبول فرما۔ ملا طاہر کی پیشانی سے شقی کا لفظ مٹا کر سعید کا لفظ ثبت فرما۔ جس طرح تو نے حضرت غوث الاعظم کی دعا قبول فرمائی تھی۔ حضرت مجدد فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ان کی پیشانی سے شقی کا لفظ مٹا دیا گیا سعید کا لفظ لکھا گیا۔

marfat.com

حضرت علامہ پانی پتی لکھتے ہیں کہ قضائے مبرم سے یہاں وہ قضا مراد ہے جو لوح محفوظ میں کسی امر سے معلق نہ تھی بلکہ شکل مبرم تھی لیکن الہٰی میں وہ قضائے معلق تھی **رحمۃ اللہ علیہ وعلی امثالہ افاض علینا من برکاتھم و فیوضھم**

قضا کا مفہوم :- قضا سے مراد ہے وہ قوانین فطرت جن کے تحت یہ کارخانہ قدرت چل رہا ہے اپنے مخصوص مصلحت کے تحت معرض وجود میں لایا گیا ہے اور نظام علت و معلول سبب و مسبب اور عمل ورد عمل سے منسلک کر دیا گیا ہے کہ اگر کوئی انسان نیکی کا ارادہ کرے گا تو اس کے نتائج بھی نیک نکلیں گے اور اس کا صلہ پائے گا جو کوئی برائی کرے گا اس کے نتائج اور ثمرات بھی برے نکلیں گے انسان جو کچھ کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اس تمام نظام قدرت کا نام قضا ہے۔

نبوت

اسلامی عقائد میں عقیدہ رسالت بڑی اہمیت رکھتا ہے حتیٰ کہ کوئی شخص کسی بھی رسول کو مانے بغیر اللہ تعالیٰ کو مان لے تو اس کا یہ ایمان مقبول نہیں ہے اگر اس مقام کی ادنیٰ سی بے ادبی ہو جائے تو عمر بھر کی نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں گر کوئی کملات نبوت کو بڑھا کر الوہیت کی سطح پر لے آئے تو وہ مشرک ہو جائیگا ملحدون نے یہ کہہ دیا کہ نبی کی کیا ضرورت ہے اسکے بغیر بھی وصال خدا ہو سکتا ہے بعض نے نبی کی حیثیت سربراہ حکومت جیسی قرار دی بعض نے کہا نبی ایک عام انسان جیسا ہے صرف وحی کا فرق ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ عقیدہ نبوت کے متعلق کچھ قدرے تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

marfat.com

عقیدہ :- انبیاء علیہم السلام کا مبعوث ہونا اہل جہاں کے لئے رحمت ہے

ضرورت نبوت

1 :- حقائق عالم اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ جن لوگوں نے بھی نبوت کے بغیر حق کو تلاش کیا وہ گمراہ ہو گئے اور مظاہر پرستی کا شکار ہوئے کوئی گوسالہ پرستی کرنے لگا تو کوئی بت پرست بنا کوئی کواکب پرستی کرنے لگا

2 :- اللہ تعالیٰ کی ذات ہی رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے انسان اس سے ہدائت حاصل کرتا ہے لیکن فائدہ دینے والے اور فائدہ سے حاصل کرنے والے کے درمیان مناسبت ضروری ہے انسان شش جہات میں محدود ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات غیر محدود ہے اس کی ذات قدیم اور انسان حادث ہے قدیم و حادث کے درمیان کے کوئی مناسبت نہیں خالق کی ذات قادر مطلق اور مخلوق محض عاجز تو اللہ تعالے کی رحمت نے چاہا کہ ایک ایسی مخلوق پیدا کی جائے جو ایک وصف کے لحاظ سے واصل ہو اور دوسری وصف سے بندوں میں بھی شامل ہو تاکہ پہلی وصف سے کے لحاظ ہے اللہ تعالیٰ سے فیض لے اور دوسری حیثیت سے بندوں کو فیض دے اور خالق تعالیٰ نے ایسی مخلوق کا نام نبی و رسول رکھا

نمبر 3 :- انسان کو دوسری اشیاء کا علم خواہ مادی یا غیر مادی حواس کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے مادی اشیاء کا علم حواس ظاہرہ کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے جن کا نام باصرہ (دیکھنے والی) سامعہ سننے والی شامہ سونگھنے والی ذائقہ (چکھنے والی) لامسہ (مس کرنے والی) پورا بدن انسان اور غیر مادی اشیاء کا علم حواس باطنہ کے ذریعہ آتا ہے وہ بھی پانچ ہیں۔

نمبر 1 حس مشترک :- انسانی عقل کا وہ حصہ ہے جو حواس ظاہری کے تاثرات کو قبول کرتا ہے ان کے اولین تاثرات اس حصہ عقل پر جا کر جذب ہو جاتے ہیں مثلاً جب اپنی آنکھ سے کسی کو چیز دیکھتے ہیں تو اس حصہ عقل پر اس کی تصویر مرتسم ہو جاتی

imarfat.com

ہے۔

نمبر 2 حس خیال :۔ خیال کا کام یہ ہے کہ جو محسوسات پہلے حس مشترک میں پہنچتی ہیں یہ حس ان کی ظاہری صورتوں کو اپنے اندر محفوظ کر لیتی ہے

نمبر 3 حس واہمہ :۔ یہ حس مدرکات حسی کے معنی و مفہوم یعنی ان کی باطنی شکلوں کا ادراک کرتی ہے اور محفوظ رکھنے کے لئے اگلے حصہ جس کو حافظہ کہتے ہیں پہنچا دیتی ہے۔

نمبر 4 حس حافظہ :۔ اس حصہ میں باطنی صورتوں کو محفوظ کیا جاتا ہے جو قوت واہمہ سے منتقل ہوتی ہیں

نمبر 5 حس متصرفہ :۔ اس حس و قوت کا یہ کام ہے کہ حس خیال سے ظاہری شکل لیتی ہے حافظہ سے ان کا معنی و مفہوم یعنی باطنی شکل ان کو آپس میں جوڑ دیتی ہے۔ اس طرح انسان مختلف الفاظ سن کر ان کا مفہوم سمجھنے اور مختلف رنگ دیکھ کر ان میں تمیز کرنے اور مختلف ذائقے چکھ کر ان میں فرق کرنے پر قادر ہوتا ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات حواس ظاہرہ و باطنہ کسی میں بھی نہیں آسکتیں کیونکہ وہ حدود کی قیود سے پاک ہے۔

سوال :۔ انسان عقل کے ذریعہ مقصد رسالت و نبوت اور اس کے علوم حاصل کر سکتا ہے

جواب :۔ انسان کی عقل کی پرواز وہیں تک ہوتی ہے جہاں تک حواس اپنا کام کرتے ہیں چنانچہ جو حقیقت آپ کی باصرہ سامعہ۔ ذائقہ۔ لامسہ اور شامہ کی دسترس سے باہر ہو اس کا ادراک عقل بھی نہیں کر سکتی۔ حواس ظاہرہ و باطنہ کے بغیر عقل ایک ناکارہ عضو ہے اسی طرح عقل کے بغیر سارے کے سارے حواس اعضائے معطلہ ہی شمار ہوتے ہیں جیسا کہ مجنون شخص میں تمام حواس موجود ہونے کے باوجود بے کار ہیں۔

یہ تمام حواس اور عقل نہیں بتا سکتے کہ انسان کی زندگی کی ابتداء کیسے ہوئی اس کی

marfat.com

زندگی کا مقصد کیا ہے اس نے کس نہج پر بسر کرنی ہے اختتام زندگی کے بعد کیا ہو گا لہٰذا ان تمام مقاصد کے حصول کے لئے رب کائنات نے نبوت و رسالت کا سلسلہ شروع فرمایا ور ختمی المرتبت حضرت محمد رسول ﷺ پر اس کا اپنی رحمت سے اختتام فرمایا۔

سوال :- اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے انسان کے اندر وجدان کے چھ یا سات گوشے رکھے ہیں جن کو لطائف ستہ یا لطائف سبعہ کہا جاتا ہے۔

لطیفہ قلبی۔ روحی۔ سری۔ خفی۔ اخفی۔ نفسی۔ اور قالبی - جن کی تفصیل آگے تیسرے حصہ میں آئیگی ان لطائف کے ذریعے انسان کے دل کی آنکھ بینا ہو جاتی ہے حقائق سے پردے اٹھنا شروع ہو جاتے ہیں روح کے کان سننا شروع کر دیتے ہیں اور یوں انسان کا قلب ... ایسی حقیقتوں کا اوراک کرنے لگتا ہے جو عقل و حواس میں نہیں آسکتے جیسے امام غزالی فرماتے ہیں۔

وَوَرَاءُ الْعَقْلِ طَوْرٌ آخَرُ
يَنْفَتِحُ فِيهِ عَيْنٌ أُخْرَىٰ
فَيُبْصَرُ بِهَا الْغَيْبُ وَمَا
سَيَكُوْنُ فِى الْمُسْتَقْبِلِ
وَأُمُوْرٌ آخَرُوَ الْعَقْلُ مَعْزُوْلٌ
عَنْهَا

اور عقل کے سوا ایک اور ذریعہ ہے جس میں باطنی آنکھ کھل جاتی ہے اس کے ذریعہ غیب اور مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کو دیکھ لیا جاتا ہے اور ان کے علاوہ دیگر امور کو بھی دیکھ لیتا ہے جن کے اوراک سے عقل قاصر ہے

الجواب :- سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ دفتراول مکتوب نمبر 244 میں فرماتے ہیں کہ لطائف میں تصفیہ و تزکیہ حاصل ہوتا ہے وہ بھی علوم نبوت سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ تزکیہ و تصفیہ کا حاصل ہونا ان اعمال صالحہ کے بجا لانے پر موقوف ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پسند و

marfat.com

ناپسند بعثت کے بغیر معلوم نہیں سکتی پس ثابت ہوا تزکیہ قلب و لطائف کی حقیقت بعثت پہ موقوف ہے اور وہ صفائی جو کافروں اور فاسقوں کو حاصل ہے وہ نفس کی صفائی ہے نہ کہ قلب کی صفائی' صفائی نفس سے گمراہی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بعض امور غیبیہ کا کشف جو صفائی نفس کے وقت کافروں اور فاسقوں کو حاصل ہوتا ہے وہ استدراج ہے جس سے مقصود ان لوگوں کی خرابی اور خسارت ہے۔

انسان کے تمام علوم سوا نبوت کے خطا سے محفوظ نہیں :- حواس سے حاصل ہونے والے محسوسات ہوں یا عقل سے حاصل ہونے والے مدرکات خواہ وجدان سے حاصل شدہ مکاشفات تمام کے تمام خطاء و غلطی سے محفوظ نہیں امام ربانی قدس اسرارہ مذکورہ بالا مکتوب میں فرماتے ہیں کہ عقل اگرچہ تزکیہ و تصفیہ سے خالق تعالےٰ سے مناسبت و اتصال پیدا کر لیتی ہے لیکن یہ تعلق جو اس کا مادی صورت کے ساتھ ہے پوری طرح دور نہیں ہوتا اور اس کو پورا پورا تجرد حاصل نہیں ہوتا قوت غضبی اور شہوتی اس کے ساتھ رہتی ہے سہو نسیاں جو انسان کی ایک لازمی صفت بن چکی ہے اس سے دور نہیں ہوتی اور خطاء غلطی جو اس جہاں کا خاصہ ہے اس سے الگ نہیں ہوتے لہٰذا حواس و عقل قابل اعتماد نہیں

اور بعض اوقات ان علوم میں جو روحانی تلقی (لطائف کے ذریعہ) سے حاصل ہوئے ہیں محسوس ہوتا ہے کہ قویٰ اور حواس کے ساتھ ان کی تبلیغ کی اثنا میں بعض مقدمات مسلمہ غیر صادقہ جو وہم و خیال وغیرہ کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں۔ ان علوم میں اس طرح مل جاتے ہیں کہ ان میں امتیاز نہیں کر سکتے ان کے مقدمات کے مل جانے کا کبھی علم ہو جاتا ہے اور کبھی علم نہیں ہوتا لہٰذا یہ علوم کشفیہ بھی ان مقدمات کے مل جانے کی وجہ سے جھوٹ کی خشیت پیدا کر لیتے ہیں اور اعتماد کے قابل نہیں رہتے دو صوفیوں کے کشف میں اختلاف ہو جاتا ہے ایک کا کشف دوسرے کے برعکس ہوتا ہے جیسا کہ وحدت الوجود وحدت الشہود سے عیاں ہوتا ہے لہٰذا علوم کشفیہ بھی اجتہاد کی طرح خطاء سے مستثنیٰ نہیں لہٰذا قابل اعتماد نہیں پس اگر خطاء' قوت غضب' شہوت

marfat.com

اور وہم و خیال سے پاک علم ہے تو وہ صرف علم نبوت ہی ہے۔

نمبر 4 تکمیل عمل:- قبل ازیں گفتگو ہو چکی ہے کہ جس طرح انسانی علوم حقائق و معارف کائنات اور معرفت خداوندی سے قاصر ہیں اس طرح عمل کی تکمیل بھی نبوت کے بغیر ناممکن ہے

اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ ہم نے جس رسول کو بھی دنیا میں مبعوث کیا تو اس کی غرض یہی تھی کہ انسان اس کی سیرت و کردار کی پیروی کرے

نیز نبی و رسول کے عمل کو دیکھ کر انسان اپنے اعمال کی اصلاح کر سکے اسی بناء پر قرآن مجید صرف علم کو ہی نجات کا ذریعہ نہیں بناتا بلکہ اس مقصد کے لئے جدوجہد اور عمل کو لازمی قرار دیتا ہے۔

وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُہٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ۔ اور اسے کہہ دیجئے کہ عمل کرتے رہو، خدا اور اس کا رسول اور مسلمان سب تمہارے اعمال کو دیکھ لیں گے۔

اس آیت سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے خدا، رسول اور تمام مومنین تمہارے علم کو اعمال کے سانچے میں ڈھلا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں اور یہی مدار نجات ہے۔

نجات کے لئے کتاب کافی نہیں:- اگر کسی کے ذہن میں سوال پیدا ہو رہا ہو اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کی بجائے صرف کتابوں اور صحیفوں کو نازل فرما دیتا ان سے انسان نجات حاصل کر لیتے اور معرفت خداوندی نصیب ہو جاتی تو اس کا جواب یہ ہے عرفان اور عمل کے لئے کتاب کافی نہیں تھی کیونکہ کتاب صرف احکام کا علم دیتی ہے اس کی تشریح نہیں کرتی مثلاً" قرآن حکیم نماز کا حکم دیتا ہے مگر اسکی تشریح نہیں کرتا کہ اس کی کتنی رکعات ہیں ارکان شرائط و واجبات کیا ہیں پہلے کونسا رکن ادا کرنا ہے اسی طرح روزہ۔ زکوۃ اور حج کے احکام تو کتاب اللہ نے بیان کئے اور اس کی تشریح نہیں کی اسکی وضاحت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول، عمل سے ہوتی ہے۔

marfat.com

نکتہ :- اس تشریح معلوم ہو گیا جہاں قرآن کریم کتاب الٰہی ہمارے لئے حجت ہے اس طرح حدیث رسول بھی ہمارے لئے حجت ہے اور منکرین حدیث کے لئے اس میں کھلا چیلنج ہے کہ بغیر حدیث یعنی نبی کی سیرت و کردار کے بغیر قرآن پر عمل کر کے دیکھائیں۔

نمبر 5 **مقصد تخلیق اور ضرورت رسالت** :- ہر شی کی تخلیق کسی مقصد کے تحت ہوئی ہے بے مقصد کوئی شے پیدا نہیں ہوئی بلکہ مظاہر قدرت میں۔ غور و فکر کرنے کے متعلق ارشاد ربانی ہے

اَلَمْ یَنْظُرُوا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ مِنْ شَیْءٍ

کیا انہوں نے نہیں دیکھا آسمانوں اور زمین کی بادشاہت میں جو چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں

جب انسان کائنات کی آیات و بینات میں تفکر و تدبر کرتا ہے تو اللہ تعالٰی کی معرفت نصیب ہوتی ہے تو پکار اٹھتا ہے۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا

اے ہمارے پروردگار تو نے اس مخلوق کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا

تو پھر حضرت انسان بھی بے مقصد پیدا نہیں ہوا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمام مخلوق اس کے مفاد کے لئے بنی ہو اور اور یہ بے مقصد ہو تو اس کو اپنے مقصد تخلیق کی پہچان نہ عقل اور سائنس سے ہو سکتی اور نہ ہی کسی اور زریعہ سے لہٰذا اللہ جل مجدہ و تعالٰی نے اس کو اپنے مقصد حیات کی پہچان کے لئے انبیاء و رسل کا انتظام فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ معلوم ہوا کہ اس کا مقصد حیات کیا ہے قرآن فرماتا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا

اور میں نے جنات اور انسانوں کو

marfat.com

لِيَعْبُدُوْنَ . پیدا کیا کہ وہ میری بندگی کریں

نبوت و رسالت کا انکار اللہ تعالیٰ کی سخت ناقدری ہے جیسا کہ خود احکم الحاکمین اس مضمون کو سورت الانعام میں واضح الفاظ میں ارشاد فرما رہا ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِذْ قَالُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِنْ شَيْئٍ

ان لوگوں نے خدا کی قدر شناسی کا حق ادا نہ کیا جب انہوں نے یہ کہہ دیا کہ خدا نے کسی انسان پر وحی نازل نہیں کی

بہرحال انسان کو اس مقصد حیات اور اس کی تخلیق کی غرض و غائت سمجھانے کے لئے عقل سلیم رسالت کو ناگزیر سمجھتی جسے رب العزت نے اپنے فضل و کرم سے پورا فرما دیا۔

نبی کی اصطلاح شریعت میں تعریف :- اصطلاح شرع میں نبی اس انسان کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ اپنے احکام کی تبلیغ کے لئے مخلوق کے پاس بھیجا ہو۔ شرح عقائد نسفی میں ہے

هُوَ اِنْسَانٌ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلَى الْخَلْقِ لِتَبْلِيْغِ الْاَحْكَامِ

اور اللہ اس کی تائید معجزہ سے فرماتا ہے ہر نبی کے لئے معجزہ ضروری ہے کیونکہ سچے اور جھوٹے کے درمیان فرق معجزہ سے ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ جھوٹے پر کوئی امر خرق عادت ظاہر نہیں فرماتا اگر سچے نبی کے صدق پر بھی کوئی امر خارق ظاہر نہ کیا جائے تو سچے نبی اور جھوٹ کے درمیان امتیاز کس طرح ہو گا

نبی اور رسول میں فرق :- علم کلام کے علماء نے نبی اور رسول کے درمیان فرق بیان کیا ہے۔ نبی اس انسان کو کہتے ہیں جس پر وحی اتری ہو عام ازیں کہ اس پر کتاب اتری ہو یا نہیں اور رسول وہ مخص ہوتا ہے جو کتاب اور وحی دونوں کا حامل ہو

عقیدہ :- انبیاء علیہم السلام دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں

marfat.com

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰۤئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں

لٰہذا نبی زمین پر خدا کا نائب ہوتا ہے اور مطلق خلیفہ بن کر آتا ہے لٰہذا تو نبی کا قول خدا کا قول ہوتا ہے نبی کا فعل خدا کا فعل۔ رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔

قارئین و ناظرین حضرات۔ اب میں اسے مختلف پہلوؤں سے بیان کرتا ہوں

رسول بحیثیت نمونہ عمل :۔ قرآن مجید نے رسول اکرم ﷺ ایک رہبرو رہنما سے بھی پیش کیا ہے کہ وہ احکام الٰہی کے لئے مخلوق کے واسطے نمونہ عمل بنے جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

یقیناً" تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ عمل ہے"۔

انسان نے کس طرح زندگی بسر کرنی ہے اس کی خلوت و جلوت سفر و حضر کیسے ہونے چاہیں اس کی انفرادی اور اجتماعی معاشرت کیسی ہونی چاہیے اللہ تعالیٰ کے احکام اور امرو نواہی پر کیسے عمل کیا جائے یہ سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اعمال و اقوال سے معلوم کیا جائے کہ اس بارے میں آپ کا کیا عمل یا کیا فرمان ہے۔

آپ ؐ کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے :۔ اس لئے تو آپ کی اطاعت کو رب کائنات کی اطاعت قرار دیا گیا چنانچہ قرآن حکیم میں ہے

وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ

اور جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی

marfat.com

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آقائے نامدار ﷺ کی اطاعت رب تعالیٰ کی اطاعت ہے اور بخاری شریف کی ایک طویل کے آخری جملے ہیں

فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّداً فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصٰہُ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ

تو جس نے رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے آپ کی نافرمانی کی تو یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی

رسول کی اتباع :- قرآن حکیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا بھی حکم دیا ہے چنانچہ فرمایا

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اے پیارے۔ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع (پیروی) اختیار کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے وہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اتباع و اطاعت میں فرق :- اطاعت میں صرف حکم کی بجا آوری ہوتی ہے اور عمل کی نہیں اور اتباع میں حکم اور عمل دونوں کی بجا آری ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات عمل سے پاک ہے اس لئے اس نے اپنے حکم کی پیروی کے لئے صرف اطاعت کا لفظ استعمال کیا ہے جیسا کہ

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ

اور تم اللہ اور رسول کا حکم مانو

marfat.com

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (۱) — تاکہ تم پر رحم کیا جائے

نیز فرمایا

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكَافِرِیْنَ۔

ان سے کہہ دو کہ اللہ و رسول کی اطاعت کرو پھر اگر وہ تمہاری نافرمانی کریں تو بیشک اللہ کفار کو پسند نہیں کرتا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طاعت بھی ضروری ہے اور اتباع بھی ضروری ہے کیونکہ اطاعت حکم کی بھی ہوتی اور عمل کی بھی اور اتباع صرف عمل کی ہوتی اور صحیح اتباع اس وقت تک ممکن نہیں جب تک حکم نمونے کے سانچے میں ڈھل کر سامنے نہ آئے اس لئے اتباع صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی ہو سکتی ہے۔

مثلاً اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے کا حکم دیا اور خود پڑھنے سے پاک ہے اور سید کون و زمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کے ساتھ پڑھ کر بھی دیکھائی کہ نماز ادا کرنے کا یہ طریقہ ہے جیسا کہ فرمایا

صَلُّوْا كَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ — نماز پڑھو جیسے مجھے پڑھتا دیکھتے ہو

قل ان کنتم تحبون آیت میں یہ واضح کر دیا گیا کہ اگر تمہیں میری خوشنودی مطلوب ہے تو میرے نبی کی اتباع کرو۔ میرے نبی کی غلامی کا طوق اپنی گردنوں میں ڈال لو۔ تمہیں میری رضا حاصل ہو جائیگی اسی بناء سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی یَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہشات ان تعلیمات کے تابع نہ ہو جائیں جنہیں میں لے کر آیا ہوں

marfat.com

گویا جب تک انسان اپنی تمام خواہشات' آرزوں تمناؤں کو آپ کے قدموں پر قربان نہ کر دے اس وقت تک ان کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔

حج کے حکم میں آپ کا نمونہ :- قرآن حکیم تو ارشاد فرماتا ہے

لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيلًا

اور لوگوں پر اللہ کا فرض ہے کہ جو اس کے گھر تک جانے کی طاقت رکھتا ہے وہ اس گھر کا حج کرے

اس آیت سے حج کی فرضیت تو ثابت ہو رہی ہے مگر ارکان مناسک حج اور حج کا صحیح طریقہ کسی کو معلوم نہیں سرور زمین و زمان ﷺ نے ہمیں یہ بتایا کہ

خُذُوا عَنِّیْ مَنَاسِکَکُمْ

مجھ سے حج کے مناسک سیکھو

روزہ اور رسالت :- قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

تم سے جو رمضان کا مہینہ پائے تو وہ اس کے روزے رکھے

صیام :- کا لغت میں معنی ہے رکنا۔ اب یہ معلوم نہیں کس کس چیز سے رکنا ہے نیز فرمایا فجر سے شام تک کھانے پینے تو وہ کون سے چیزیں ہیں جن کے کھانے پینے سے رکنا ہے۔

الغرض زکوۃ۔ صدقات۔ جہاد اور دیگر عبادات اور اعتقادات کی ہے مگر اسلام تو دین و یہ اجتماع دونوں کا جامع ہے اس وجہ سے آپ نے دینی مسائل کے ساتھ ساتھ دینوی معاملات بھی با حسن وجوہ بیان کر دیئے جیسا کہ آپ کی ازدواجی زندگی سے عائلی معاملات کا پتہ چلتا ہے۔ ہمسایہ کے حقوق - بڑوں کا ادب۔ بچوں سے شفقت یہاں تک کہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو تشنہ رہا ہو اور آپ کا عملی پہلو اس میں موجود نہ ہو

marfat.com

رسول صلی اللہ علیہ وسلم شارع کی حیثیت سے :- مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا ایک سب سے اہم ترین پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قانون ساز اور صاف صاف الفاظ میں تشریحی اختیارات عطا فرما دیئے ہیں۔ قرآن کریم نے امرو نہی تحلیل و تحریم کا آپ کو اختیار دیا ہے اس بارے میں فرمایا۔

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلَالَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ

وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے برائی سے روکتا ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال۔ اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو ان پر لادے ہوئے تھے اور بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے ہیں

نیز فرمایا

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ اس سے ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا والا ہے

قرآن مجید کے علاوہ ایسی احادیث میں بھی کوئی کمی نہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام معاملات میں مسلمانوں کو اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنی چاہیے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا

اِنَا اَمَرْتُكُمْ بِاَمْرٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوْا

جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اس پر عمل کرو اور جس جس سے بات

marfat.com

سے منع کر دوں تو اس سے باز
آجاؤ

دوسری حدیث شریف میں ہے۔

تَرَكْتُ فِيكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ يُضِلُّوا مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّتُهُ رَسُوْلِهٖ

میں نے تم دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک ان دونوں کے پابند رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ کتاب اللہ اور اس کے رسول کی سنت ہے

اس حدیث میں قرآن کے ساتھ ساتھ سنت رسول ﷺ کو بھی قانون شریعت میں رکھا یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب خود رسول ﷺ کی ذات کو قانون ساز اور شارع تسلیم کیا جائے۔ کیونکہ آپ کے قول و فعل اور تقریر کا ہی نام سنت ہے
تیسری حدیث شریف میں ہے جس کے راوی مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ ہیں ارشاد ہے

اَلَا يُوْشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانٌ عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ مَا وَجَدْتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَلَالٍ فَهُوَ فَاَحِلُّوْهُ وَمَا وَجَدْتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ وَاِنَّمَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ

کوئی پیٹ بھرا اپنی مسند پر تکیہ... لگائے بیٹھا یہ کہنے لگے کہ صرف قرآن کے پابند رہو اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جسے حرام پاؤ اسے حرام سمجھو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے حرام کیا وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کی طرح ہے

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا

marfat.com

ان احادیث مبارکہ پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ تعالیٰ کی طرح کچھ چیزوں کو حلال اور کچھ حرام فرمایا ہے جن سے آپ کی قانون ساز اور شارع کی حیثیت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے

شواہد:- حجتہ الوداع کے موقعہ پر حضور اقدس ﷺ حج کی فرضیت فرما رہے تھے کہ اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا

اَلِعَامِنَا هٰذَا اَمْ لِلْاَبَدِ — کیا اسی سال کے لئے فرمایا یا ہمیشہ کے لئے

تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اگر ہر سال کہہ دوں تو ہر سال کے لئے فرض ہو جائے۔

5- حجتہ الوداع کے موقعہ پر حضور انور ﷺ حرم مکہ کے احکام بیان فرما رہے تھے ارشاد فرمایا اس کا میدان نہ صاف کیا جائے یعنی گھاس نہ کاٹی جائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا

اِلَّا الْاِذْخَرَ فَاِنَّهٗ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ — یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذخر کے سوا کہ یہ انکی بھٹی کے لئے اور ان کے گھروں کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

تو آپ نے فوراً بلا تاخیر اذخر کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا۔

اَلَا وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ قَدْ اَمَرْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ اَشْيَاءَ اَنَّهَا كَمِثْلِ الْقُرْاٰنِ — غور سے سنو۔ خدا کی قسم میں نے کچھ چیزوں کا حکم دیا ہے اور کچھ سے منع کر دیا ہے بیشک وہ قرآن کی مانند ہیں

marfat.com

○ - امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ ایک شخص اس شرط پر مسلمان ہوئے کہ وہ دن میں صرف دو نمازیں ادا کریں گے تو آپ نے اسے قبول فرما لیا۔ کیا کسی قانون ساز یعنی قانون کی تشریح کرنے والے کی یہ حیثیت ہے اللہ تعالیٰ کی فرض کی ہوئی تین نمازیں کسی کو معاف کر دے۔

اسی طرح حضرت خزیمہ کی شہادت کو دو کے برابر کیا۔ حضرت براء کے لئے سونے کی انگوٹھی۔ سراقہ کے لئے سونے کا کنگن اور حضرت عبدالرحمان بن عوف کو خارش کی حالت میں ریشمی لباس پہننا حلال قرار دیا۔

○ اسی لئے ائمہ امت نے صراحت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اختیار دیدیا ہے کہ اپنی طرف سے جو چاہیں اور جس کے لئے چاہیں مشروع فرما دیں۔

رسول بحیثیت قاضی :- اللہ تعالیٰ نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف مسلمانوں کا ہی نہیں بلکہ سب انسانوں کے لئے منصف اور قاضی بنایا ہے اور یہ حیثیت آپ کی رسالت کا ایک حصہ ہے کوئی مسلمان آپ کے نافذ کردہ فیصلوں سے سرتابی نہیں کر سکتا اور ایسا کرنا کفر صریح ہے اور نہ ہی دل تنگی محسوس کر سکتا ہے کہ یہ بھی اس کے ایمان کے منافی ہے اور جھگڑوں میں انصاف حاصل کرنے کے لئے جہاں اللہ تعالیٰ کی رجوع کرنے کا حکم دیا گیا یعنی رسالت مآب ﷺ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُ

اے نبی ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ اتاری تاکہ جو راہ (رسالت) اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیکھائی ہے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں

marfat.com

نیز فرمایا

وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنْ کِتَابٍ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ

اور ان سے کہدو کہ اللہ تعالیٰ نے جو کتاب بھی اتاری میں اس پر ایمان لایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان انصاف سے فیصلے کروں

یعنی میں خدا کا مقرر کیا ہوا قاضی اور مصنف جج ہوں تمہارے درمیان انصاف کرنا میری ذمہ داری ہے

دوسری جگہ ارشاد فرمایا

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

تیرے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی جھگڑوں میں تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سربسر تسلیم کرلیں

marfat.com

عصمت انبیاء

عقیدہ:۔ بعثت سے قبل اور بعد نبی سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا نہ کبیرہ نہ صغیرہ نہ عملاً نہ سہوا البتہ نسیان اور اجتہادی خطاء نبی کے حق میں جائز ہے۔

ہر نبی کا ایک اہم اور مرکزی وصف عصمت ہے یعنی گناہوں سے معصوم ہوتا ہے اسی صفت کی بناء پر شریعت کی تعمیر ہوئی ہے اگر عصمت کو نبوت کی حقیقت سے الگ کر دیا جائے تو اسکے لائے ہوئے دین کا کوئی مفہوم باقی نہیں رہتا سید میر شریف جرجانی نے شرح مواقف اور علامہ سعد الدین التفتازانی نے شرح مقاصد میں عصمت کی یہ تعریف کی ہے " گناہوں کے تمام مقاصد اور نیکیوں کے تمام فوائد پر نظر رکھنے کی وجہ سے نبی کو ایک ایسا ملکہ مل جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ معصیت پر قدرت کے باوجود اس سے بچا رہتا ہے اور جوں جوں اس کے سینہ پر وحی الہی کی بارش ہوتی ہے اللہ تعالیٰ سے رابطہ قوی ہوتا ہے تو اس وصف میں قوت پیدا ہوتی جاتی ہے انبیاء علیہم السلام کی عصمت پر علماء اسلام نے عقلی و نقلی کثیر دلائل ذکر کئے ہیں

عقلی دلائل میں سے چند ایک درج ذیل ہیں

1- نبی کے تمام افعال و اقوال دلیل شرعی ہوتے ہیں۔ اگر اس کے اقوال و افعال میں معصیت آجائے تو ان سے اعتماد اٹھ جاتا ہے۔

2- نبی کے صدق پر معجزہ دلیل ہوتا ہے اگر نبی جھوٹ بولے تو معجزہ سے اعتماد ختم ہو جائے گا

3- اگر نبی سے فسق کا صدور ہوتا تو اس کی پیروی حرام ہو گی حالانہ امت پر نبی کی پیروی واجب ہے

4- اللہ تعالیٰ کو اس چیز پر سب سے زیادہ ناراضگی آتی ہے کہ انسان جو کہے خود اس پر عمل نہ کرے اگر نبی کا اپنا دامن شر سے محفوظ نہ ہو اور لوگوں کو خیر کی تلقین کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستحق ہو گا حالانکہ نبی سے زیادہ اللہ تعالیٰ کسی پر راضی نہیں ہوتا۔

marfat.com

5- اگر انبیاء علیہم السلام میں عصمت نہ ہوتی تو ان کی گواہی قبول نہ ہوتی حالانکہ انکی گواہی کا قبول کرنا واجب ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر گواہ ہوتے ہیں۔

6- انبیاء علیہم السلام فرشتوں سے برتر ہیں اور جب فرشتے معصوم ہیں تو انبیاء کی عصمت بوجہ اتم ثابت ہوتی ہے۔

7- شیطان نے بھی خدا کے سامنے اعتراف کیا کہ وہ گروہ انبیاء علیہم السلام کو گمراہ نہ کرسکے گا (نبراس شرح شرح العقائد نسفی صفحہ 456)

عصمت پر نقلی دلائل :- انبیاء علیہم السلام کی عصمت پر نقلی دلائل سے بھی ثابت قرآن مجید میں ہے۔1- قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ۔ فرمایا میرا عہد (امامت) ظالمین کو نہیں ملے گا جب منصب امامت ظالم کو نہیں مل سکتی تو منصب نبوت جو اس سے افضل تر ہے وہ کیسے مل سکتی ہے

2- وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ وہ (نبی علیہ السلام) اپنی خواہش سے نہیں بولتے بلکہ وہ وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب نبی اپنی مرضی سے بولتا ہی نہیں اس کی ہر بات وحی خدا ہوتی ہے تو لازماً اس کے افعال بھی خدا کی مرضی کے مطابق ہونگے تو ان سے گناہ کیسے سرزد ہو سکتا ہے۔

3- مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو تمہیں حکم دیں وہ قبول کرلو جس سے منع کردیں اس سے رک جاؤ

اس آیت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبی واجب الاتباع ہوتا ہے اور اس کا ہر قول پر عمل لازم ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نبی ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا

قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكْتُبُ كُلَّهَا أَسْمَعُ مِنْكَ قَالَ نَعَمْ

میں نے عرض کیا آپ کی جو بات بھی سنوں لکھ لیا کروں فرمایا

marfat.com

قُلْتُ فِی الرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ قَالَ نَعَمْ فَاِنِّیْ لَا اَقُوْلُ فِی ذَالِکَ کَلِمَتُہٗ اِلَّا حَقٌّ

ہاں میں نے عرض کیا خواہ خوشی کی حالت فرمائیں یا ناراضگی میں آپ نے فرمایا ہاں بیشک اس زبان سے کلمہ حق کے بغیر کچھ نہیں نکلتا (رواہ احمد وابوداؤد والحاکم وصحہ)

زلات :- باقی رہا جن روایتوں میں انبیاء علیہم السلام کی نسبت گناہ کرنا آیا ہے ان کو زلات کہتے ہیں ان کے متعلق اہلسنت و الجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اگر وہ روایات خبر واحد ہیں تو ان روایات کا اعتبار نہ ہو گا اور اگر بتواتر منقول ہیں تو وہ قبل از نبوت خطاء اجتہادی پر محمول ہونگی۔

جو قرآن حکیم میں حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت فرمایا **وعصی آدم ربہ فغوی** یا موسیٰ علیہ السلام کی نسبت مذکور ہے کہ انہوں نے ایک قبطی کو مکا مارا اور وہ مرگیا یا یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی نسبت مذکور ہے کہ جناب یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالا اور پھر نکال کر چند کھوٹے سکوں میں فروخت کر دیا یا داؤد علیہ السلام کی نسبت لکھا ہے کہ ان کے پاس دو فرشتے فتویٰ پوچھنے آئے کہ میری ایک دنبی ہے میرے اس بھائی نے چھینا اور اس کے پاس ننانوے دنبیاں موجود ہیں اور اسکی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ داؤد علیہ السلام نے ایک سپاہی کی بیوی کو دیکھا جو کہ خوبصورت تھی پسند آئی اس کے شوہر کو جہاد میں بھیج دیا قضاء" وہ شہید ہوا پھر داؤد علیہ السلام نے اس عورت سے نکاح کر لیا تو یہ فتویٰ اس امر کا تھا یا یونس علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے کہ بے حکم الٰہی اپنی قوم سے عذاب الٰہی آنے کا دن مقرر کر دیا تھا جب سمجھے تو گھبرائے کہ اگر مقررہ روز عذاب نہ آیا تو میری رسوائی ہو گی لٰہذا وہاں سے نکل گئے راستہ میں دریا میں گرائے گئے اور مچھلی نے ان کو لقمہ بنا لیا پھر وہاں استغفار کیا پھر باہر آئے یا جناب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے متعلق مذکور ہے کہ آپ نے آفتاب کو دیکھ کر یہ فرمایا ھذا ربی کہ یہ میرا رب ہے اور یہ ظاہر شرک کی صورت

marfat.com

ہے یا بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم نے تین بار جھوٹ بولا۔ ایک بار جب ان کی قوم نے عید پر جانے کی دعوت دی تو آپ نے فرمایا انی سقیم (میں بیمار ہوں) پھر جب وہ لوگ واپس آئے تو دیکھا چھوٹے بتوں کو کسی نے توڑ ڈالا ہے اور بڑے کے کندھے پر کلہاڑی رکھی ہوئی ہے اور قوم نے آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ان کے بڑے نے کیا ہے یہ دوسرا جھوٹ تھا تیسرا جب کافر بادشاہ نے آپ کی حسین بیوی چھین لی تو آپ سے پوچھا یہ کون ہے تو آپ نے فرمایا "ھی اختی" یہ میری بہن ہے۔ وغیرہ

جواب:- ان مذکورہ بالا میں سے بعض گناہ نہیں گو بظاہر گناہ معلوم ہوتے ہیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبطی ظالم کو جو ایک اسرائیلی پر ظلم کر رہا تھا اسکی اعانت کے لئے مکا مارنا گناہ نہ تھا بلکہ واجب تھا مگر قضائے الٰہی سے مرگیا لیکن موسیٰ علیہ السلام کی اولوالعزمی کی نسبت گو موسیٰ علیہ السلام محض بے خطا تھے ایک قسم کا نقصان تھا آخر استغفار کیا خدا نے اس بھول چوک کو معاف کر دیا

اسی طرح داؤد علیہ السلام کا قصہ محض بے اصل ہے یہود کی کتاب سموئیل میں کسی نے لکھ دیا ہے اس کی تقلید سے ہماری روایات کے ناقلین نے اس کو قرآن مجید کی ان آیات کی تفسیر میں درج کر دیا جو سورۃ ص میں دو شخصوں کا حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس دشمیوں کا جھگڑا لانے اور اس کے انصاف چاہنے اور حضرت داؤد علیہ السلام کا دل میں ان کے بے حجابانہ آنے سے بے خود ہونا اور پھر اس کو آزمائش سمجھ کر سجدے میں گرنے معاذ خدا سے مانی مانگنے کی بابت مذکور ہے محققین اسلام نے صاف لکھا ہے کہ یہ قصہ محض جھوٹ ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ھذا ربی استہزاءً کفار کو الزام دینے کے لئے فرمایا تھا نہ کہ اعتقاداً" یا اس کے قبل ہمزہ استفہام محذوف ہے اھذا ربی کیا یہ میرا رب ہے کہ جیسا کہ اس سے قبل آیت میں فرمایا۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ الایہ ہم نے اول عمر سے ہی ابراہیم کو رشد عطا کر دیا تو رشد کے معانی ہے کہ آپ آفتاب کو خدا سمجھیں

marfat.com

اسی طرح وہ مذکورہ بالا تینوں جھوٹ نہ تھے بلکہ توریہ تھے کیونکہ آپ حقیقتہ" بیمار نہ تھے بلکہ ان کی حرکات سے دل بیمار تھا آپ ان کی حرکات سے کڑھتے یہ خالق حقیقی کو چھوڑ کر اپنے ہاتھ سے بنائے ہوؤں کے سامنے کیوں سجدہ ریز ہوتے ہیں یہ ظاہری بیماری سے زیادہ تکلیف دہ تھی یہ جھوٹ نہیں اور واقعی سب سے بڑے نے جو اللہ تعالیٰ ہے چھوٹے بتوں کو زخمی کر دیا کیونکہ بندہ کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا صراحتہ" نہ کہا بلکہ ذو معینین بات کہہ گئے تاکہ دو مطلب حاصل ہو جائیں اسی طرح اپنی اہلیہ محترمہ کو بہن کہنا بھی جھوٹ نہ تھا کیونکہ وہ آپ کی چچا زاد بہن تھی اگر اس موذی کے دفع شر کے لئے بہن کہا تو کچھ جھوٹ نہ تھا۔

اور سید نا یونس علی نبینا و علیہ السلام کا بلا امر ربی وعدہ کر دینا گناہ نہ تھا کیونکہ نبی کی بعثت کا مقصود لوگوں کو جنت کی بشارت اور انکار پر عذاب سے ڈرانا ہوتا ہے گھر سے چلا جانا علو شان کے منافی تھا لہٰذا عتاب آیا استغفار کیا معاف ہو گیا۔

اور جناب ابو البشر آدم علیہ السلام کا درخت سے کھانا اجتہادی خطا تھی کہ **ھذہ الشجرۃ** ھذہ اسم اشارہ جو قریب کے لئے استعمال ہوتا ہے آپ نے اس سے مخصوص درخت سے مراد لیا اور اس درخت کی جنس کے دوسرے پیڑ سے کھا لیا جب کہ ھذہ کا اشارہ مخصوص شجرہ نہ تھا بلکہ مخصوص جنس مراد تھی یا نسیان سے کھایا تھا جیسا کہ نسی کے الفاظ سے واضح ہے نسیان کی وجہ بھی یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین کا خلیفہ بنایا **کما قال انی جاعل فی الارض خلیفتہ** اور جنت میں بھیج دیا اب کسی بہانے سے نکالنا تھا تاکہ زمین میں خلافت کا تاج آپ کے سر پر رکھا جا سکے نیز۔ تاکہ قوت بشریہ کی کمزوری اور خدا کی مغفرت کی قوت و غلبہ کا اظہار ہو سکے۔

انہ لیغان علی قلبی کی تشریح :۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیشک میرے قلب پر حجاب آجاتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دن سو بار استغفار کرتا ہوں۔ اسے امام احمد' مسلم' ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے

علامہ مناوی رقمطراز ہیں :۔ لیغان غین سے مشتق ہیں جس کا معنی خطا اور ستر ہے۔ بیشک میں اللہ تعالیٰ سے دن میں سو بار استغفار کرتا ہوں۔ علامہ شاذلی نے کہا یہ غین

marfat.com

انوار کا ہے نہ غین اغیار آپ کیونکہ ہمیشہ ترقی پذیر ہیں (**کما قال اللہ للاخرۃ خیرلک من الاولیٰ**) آپ کی ہر پچھلی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے)۔ جب معارف کے انوار دل پر نازل ہوتے ہیں تو اس سے بلند درجے پر فائز ہوتے ہیں۔ تو پہلا درجہ زم و غین معلوم ہوتا ہے (الی آخرۃ) یہ عین حجاب ہے نہ عین وہم۔ آپ تجلیات کے انوار میں مستغرق ہو جاتے ہیں تو اس سے حضور غائب ہو جاتا ہے تو اس ستر حال سے آپ استغفار کرتے ہیں اس لئے کہ خواص کو اگر ہمیشہ حضوری رہے تو سلطان حقیقت کے جلوے ناقابل برداشت ہو جائیں لہٰذا ان کے لئے ستر رحمت اور عوام کے لئے حجاب اور نعمت ہے۔ (جواہر البحار اردو حصہ سوم 394)

شرح فقہ اکبر صفحہ 75 میں ملا علی قاری علیہ رحمت الباری نے اس کی اور بھی تاویلات بیان فرمائی ہیں۔نیز حضور علیہ السلام کے متعلق جو قرآن میں فرمایا ہے خدا تیرے گناہ معاف کرے تو اس کا جواب یہ ہے آپؐ اپنی امت کے گناہوں کے بخشے جانے کے لحاظ سے اپنے گناہ سمجھتے تھے سفارش کرنے والا ملزم کی طرف سے کہہ دیا کرتا ہے کہ حضور میرے جرم معاف کریں اور خاص حضور علیہ السلام کے ہی گناہ قرار دیئے جائیں تو راہ عشق الٰہی میں تقصیرات بشریہ ہیں (عقائد الاسلام حقانی)

زلات کی حکمتیں :۔ انبیاء علیہم السلام سے زلات سرزد ہونے میں کچھ حکمتیں ہوتی ہیں چند ایک درج ذیل ہیں۔

1۔ یہ کہ وہ ہمیشہ اپنی اس لغزش کو یاد کر کے بہت رویا کریں اور عبادت زیادہ کریں

2۔ کبھی نفس بشری ان کو اپنی عبادت کے غرور میں نہ ڈالنے پائے بلکہ وہ اپنی عبادت کو اس لغزش کی بھی مکافات نہ سمجھیں۔

3۔ اپنی امت کے گناہ دیکھ کر ان سے متنفر ہو جائیں بلکہ ان کو بھی اپنی کثرت استغفار میں شامل کرلیں۔

انبیاء علیہم السلام نے احکام الٰہی میں کمی و بیشی نہ کی :۔ چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے احکامات پہنچانے میں امین ہوتے ہیں اس لئے ان کو دیگر

marfat.com

مخلوق سے ممتاز مقام حاصل ہوتا ہے پس اللہ تعالیٰ کے امین سے محال ہے کہ وہ مخالفین کے ڈر یا کسی اور بناء پر احکام الٰہی کے پہنچانے میں کمی یا بیشی کریں چنانچہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کو اور اس کی فوج کو اور جناب موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے فرعون اور سیدنا و مولانا محمد رسولؐ نے قریش کے باوجود ایذاء دینے کے پورے پورے احکام الٰہی پہنچائے اور ان کی ایذا رسائی کی کچھ پرواہ نہ کی جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یَاایُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَاتَہٗ	اے رسول (ﷺ) جو تیری طرف اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے اسے پہنچا دے پس اگر ایسا نہ کیا تو آپ نے رسالت کی تبلیغ ہی نہیں کی

عقیدہ :- نبی و رسول سے اس کی نبوت و رسالت کی تصدیق کے لئے جو امور اس سے خرق عادت ظاہر ہوتے ہیں انہیں معجزہ کہا جاتا ہے"

خرق عادت امور کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو نبی کا فعل ہو جیسے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی دکھتی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالنا یا اپنے لعاب دہن سے حضرت ابو قتادہ کی نکلی ہوئی آنکھ درست کرنا یا حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی کو جوڑ دینا

دوسری قسم وہ ہے جو نبی کا فعل نہ ہو لیکن اس کا کسی وجہ سے نبی کے ساتھ تعلق ہو جیسے حضور علیہ السلام پر کلام الٰہی کا نازل ہونا یا پتھر کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے لے کر بھاگنا امام غزالی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ جس طرح ہماری ایک صفت ہے جس سے ہمیں حرکات اختیاریہ پر قدرت ہوتی ہے اس طرح انبیاء علیہم السلام کی ایک صفت ہوتی ہے۔ جس کے سبب معجزات ان کے اختیار میں ہوتے ہیں اور سید میر شریف جرجانی فرماتے ہیں کہ صحیح ترین یہی بات ہے کہ معجزہ انبیاء علیہم السلام کا اختیاری ہوتا ہے نبی اکرم ﷺ کے بیشمار معجزات ہیں مگر امام شرف

marfat.com

الدین نووی شارح صحیح مسلم شریف نے آپ کے اظہر و اغلب معجزے باسٹھ بیان کئے ہیں۔

نمبر 1- سب سے زیادہ مشہور و عظیم اور ہمیشہ باقی رہنے معجزہ قرآن مجید ہے کہ جس کا مقابلہ باطل آج تک نہ کر سکا۔

نمبر 2- چاند پھٹنا (شق القمر) (3) آپ کی انگلیوں سے پانی بہنا (4) تھوڑے پانی اور کھانے کا بڑھ جانا

(5) کھانے کا ذکر الٰہی کرنا (6) آپ کے فراق میں کھجور کے تنے کا گریہ کرنا (7) پتھروں کا آپ کو سلام کرنا

(8) بکری کے زہر آلود ران کا آپ کو بتانا کہ میں زہر آلود ہوں

(9) آپ کے بلاوے پر درختوں کا حاضر ہونا

(10) دور دور کھڑے ہوئے دو درختوں کا آپ کے بلانے پر حاضر ہونا اور آپ کے حکم پر دونوں کا آپس میں مل جانا پھر واپس اپنی جگہ چلے جانا

(11) ناتواں بکری کا دودھ والی بن جانا

(12) حضرت قتادہ بن نعمان انصاری کی آنکھ کا ڈیلا لعاب دہن سے لگانا اور آنکھ کا صحیح و سالم ہو جانا

(13) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دکھتی آنکھ کو لعاب دہن سے درست کرنا

(14) حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کے ٹوٹے پاؤں پر اپنا دست شفقت پھیرنا اور اس کا اسی وقت صحیح ہو جانا

(15) روز بدر مشرکین کی قتل گاہ کی نشاندہی کرنا اور آپ کے بتائے ہوئے نشانوں پر ہی ان کا واصل جہنم ہونا

(16) ابی بن خلف کی نسبت خبر دینا کہ وہ مرے ہاتھوں قتل ہو گا۔

(17) اپنی امت کے ایک گروہ کے متعلق خبر دینا کہ وہ سمندر پار کر کے جہاد کریں گے اور یہ کہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا بھی اسی جماعت میں شامل ہوں گی اور یہ اسی طرح واقعہ پیش آیا۔

marfat.com

(18) اطلاع دینا کہ زمین کا مشرق و مغرب جو مجھے بتایا گیا ہے اسے میری امت فتح کرے گی

(19) کسریٰ کے خزانوں کو آپ کی امت راہ خدا میں خرچ کرنے کی خبر دینا

(20) اپنی امت کا دنیا کی رنگینیوں میں کھو جانے کی خبر

(21) روم و فارس کے خزانوں کے مفتوح ہونے کی خبر دینا

(22) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے دو بڑے بڑے اسلامی لشکروں میں صلح کرانے کی خبر دینا

(23) اس کی نسبت خبر دینا کہ شام۔ عراق اور یمن مسلمان فتح کر لیں گے

(24) امت کے کئی فرقوں میں بٹ جانے کی خبر دینا

(25) حجاز کی زمین سے آگ نکلنے کی خبر دینا"

اختصار کے پیش نظر انہیں پر اکتفاء کیا جاتا ہے تفصیل کے لئے جواہر البحار اردو حصہ دوم صفحہ 61 ملاحظہ فرمائیں

عقیدہ :- سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیک وقت نور بھی ہیں اور بشر کی بھی صفت سے متصف ہیں لیکن عام بشر نہیں بلکہ سید البشر اور خیر البشر ہیں۔

برادران اسلام! یاد رکھئے انبیاء علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر سمجھنا کفار کا شیوہ ہے کیونکہ کسی نبی کو اس کے ماننے والوں نے بشر نہیں کہا اسی لئے قرآن نے جا بجا بشر کہنے والوں کو کافر قرار دیا چنانچہ فرمایا

فقال الملاء الذین کفرو امن قومه ماھذا الابشر مثلکم۔

پس (حضرت نوح علیہ السلام کی قوم) کے اکابر کفار نے کہا نہیں ہے یہ مگر تم جیسا بشر

اسی طرح فرعون اور اس کے حواریوں نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہا

الی فرعون و ملائه

فرعون اور اس کے سرداروں کی

marfat.com

فاستکبروا و کانوا قوما عالین فقالوا انؤمن بشرین مثلنا۔

طرف پس انہوں نے تکبر کیا اور وہ قوم تھی ہی متکبر پس کہنے لگے کیا ہم اپنے جیسے دو بشروں پر ایمان لے آئیں" اسی طرح سورت ہود میں حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم نے بھی اپنے جیسا بشر کہا۔

اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام جنس بشریت میں دیگر کے ساتھ شریک ہیں نبوت و رسالت کی فصل کی وجہ سے دوسروں سے جدا ہو گئے سورت کہف کے اخیر میں آقا علیہ السلام کو فرمایا گیا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

کہہ دیجئے میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں

ہدایت و ارشاد کے لئے بطریق تواضع ہے اور جو کلمات تواضع کے لئے کہے جائیں وہ تواضع کرنے والے کے علوشان اعلیٰ منصب کی کوئی دلیل ہوتی ہے چھوٹوں کا ان کلمات کو ان شان میں کہنا یا اس سے برابری ڈھونڈنا ترک ادب اور گستاخی ہے تو کسی امتی کو روا نہیں کہ وہ حضور علیہ السلام سے مماثل ہونے کا دعوی کرے یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ آپ کی بشریت سب سے اعلیٰ ہے اور ہماری بشریت کو اس سے کچھ نسبت نہیں (تفسیر خزائن العرفان)

سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت :- آپ کی نورانیت کے بارے میں قرآن مجید میں ہے کہ

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ

تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین

marfat.com

اس کی تفسیر میں امام فخرالدین رازی رقمطراز ہیں۔

فِیهِ اقوالٌ (الاول) اِنَّ الْمرادَ بِالنُّورِ مُحَمَّدٌ وَ بِالْكِتَابِ الْقرآنُ (والثانی) اَنَّ الْمرادَ بِالنُّورِ اَلْاِسْلَامُ وَ بِالْكِتَابِ الْقرآنُ (والثالث) النورُ وَ الكتابُ هُوَ القرآنُ وَ هٰذا ضَعِيفٌ لِاَنَّ الْعَطْفَ يُوجِبُ الْمُغَايِرَةَ

اس آیت میں کئی اقوال ہیں پہلا کہ بیشک نور سے مراد محمد لانور صلی اللہ علیہ وسلم اور الکتاب سے قرآن مجید۔ دوسرا قول یہ ہے کہ نور سے مراد اسلام اور کتاب سے قرآن تیسرا یہ کہ نور اور کتاب دونوں سے مراد قرآن ہو یہ قول ضعیف ہے کہ اس میں واؤ حرف عطف ہے اور عطف مغائرت کو چاہتا ہے۔

اسی طرح حضرت علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

(قد جاء کم من الله نور) اِلیٰ ظُهُورِ الْحَقِ اِبْطَالُ الْبَاطِل و اُطْلِقَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ والسَّلَامِ لِاَنَّهٗ يَهْتَدِي بِهٖ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّورِ (وَ كِتَابٌ مُّبِينٌ) بَيِّنَ الْاِعْجَازِ وَ بَيِّنَ الْاَحْكَامِ وَ هٰذا شَاهِدٌ لِلْمُتَعَيِّنِ الْاَوَّلِ وَ بَيَانُهٗ اَنَّ الْاَصْلَ فِي الْعَطْفِ الْمُغَايِرَةُ

(تحقیق تمہارے پاس نور آیا)۔ یعنی حق کے ظہور اور باطل کو ملیا میٹ کرنے کے لئے اور حضور علیہ السلام پر نور کا اطلاق اس لئے کیا گیا کہ آپ سے ظلمات میں نور کی طرف ہدایت حاصل کی جاتی ہے (اور مبین) جس کا اعجاز ظاہر ہے اور احکام بیان کرنے والی ہے اور یہ پہلے مطلوب کی دلیل ہے جس کا بیان یہ ہے کہ اصل عطف میں مغائرت ہے

marfat.com

عقیدہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا

جمہور مسلمین کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے جسم اقدس کے لئے تاریک سایہ ثابت نہیں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نور ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا اور نورانیت کا ثبوت یا سایہ کی نفی بشریت کی نفی کو مستلزم نہیں کیونکہ سایہ مطلقاً" بشیرت کو لازم نہیں بلکہ بشریت کثیفہ کے لوازم سے ہے اور نبی آکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کثافت سے پاک ہے اور اس درجہ لطافت میں تھی کہ تاریک سایہ کا سبب نہ ہوتی تھی

علامہ ملا علی قاری رقمطراز ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ یَکُنْ لِرَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم ظِلٌّ وَلَمْ یَقُمْ مَعَ شَمْسٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْئُہٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَلَمْ یَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْئُہٗ عَلٰی ضَوْءِ السِّرَاجِ

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور علیہ السلام کا سایہ نہ تھا اور کبھی سورج کی روشنی میں کبھی چاند کی روشنی میں کھڑے نہ ہوتے مگر آپ کا نور سورج کی روشنی پر غالب آجاتا اور نہ کبھی چاند کی روشنی میں آئے مگر آپ کا نور چاند کی روشنی پر غالب ہوا

(جمع الوسائل صفحہ 147 ج 1 176 - الوفا باحوال المصطفیٰ صفحہ 407 فوائد جلیہ شرح شمائل محمدیہ صفحہ 1 / 36 / ج 1۔

ص اور علامہ یوسف نبہانی تحریر فرماتے ہیں

marfat.com

وَكَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نُوْرًا فَكَانَ اِذَا مَشٰى بِالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَا يَظْهَرُ لَهٗ ظِلٌّ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے پس جب دھوپ یا چاند کی چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نہ ظاہر ہوتا تھا (وسائل الوصول صفحہ 21)

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ عُثْمَانُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّ اللّٰهَ مَا اَوْقَعَ ظِلَّكَ عَلَى الْاَرْضِ لِئَلَّا يَضَعَ الْاِنْسَانُ قَدَمَهٗ عَلٰى ذَالِكَ الظِّلِّ

(تفسیر مدارک صفحہ 321)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ ڈالا کہ انسان کا پاؤں اس پر نہ آجائے

حضرت ذکوان تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَمْ يَكُنْ يُرٰى لَهٗ ظِلٌّ فِىْ شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ۔

بیشک رسول اللہ علیہ وسلم کا سایہ دھوپ میں نظر نہ آتا نہ چاندنی میں (دیکھئے نوادر الاصول زرقانی علی المواہب صفحہ 420 ج 4)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ نے اپنی کتاب خصائص کبریٰ صفحہ 12 / 68 میں اس معنی میں ایک باب وضع کیا ہے کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا اس میں یہ حدیث ذکوان نقل کر کے فرماتے ہیں

قَالَ ابْنُ سَبُعٍ مِنْ خَصَائِصِهٖ

ابن سبع نے کہا حضور علیہ

marfat.com

صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِنَّ ظِلَّہٗ کَانَ لَایَقَعُ عَلَی الْاَرْضِ وَاِنَّہٗ کَانَ نُوْراً فَکَانَ اِذَا مَشٰی فِی الشَّمْسِ اَوِالْقَمَرِ لَایُنْظَرُ لَہٗ ظِلٌّ

السلام کے خصائص مقدسہ سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور آپ محض نور تھے جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا

(تفسیر عزیزی سورت والضحی)

حضرت مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔ سایہ ء ایشاں بر زمین نمے افتاد کہ حضور ﷺ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔

بتواتر ثابت شد کہ آں حضرت عالی سایہ نہ داشتند اور تواتر سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ و ظاہر است کہ بجز نور ہم اجسام ظل مے دارند نہ تھا اور نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں (امداد سلوک صفحہ 85)

عقیدہ :- انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں

حدیث میں آتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ

اللہ تعالٰی نے زمیں حرام فرمایا کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے لہذا اللہ کا ہر نبی زندہ ہے اسے روزی ملتی ہے

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ اس کی شرح کرتے ہوئے اشعتہ اللمعات شرح مشکوۃ جلد اول فرماتے ہیں کہ۔

حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را دروے خلافے نیست حیات

حیات انبیاء کرام علیہم السلام پر سب کا اتفاق ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں کہ ان کی زندگی حیات جسمانی دنیاوی حقیقی

marfat.com

جسمانی دنیاوی حقیقی نه
حیات روحانی معنوی
چنانچه شهداء است

کے ساتھ ہیں شہدائے کرام کی
طرح ان کی حیات معنوی نہیں
حضرت علامہ یوسف نبہانی اپنی
کتاب فضائل محمدیہ میں اسی
سلسلے میں بحث فرماتے ہوئے
ایک مقام پر لکھتے ہیں امام جلال
الدین سیوطی نے اپنی کتاب انباء
الاذکیاء فی حیات الانبیاء کے آخر
میں لکھا ہے کہ ان تمام نقول
اور احادیث کا نچوڑ یہ ہے کہ

حَیٌّ بِجَسَدِہٖ وَرُوْحِہٖ وَاَنَّہٗ
یَتَصَرَّفُ وَیَسِیْرُ حَیْثُ شَاءَ
فِی اَقْطَارِ الْاَرْضِ فِی
الْمَلَکُوْتِ وَھُوَ بِھَیْئَتِہِ الَّتِیْ
کَانَ عَلَیْھَا قَبْلَ وَفَاتِہٖ لَمْ
یَتَبَدَّلْ مِنْہُ شَیْئٌ وَاِنَّہٗ
مُغَیَّبٌ عَنِ الْاَبْصَارِ کَمَا
غُیِّبَتِ الْمَلَائِکَۃُ مَعَ کَوْنِھِمْ
اَحْیَاءً بِاَجْسَادِھِمْ فَاِذَا اَرَادَ
اللّٰہُ رَفْعَ الْحِجَابِ عَمَّنْ اَرَادَ
اِکْرَامَہٗ بِرُؤْیَتِہٖ رَاٰہُ عَلٰی
ھَیْئَتِہِ الَّتِیْ ھُوَ عَلَیْھَا لَا مَانِعَ
مِنْ ذٰلِکَ

جسم و روح دونوں کے ساتھ
زندہ ہیں دنیا بھر میں جہاں اور
جیسے چاہتے ہیں تصرف فرماتے
ہیں اور تشریف لے جاتے ہیں
اور آپ اسی شکل و صورت پر
ہیں جو قبل وفات تھی اس میں
کوئی تبدیلی نہیں ہوئی البتہ
حضور ہماری نظروں سے پوشیدہ
ہیں جیسا کہ فرشتے اپنے جسموں
کے ساتھ زندہ ہونے کے باوجود
پوشیدہ ہیں لہذا جب اللہ تعالیٰ
کسی کو حضور کے دیدار سے
مشرف فرمانے کے ارادے سے

marfat.com

پردہ اٹھا دیتا ہے تو وہ حضور علیہ
السلام کو سابقہ ہیت میں دیکھتا
ہے اس سے کوئی چیز مانع نہیں

علامہ سمہودی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حضور علیہ السلام اپنی وفات کے بعد بلا شک و شبہ حیات ہیں اور ایسے ہی تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اس حیات کے ساتھ جو شہداء کی حیات سے اکمل ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں دی ہے اور ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام شہداء کے سردار ہیں اور تمام شہداء کے اعمال آپ کی میزان میں ہیں اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے علمی بعد مماتی کعلمی فی حیاتی۔ کہ میرا علم میری وفات کے بعد ایسے ہی ہے جیسے کہ میرا علم میری حیات میں ہے (وفاء الوفاء صفحہ 3 / 1352

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بَلْ حَيَاةُ الْاَنْبِيَاءِ اَقْوٰی مِنْهُمْ وَاَشَدُّ ظُهُوْرًا آثَارُهَا فِي الْخَارِجِ

بلکہ حیات انبیاء کرام علیہم السلام حیات شہداء سے بہت زیادہ قوی اور ظہور میں بہت زیادہ بڑھ کر ہے

یہاں تک کہ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات سے آپ کی وفات کے بعد نکاح جائز نہیں بخلاف شہداء کے کہ ان کی ازواج سے نکاح جائز ہے ویسے ہی صدیقین بھی شہداء سے حیات میں اعلیٰ درجہ میں ہیں اور صالحین یعنی اولیاء کرام شہداء سے کم درجہ رکھتے ہیں لیکن ان کے ساتھ ملحق ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ترتیب اس پر دلالت کرتی ہے کہ یہ فرمایا من النبیین والصدیقین و الشہداء والصالحین (تفسیر مظہری صفحہ ج 1 / 153

حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ رحمتہ الباری فرماتے ہیں۔ کہ

marfat.com

"بے شک وہ نبی ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں جیسا کہ تمام انبیاء کرام اپنی قبور میں اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اور بے شک ان کی ارواح کا تعلق عالم علوی اور عالم سفلی سے اسی طرح قائم رہتا ہے جیسا کہ دنیا میں تھا اور وہ اس معاملہ میں قلب کے اعتبار سے عرشی اور قالب کے اعتبار فرشی ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی ارباب کمال کے احوال کو زیادہ جانتا ہے۔ (شرح شفا شریف ج 2 / 142)

نیز دوسری تصنیف میں فرماتے ہیں۔

"ہم یہ نہیں کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم برزخ یعنی قبر میں محصور و مقید ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ آپ عالم علوی و سفلی میں سیر فرماتے ہیں۔ کیونکہ شہداء کی ارواح جو مرتبہ میں انبیاء سے کم ہیں جب سبز پرندوں کے قالب میں جنت کے باغوں میں آزادی سے پھرتی ہیں پھر ان قنادیل تک سیر کے لئے جاتی ہیں جو عرش الٰہی کے نیچے معلق ہیں جیسا کہ یہ اپنے مقام پر ثابت ہو چکا ہے باہیں ہمہ کوئی یہ نہیں کہتا کہ ان کی قبریں ان کے اجسام سے خالی ہیں اور ان کی ارواح کا ان کے اجسام سے تعلق نہیں اور جو انہیں سلام کیا جاتا ہے وہ نہیں سنتے ہیں۔ انہیں تو ایسا ہی انبیاء عظام کے بارے میں آیا ہے کہ بیشک انبیاء کرام تلبیہ کہتے ہیں حج کرتے ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کرامات کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ (جمع الوسائل صفحہ ج 2 / 238)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَا يَمُوْتُوْنَ وَاِنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ وَ يَحُجُّوْنَ فِي قُبُوْرِهِمْ وَاِنَّهُمْ اَحْيَاءٌ	بے شک انبیاء کرام علیہم السلام نہیں مرتے اور بیشک وہ اپنی قبور میں زندہ ہیں نماز پڑھتے اور حج ادا کرتے ہیں
مَامِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ	جو مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ میری روح کو واپس بھیج دیتا ہے (یعنی بولنے کی اجازت دیتا ہے)

marfat.com

تو میں اس کے سلام کا جواب دیتا

ہوں

اس کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے اور علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں ("اللّٰہ روحی" کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ مجھے بولنے کی اجازت مرحمت فرماتا ہے کیونکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں اور آپ کی روح اقدس جسم اطہر سے کبھی جدا نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں اور آپ کی روح اقدس جسم اطہر سے کبھی جدا نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں حتی ارد علیہ السلام یہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ظاہر واضح ہے۔ بریں بناء کہ کوئی لمحہ اور کوئی گھڑی ایسی نہیں جب کوئی سلام نہ بھیجتا ہو۔ جو شخص رد کو زیارت کے ساتھ مخصوص کرتا ہے (یعنی آپ اس شخص کا جواب دیتے ہیں جو روضہ انور پر حاضری دیتے ہوئے سلام عرض کرتا ہے) تو اس کے لئے لازم ہے کہ اس تخصیص پر کوئی دلیل پیش کرے (جواہر البحار صفحہ 492 ج 3)

عقیدہ = حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم کے ساتھ روضہ منورہ میں تشریف فرما ہیں اور تمام کائنات آپ کے سامنے ہے جسے آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں اور جب چاہیں جہاں چاہیں تشریف لے جا سکتے ہیں اگر ایک ان میں متعدد مقلات پر تشریف لے جانا چاہیں تو یہ بھی عین ممکن ہے۔

اس مسئلہ کے اثبات کیلئے آپؐ کی حیات لوازمات حیات کے بالفعل محقق ہونے کا اور آن واحد میں متعدد مقامات پر موجود ہونے کے امکان کا ثبوت ضروری ہے۔

صفات الانبیاء :۔ انبیاء علیہم السلام کا ثبوت پہلے گزر چکا ہے۔

لوازمات حیات سے دیگر اشیاء و مخلوق وغیرہ کو دیکھنا تو اس کے متعلق چند ایک حوالہ

marfat.com

جات سپرد قلم ہیں قرآن مجید میں ہے ہیں۔

اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذۡنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیۡرًا

اے نبی بیشک ہم نے آپ کو بھیجا ہے شاہد اور خوشخبری سنانے والا ڈرانے والا اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکتا ہوا آفتاب

اس آیت کریمہ میں آپ کی پہلی وصف شاہد بیان ہوئی جس کا مادہ اشتقاق اور ماخذ شہادت و شہود ہے جس کا معنی امام راغب اصفہانی بیان کرتے ہیں۔

الشہود والشہادۃ الحضور مع المشاھدۃ اما بالبصر او بالبصیرۃ (مفردات صفحہ 69۔

شہود و شہادت کے معنی ہے حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے بصر کے (ظاہری آنکھ) یا بصیرت کے ساتھ

2)

اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے صاحب تفسیر ابو السعود تفسیر روح المعانی و تفسیر جمل لکھتے ہیں۔

اِنَّا اَرۡسَلۡنٰکَ شَاہِدًا عَلٰی مَنۡ بُعِثۡتَ اِلَیۡہِمۡ تُرَاقِبُ اَحۡوَالَہُمۡ وَ تُشَاہِدُ اَعۡمَالَہُمۡ وَتَحۡمِلُ مِنۡہُمۡ الشَّہَادَۃَ بِمَا صَدَرَ عَنۡہُمۡ مِنَ التَّصۡدِیۡقِ وَالتَّکۡذِیۡبِ وَ سَائِرِ مَا ہُمۡ عَلَیۡہِ مِنَ الۡہُدٰی وَالضَّلَالِ وَتُؤَدِّیۡہَا یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ اَدَاءً مَقۡبُوۡلًا فِیۡمَا لَہُمۡ وَمَا عَلَیۡہِمۡ

ہم نے آپ کو بھیجا حاضر وناظر بنا کر ان سب پر جن کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں آپ ان کے احوال کی نگرانی کرتے ہیں اور ان کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں ان سے تحمل شہادت فرماتے ہیں یعنی ان کے گواہ بنتے ہیں ان تمام چیزوں پر جو ان سے صادر ہوئیں تصدیق اور

marfat.com

(تفسیر ابو السعود علی الکبیر صفحہ 7/ 415 جمل 3 / 442 روح المعانی صفحہ 43)

تکذیب سے اور باقی ان تمام چیزوں سے جن پر وہ ہدایت اور گمراہی سے اور اس شہادت کو قیامت کے دن ادا فرمائیں گے ان تمام باتوں میں جو ان کے لئے مفید اور نقصان وہ ہونگی

ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ آپ ان تمام پر حاضر و ناظر ہیں جنکی طرف آپ مبعوث ہوئے اور آپ کن کن کی طرف مبعوث ہوے تو وہ آپ نے خود ہی وضاحت فرمادی کہ

أُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً

میں تمام مخلوق کی طرف مبعوث ہوا ہوں

لہٰذا آپ تمام مخلوق کا مشاہدہ فرماتے ہیں چنانچہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِىَ الْاَرْضَ حَتّٰى رَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا (مسلم شریف صفحہ 390)

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا میرے لئے زمین سمیٹ دی گئی یہاں تک کہ میں نے اس کے مشرق و مغرب کو دیکھ لیا

حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

مَامِنْ شَيْئٍ كُنْتُ لَمْ اَرَ اِلَّا قَدْ رَاَيْتُهٗ فِىْ مَقَامِىْ هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةِ وَالنَّارِ (بخاری شریف صفحہ ج1 / 144)

کوئی چیز ایسی نہیں جس کو میں نے اس مقام پر نہ دیکھ لیا ہو یہاں تک کہ جنت و دوزخ بھی

marfat.com

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نگاہ مصطفیٰ ﷺ کی رسائی تحت الثریٰ سے اوج ثریا تک بلکہ اس سے بھی وراء الوراء تک ہے۔ نیز شیئی اسم نکرہ ہے حرف نفی کے تحت اصول فقہ اور علم نحو کے قواعد و ضوابط کے مطابق عمومیت کا فائدہ دے رہا ہے جب کہ اس نکرہ پر من حرف جار استغراق کا بھی فائدہ دے رہا ہے جس کا معنی یہ ہوا کہ آقا علیہ السلام کی روئیت و دید سے کوئی شئی خارج نہیں یہاں تک خود خالق کائنات کے ذات حقیقی کے دیدار سے بھی مشرف ہوئے مالک کائنات کی ذات آپ سے مخفی نہیں تو دیگر کوئی چیز کیسے مخفی رہ سکتی ہے۔ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَبَّهٗ مَرَّتَيْنِ مَرَّةً بِبَصَرِهٖ وَمَرَّةً بِفُؤَادِهٖ

بلاشبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کو دوبار دیکھا ایک بار سر کی آنکھوں سے دوسری بار دل کی آنکھ سے

آپ امت کے اعمال سے باخبر ہیں :- حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ **ویکون الرسول علیکم** شہیدا کی تفسیر میں فرماتے ہیں حضور علیہ السلام اپنے نور نبوت سے ہر دیندار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کس درجہ میں ہے اور اسکے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور کونسا حجاب اس کی ترقی میں رکاوٹ ہے پس آقا علیہ السلام تمہارے گناہوں کو تمہارے ایمانی درجات کو اور تمہارے نیک و بد اعمال کو تمہارے اخلاق و نفاق کو جانتے پہچانتے ہیں لہذا ان کی گواہی دنیا میں بحکم شرعی امت کے حق میں قبول اور واجب العمل ہے (تفسیر عزیز 636 / ج 1

آن واحد میں متعدد مقامات پر حاضر ہونے کا امکان :- انبیاء علیہم السلام کا بیک وقت متعدد مقامات پر موجود ہونا ممکن ہے اس کے متعلق شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

شیخ علاء الدین قونوی کہتے ہیں کہ یہ کتنا بعید نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے ارواح مقدسہ اجسام سے جدا ہونے کے بعد ملائکہ کے ابدان کی مانند ہو جاتی ہیں بلکہ

marfat.com

ان سے بھی افضل ہوتی ہیں اور جس طرح ملائکہ مختلف شکلوں میں متمثل ہو جاتے ہیں اس طرح جائز ہے کہ ارواح مقدسہ بھی متمثل ہو جائیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کو یہ مقام دنیا میں حاصل ہو جائے ایک روح اس کے مخصوص بدن کے علاوہ ابدان متعددہ میں تصرف کر کے جس طرح بعض محققین ابدال کی وجہ تسمیہ میں بیان کرتے ہیں کہ یہ انہیں جب کسی جگہ جانا مقصود ہو تو وہ پہلی جگہ اپنے بدلے میں اپنی مثال چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور سادات صوفیہ کے نزدیک عالم اجساد اور عالم ارواح کے درمیان ایک عالم مثال بھی ثابت ہے جو عالم اجسام سے لطیف اور عالم ارواح سے کثیف ہوتا ہے اور ارواح کا مختلف صورتوں میں مشکل ہونا اسی عالم پر مبنی ہے اور جبرئیل امین علیہ السلام کا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں اور مریم کے پاس "بشرا" سویا"" مکمل بشر کی صورت میں مشتکل ہو کر جانا اسی عالم سے ہے اور اسی بناء پر جائز ہے کہ موسیٰ علیہ السلام چھٹے آسمان پر جلوہ گر ہوں اور اسی وقت قبر میں بھی مثال چھوڑ کر آئے ہوں اور حضور علیہ السلام نے ان کو دونوں جگہ دیکھا ہو۔ اور اس عالم کے اثبات سے بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں مثلاً" جنت کا وسعت دیوار کی پہنائی میں دکھائی دینا (جذب القلوب)

ملا علی قاری علیہ رحمتہ الباری فرماتے ہیں۔

وَلَا تُبَاعِدُ مِنَ الْاَوْلِيَاءِ حَيْثُ طُوِيَتْ لَهُمُ الْاَرْضُ وَ حَصَلَ لَهُمْ اَبْدَانٌ مُكْتَسِبَةٌ مُتَعَدِّدَةٌ فی اماکن مخلفة فِی آنٍ وَاحِدٍ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ وَهٰذَا فِی هٰذَا الْعَالَمِ مُبْنِیٌّ عَلَی الْاَمْرِ الْعَادِیْ غَالِبًا	جب اولیاء کرام کے لئے زمین لپیٹ دی جائے اور ان کے لئے کسب کرنے والے متعدد ابدان حاصل ہو جائیں تو ان کے لئے اپنے آپ کو ایک ساعت میں متعدد جگہوں پر پالینا بعید نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اس جہاں میں یہ امر غالباً" اولیاء کے لئے عادت پر مبنی ہے

marfat.com

شواہد :- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علامہ شرف الدین بو میری علیہ الرحمتہ کے پاس تشریف لے جانا اور انہیں شفا عطا فرمانا اور اپنی یمنی چادر عطا کرنا۔

2- مولانا شیخ الحدیث محمد شریف صاحب کوٹلی لوہاراں، مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب کے والد ماجد جب شدید مرض فالج میں مبتلا ہوئے تو خواب میں آقا علیہ السلام کے دیدار سے مشرف ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جسم پر دست رحمت پھیرا جس سے آپ کو کلی شفا ہوئی (واعظ حصہ اول)

3- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمتہ اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمتہ کے حالات انفاس العارفین میں تحریر فرماتے ہیں جس میں ایک واقعہ آپ کی بیماری کا بھی لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے

"والد ماجد صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے شدید بخار ہو گیا اور طول پکڑا خواب میں حضور علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا "کیف حالک یا بنی" بیٹا تیرا کیا حال ہے تو مجھ پر عجیب وجد اور آہ وبکا طاری ہو گیا آپ نے مجھے گود میں لیا کہ آپ کی ریش مبارک میرے سر کو مس کرنے لگی میرے دل میں خیال آیا کہ کاش آپ مجھے ریش مبارک سے بال عطا فرما دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اپنے ریش مبارک پر پھیرا اور دو موئے مبارک آپ کے ہاتھ میں آ گئے مجھ عطا کرتے ہوئے فرمایا تمہاری عمر دراز ہو گی اور بال بھی آپ کے پاس رہیں گے (انفاس العارفین صفحہ 75.74) پھر شاہ صاحب نے آگے چل کر ان موئے مبارک کے خواص و کملات و معجزات بھی ذکر کئے ہیں تفصیل کے لئے اصل کتاب ضرور ملاحظہ فرمائیے گا فقیر کے پاس مترجم کتاب موجود ہے۔

فائدہ :- اس امر واقعہ سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمتہ کے پاس سرور عالم ﷺ بنفس نفیس تشرف لائے تھے کیونکہ موئے مبارک جزو بدن تھے اور شاہ صاحب نے بچشم خود دیکھا کہ آپ نے ریش مبارک سے بال الگ کر کے عطا فرمائے ہیں اور ریش مبارک کا حسی تعلق آقا علیہ السلام جس سے ثابت ہوا کہ آپ

marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود تشریف لائے اگرچہ دوسروں کو نظر نہ آئے۔ جیسے جبرئیل امین مجلس اقدس بذات خود حاضر ہوتے تھے اور صحابہ کرام کو نظر نہ آتے تھے۔ اس لئے آپ کا فرمان مقدس ہے

مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِی فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ

جس نے مجھے خواب میں دیکھ بلاشبہ اس نے مجھے ہی دیکھا کہ شیطان میری صورت میں ممثل نہیں ہو سکتا

عقیدہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخص الخصائص:- اشرف فضائل و کمالات میں سے اسراء اور معارج ہے جمہوریت کا مذہب یہ ہے کہ اسراء و معراج دونوں بحالت بیدار اور جسمانی ہیں اور یہی حق ہے

عارفین کا قول ہے کہ آپ کو اسراء و معراج کئی بار کرائی گئیں بعض نے چونیس بار مرتبہ کہا ہے تیتیس بار روحانی اور ایک بار جسمانی ہوئی۔

اسراء و معراج میں فرق:- اگرچہ عام طور پر تو مکہ شریف سے بیت المقدس اور لامکان تک کی سیر کو معراج ہی کہا جاتا ہے لیکن محدثین و مفسرین کی اصطلاح میں حضور علیہ السلام کا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک تشریف لے جانا اسراء کہلاتا ہے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسکو اسراء سے تعبیر کیا ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ آیَاتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

پاک ہے جو لے گیا اپنے (مخصوص) بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ جس کے آس پاس ہم نے برکت نازل فرمائی ہے تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دیکھائیں بیشک وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

marfat.com

اور مسجد اقصیٰ سے آسمان کی طرف آقا علیہ السلام کا عروج فرمانا معراج کہلاتا ہے اس لئے احادیث مبارکہ میں اس کے عروج پر معراج کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

معراج جسمانی کے دلائل :- مذکور بالا آیت مبارکہ میں لفظ سبحان سے اللہ تعالیٰ کا اپنے کلام کا آغاز فرمانا ہی جسمانی کی دلیل ہے روح کی معراج کا کوئی بھی انکار نہیں کرتا اور نہ ہی وہ خلاف عقل ہے

دلیل نمبر 2 :- لفظ اسریٰ اسراء سے مشتق ہے جس کا معنی روح مع الجسد کا جانا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا

فاسر بعبادی لیلا" میرے بندوں کو لے کر رات کو چلے جاؤ یعنی ہجرت کرو

تو موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو لے کر جسمانی ہجرت فرمائی تھی۔

دلیل نمبر 3 :- اللہ تعالے نے مذکورہ بالا آیت میں عبدہ فرما کر اس حقیقت کو واضح فرمایا کہ معراج جسمانی ہوا کیونکہ قرآن و حدیث اور کلام عرب میں ایسی ایک مثال بھی نہیں جس میں عبد کا صرف روح پر اطلاق کیا گیا ہو

دلیل نمبر 4 :- کفار کا انکار بھی اور حضرت ابوبکر کی تصدیق معراج جسمانی بحالت بیداری کی دلیل ہے۔

دلیل نمبر 5 :- سواری کے لئے براق پیش کیا جانا بھی جسمانی کی اظہر من الشمس دلیل ہے کہ روح کو سواری کی ضرورت ہی نہیں ہوتی

دلیل نمبر 6 :- شب معراج میں آپ ﷺ کا شق صدر ہونا جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے بھی جسمانی معراج کی دلیل ہے۔

دلیل نمبر 7 :- کفار مکہ کو راستہ میں مختلف قافلوں کا ذکر کرتے ہوئے مقام روحاء پر

marfat.com

ایک قافلہ جن کا اونٹ گم ہو گیا تھا ان کے پیالے سے پانی پینا دوسرا قافلے کا ذکر فرمانا کہ وہ مقام ذی طوری پر آ رہے تھے کہ ان کا اونٹ میری وجہ سے بدک گیا یہ معراج جسمانی کی دلیل ہے کہ روح کو پیاس لگتی ہے اور نہ روح سے اونٹ بدکتا ہے۔

آیات کبریٰ کا مشاہدہ فرمانا:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج بہت سی نشانیاں مشاہدہ فرمائیں مثلاً" جنت و دوزخ کا دیکھنا۔ عرش و کرسی پر جانا اور ساتوں آسمان کی سیر کرنا یہاں تک آپ نے

اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا:- اللہ تعالیٰ کا چشم ظاہر سے دیدار فرمایا چنانچہ یہ احادث صحیحہ سے ثابت ہے مثلاً"

عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ

روا ابن خزیمہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو

باسناد صحیح (مواہب الدنیہ جلد 2 صفحہ 37) دیکھا ہے ابن خزیمہ نے اسے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما یَقُوْلُ اِنَّ مُحَمَّداً رَاٰی رَبَّهٗ مَرَّتَيْنِ مَرَّةً بِبَصَرِهٖ وَ مَرَّةً بِفُؤَادِهٖ (رواہ الطبرانی فی الاوسط بالاسناد الصحیح (مواہب اللد نیہ جلد 2 صفحہ 37)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اپنے رب کو دوبارہ دیکھا ہے ایک مرتب ظاہری آنکھ سے دوسری بار اپنے قلب سے (مواہب اللدنیہ جلد 2 صفحہ 37)

مولانا جامی کا قول:- مولانا جامی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات - **تو عین ذات مے نگری و در تبسمی**

marfat.com

موسیٰ علیہ السلام صفات کے ایک پر تو سے بیہوش ہو گئے اور آپ نے عین ذات خدا کو دیکھا اور مسکراتے رہے

عقیدہ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز سب سے پہلے شفاعت فرمائیں گے اور آپ کی شفاعت قبول ہو گی آپ کے بعد دیگر انبیاء و مرسلین اور اولیاء کاملین بھی شفاعت کریں گے

شفاعت :- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قرآن کریم میں اشارۃ" موجود ہے جیسے عیسی ان -یبعثک ربک مقاما محمودا۔ عنقریب تیرا رب تجھے مقام محمود عطا کرے گا مفسرین نے مقام محمود کی ایک تفسیر شفاعت کبریٰ کی اسی طرح
ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔ اور عنقریب تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے اور اس کے بارے میں بیشمار احادیث ہیں کہ سب کا مضمون ملا کر حد تواتر کو پہنچ گیا ہے

ناظرین کرام :- میں یہاں بخاری و مسلم کی اس حدیث پر اکتفا کرتا ہوں جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز نہایت بے قراری اور اضطراب سے لوگ جمع ہو کر آدم علیہ السلام کے پاس آکر کہیں گے۔ چلو خدا سے ہماری شفاعت کرو یہ ابوالبشر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے میں جنت میں شجرہ سے کھا لیا تھا جس سے مجھے اس کے سامنے جانے سے ندامت آرہی ہے پھر سیدنا نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ زمیں پر پہلے رسول ہیں اللہ نے آپ کا نام عبدالشکور رکھا ہے چلو ہمار لئے شفاعت کرو وہ بھی فرمائیں گے کہ آج اللہ تعالیٰ انتہائی جلال میں ہے مجھے ایک دعا کا اختیار ملا تھا سو وہ میں نے دنیا میں مانگ لی تھی تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ لوگ ان کے پاس آکر یوں گویا ہونگے آپ اللہ تعالیٰ کے زمیں میں نبی اور خلیل تھے تو آپ ہمارے لئے شفاعت کیجئے اور ہمیں اس مشکل سے نجات دلایئے آپ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آج سخت غضب

marfat.com

و جلال میں ہے میں نے دنیا میں کذب بولے ہیں (جن کی توضیح سابق اوراق میں ہو چکی ہے)
ابو حیان نے ان کا ذکر کیا ہے کسی اور کے پاس جاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ تو لوگ حضرت موسی علیہ السلام کے پاس جائیں گے کہیں گے آپ اللہ کے رسول ہیں آپ کو رسالت و کلام سے دوسروں پر فضیلت دی ہے ہمیں اس مشکل سے نجات دلایئے ہماری شفاعت کیجئے وہ بھی فرمائیں گے اللہ تعالیٰ سخت جلال و غضب میں ہے مجھ سے ایک شخص قتل ہو گیا تھا (اس کی وضاحت بھی عصمت انبیاء میں گزر چکی ہے) لہذا تم کسی اور کے پاس چلے جاؤ حضرت عیسیٰ کے پاس جاؤ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آکر کہیں گے آپ اللہ کے رسول اور اس کے کلمہ ہیں جو حضرت مریم کی طرف القاء کئے گئے اور اس سے ایک روح ہیں آپ کسی ذنب کا ذکر نہیں کریں گے اور فرمائیں گے آج اللہ تعالیٰ بڑے سخت جلال میں ہے کسی اور کے پاس چلے جاؤ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ تو تمام لوگ آپ کے پاس آکر کہیں گے کہ آپ اللہ رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو **قد غضر الله ماتقدم من ننبک ماتاخر** کی شان عطا فرمائی ہے آپ اللہ تعالیٰ سے شفاعت فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے تو میں عرش الہی کے نیچے سجدہ ریز ہوں۔ گا اللہ تعالیٰ کی وہ حمد و ثناء کروں گا جو مجھ سے قبل کسی کو نصیب نہ ہوئی ہوگی پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا سر سجدہ سے اٹھایئے مانگیے عطا ہو گا شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول ہو گی (بخاری شریف ج 2/ 685)

میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور جناب الہی میں عرض کروں گا اے رب میری امت میرے رب میری امت تو حکم ہو گا تو امت میں سے جن کا حساب نہیں اس کو جنت کے داہنے دروازے سے داخل کیجئے اور وہ دوسرے دروازوں میں سے داخل ہونے والوں

marfat.com

کے ساتھ میں شریک ہونگے فرمایا بخدا جنت کے دو پاٹوں کا فاصلہ مکہ سے صنعاء یا مکہ سے بصریٰ تک کا ہے۔

اور روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ میں یہ اضافہ ہے پہلے حکم ہو گا جس کے دل میں ایک جو بھر ایمان ہے اسے جہنم سے نکال لیجئے میں ان کو نکال لوں گا دوبارہ سجدہ ریز ہو کر رب العالمین کی حمد و ثناء کروں گا پھر وہی حکم ہو گا کہ جس کے دل ذرہ بھر ایمان ہو گا اسے نکال لے میں ان کو نکال کر تیسری بار سجدہ ریز ہو جاؤنگا تو حکم ہو گا جس کے قلب میں رائی کے ذرہ کا ذرہ بھر یعنی بالکل معمولی سا ایمان بھی ہو گا اسے بھی دوزخ کے عذاب سے نجات دلاؤنگا پھر سجدہ میں گر کر عرض کرونگا جس نے ایک بار کلمہ لا الہ الا اللہ کہا تھا اس کو بھی نکالنے کی اجازت مرحمت فرما اللہ تعالیٰ فرمائے گا نہیں بلکہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم انہیں میں خود نکالوں گا۔ (مشکوۃ صفحہ 489)

شفاعت کی اقسام

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے بروز محشر حضور اقدس ﷺ کی شفاعت کی آٹھ اقسام ہونگی۔

1- شفاعت عظمیٰ جو تمام مخلوق کو شامل ہے اور جس سے حساب جلدی شروع ہو جائیگا اور موقف محشر سے نجات ہو گی یہ شفاعت آپ کے ساتھ مخصوص ہے

2- بلا حساب و کتاب ایک قوم کو جنت میں داخل کروانا امام ندوی نے کہا یہ بھی آپ کے ساتھ مخصوص ہے

3- جو دوزخ کے مستحق ہو چکے ہیں ان کو جنت میں داخل کروانا۔ امام ندوی کو کو آپ کے ساتھ مخصوص ہونے میں تردد ہے۔

4- جو مجرم دوزخ میں چلے جائیں گے انہیں وہاں سے نکلوانا اور جنت میں داخل کروانا۔ اس شفاعت میں دیگر انبیاء علیہم السلام، ملائکہ اور مومنین بھی شامل ہیں۔

قاضی فیاض علیہ الرحمتہ میں تفصیل ذکر کی ہے کہ وہ مجرم جن کے دل میں ذرہ

marfat.com

بھر ایمان وہ گا ان کی شفاعت تو آپ کا خاصہ ہے اس کے علاوہ مجرمین کو دوزخ سے نکلوانے کی شفاعت میں انبیاء علیہم السلام اور مومنین بھی شامل ہیں۔

5- اہل جنت کے ترقی درجات اور افزائش مراتب کے لئے شفاعت کرنا۔ امام نووی نے اس کو بھی آپ کا خاصہ کہا ہے

6- جن کی نیکیاں اور بدیاں حسنات و سیئات برابر ہونگی انہیں جنت میں لے جانا جیسا کہ امام قزوینی نے عروۃ الوثقی میں ذکر کیا ہے۔

7- جو دائمی و ابدی عذاب کے مستحق ہیں ان کے عذاب میں تخفیف کرانا۔ اس کو اور اس آیت کو تطبیق دیتے ہوئے

لایفتر و عنهم العذاب۔ ان سے کبھی عذاب ہلکا نہ ہو گا۔

جیسا کہ امام بخاری و مسلم میں ہے کہ یہ ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی اور ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے یہ ابو لہب کے حق میں نازل ہوئی کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت تنویر کی خوشی میں اپنی کنیز ثوبیہ کو آزاد کیا تو اس کے صلہ میں ہر پیر کے روز اس کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔

اما سیوطی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ ہم پر اس مذکورہ بالا آیت سے اعتراض نہیں ہو سکتا کہ آپکی شفاعت بعض کفار کے تخفیف لئے عذاب قبر کی تخفیفی کے لئے ہے اور ہمارا کلام قیامت کے روز عام شفاعت کے بارے میں ہے

8- کفار کے نابالغ بچوں کی شفاعت کرنا کہ ان کو عذاب نہ ہو۔

تین اقسام اور ہیں جن کو بعض علماء نے ذکر کیا ہے

1- مدینہ منورہ دفن ہونے والوں کو سفارش کرنا کہ ان کو عذاب نہ ہو اس روایت کو صحیح کہا

جو کوئی مدینہ کی بلاؤں یعنی سختیوں اور مصیبتوں کو برداشت کرتا ہے میں اس کی بروز حشر شفاعت کروں گا

2- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت کرنے والوں کے لئے ہو

marfat.com

گی جیسے آپ نے فرمایا

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت لازم ہو گی

3- کلمات آذان کا جواب دینے والے اور اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے والوں کے لئے شفاعت ہو گی۔ (جواہر البحار صفیہ 179 ج 3 - مدارج النبوت صفحہ 491 / ج 1)

عقیدہ = نبی اکرم ﷺ سے توسل جائز ہے آپ کی حیات طیبہ میں بھی اور آپ کے وصال کے بعد بھی اسی طرح دیگر انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور اولیاء کاملین و صالحین سے وسیلہ پکڑنا بھی صحیح ہے۔

اقسام توسل

توسل کی چار اقسام ہیں جن میں سے پہلی تین میں کسی کو اختلاف ہی نہیں بلکہ اس پر مومنین کا اجماع ہے۔

1- اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے کی ظاہری حیات میں توسل جیسے کثیر صحابہ نے حضور علیہ السلام سے توسل کیا اختصار کے پیش نظر نابینا صحابی کی حدیث درج کی جاتی ہے جسے امام حاکم نے مستدرک میں اور ترمذی نے اپنی جامع میں روایت کیا کہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ میری بینائی زائل ہو گئی ہے میرے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمایئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا کر وضو کر اور دو رکعتیں پڑھ پھر یہ دعا مانگ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا

marfat.com

اِلَیکَ بِنَبِیّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَسْتَشْفِعُ بک علی ربی فی رد بصری۔

ہوں اور تیری طرف نبی کریم ﷺ نبی رحمت کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں اے اللہ کے رسول میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میری بینائی کی واپسی کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب میں سفارش فرمائیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ میری حاجت کے بارے میں شفاعت فرمایئے کہ وہ پوری کی جائے اے اللہ آپ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اگر تمہیں کوئی حاجت درپیش ہو تو ایسا ہی کرنا چنانچہ اس نابینا صحابی کی بینائی واپس آگئی اس حدیث سے بالکل واضح طور عیاں ہوگیا کہ زندہ شخصیت سے توسل جائز ہے۔

2- زندہ آدمی کے عمل صالح سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توسل جیسے کہ حدیث غار میں ہے کہ تین شخص ایک غار میں داخل ہوئے اور وزنی پتھر نے اس غار کا راستہ بند کر دیا تو انہوں نے اپنے اپنے نیک اعمال کا واسطہ و وسیلہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا تو پتھر غار کے منہ سے ہٹ گیا۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا

3- اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی ذات اقدس اور اسماء و صفات سے توسل جیسے عام دعا کرتے وقت کہا جاتا ہے کہ اے اللہ اپنی رحمت کے صدقے۔ یا اپنی مغفرت کے صدقے میری یہ دعا قبول فرما

4- کسی مقبول بندے کے وصال کے بعد اس کی ذات سے توسل۔ اس قسم میں اختلاف ہے جمہور علماء یعنی اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ بھی جائز ہے اس نظریئے پر ان کے پاس بیشمار نقلی دلائل ہیں۔

marfat.com

امام فخر الدین رازی نے مطالب عالیہ میں' علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد میں اور علامہ سید میر شریف جرجانے حاشیہ مطالع میں اس مسئلے پر عقلی و نقلی دلائل پیش کئے ہیں صاحب مزار وزائر کے درمیان امداد اور دنیا و آخرت میں دونوں کے مقام کے مطابق روحانی تعلق کے فلسفے پر روشنی ڈالی ہے

امام طبرانی نے معجم صغیر میں حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے روایت کیا کہ وہ اپنے چچا حضرت عثمان بن حنیف سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کسی مقصد کے لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا۔ اتفاق کی بات کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی طرف توجہ دینے اور اس کا مقصد پورا کرنے کا موقع نہ ملا وہ شخص حضرت عثمان بن حنیف سے ملا اور شکایت کی تو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرمایا تم وضو کر کے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا کرو اس کے بعد یہ دعا مانگو (جو پہلے مذکور ہو چکی ہے اب اس کا ترجمہ ذکر کر دیتا ہوں) اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور اپنے نبی رحمت کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں یا رسول اللہ میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت پوری فرما حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا کہ اس جگہ (یعنی کہ میری حاجت پوری فرما) اپنی حاجت بیان کرنا پھر حضرت عثمان غنی کے پاس جانا اور میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا۔

اس شخص نے ان تمام ہدایت پر عمل کیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر حاضر ہو گیا۔ اتنے میں دربان نے آکر اس کا ہاتھ پکڑا ور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا آپ نے اسے اپنے ساتھ گدے پر بٹھلایا اور فرمایا تمہارا کیا کام ہے اس کے بیان کرنے پر آپ نے وہ کام کر دیا اور فرمایا مجھے اس وقت تک تمہارا کام یاد نہ تھا آئندہ جو حاجت ہو وہ بیان کر دیا کرو۔

وہ شخص باہر نکلا تو حضرت عثمان بن حنیف سے ملاقات ہو گئی اس نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آپ کی سفارش سے پہلے امیر المومنین میری

marfat.com

طرف توجہ ہی نہیں دیتے تھے اور میری حاجت پر نمود ہی نہیں فرماتے تھے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا بخدا میں نے ان سے کوئی بات نہیں کی اصل بات یہ ہے کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا ایک نابینا صحابی نے حاضر ہو کر بینائی کے زائل ہونے کی شکایت کی آپ نے فرمایا کیا تو صبر کرے گا اس نے عرض کیا کہ میرا ہاتھ پکڑ کر لے جانے والا کوئی نہیں اور میں بہت تکلیف میں مبتلا ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو خانے میں وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ اس کے بعد یہ دعا مانگ (جو حضرت عثمان نے اسے بتائی تھی) ابن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بخدا ہم بیٹھے ہوئے گفتگو کر ہی رہے تھے کہ وہ شخص ہمارے پاس آئے اور بالکل تندرست گویا انہیں کوئی تکلیف ہی نہیں آتی تھی

یہ صحابی کی نص صریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے ان کے وصال کے بعد بھی توسل جائز ہے امام بیہقی، منذری اور ہیثمی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت امام اعظم اور وسیلہ :- امام الائمہ سراج الامتہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ قدس اسرارہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں عرض گزار ہیں۔

یا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُکَ قَاصِدًا ۔۔۔ اَرْجُوْ رِضَاکَ وَاَحْتَمِیْ بِحِمَاکَ

اے سرداروں کے سردار ہم آپ کی جانب میں بالمقصد آئے ہیں اور آپ کی رضا چاہتے اور آپ کی حمایت کے طلبگار ہیں۔

اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاکَ مَاخُلِقَ امْرءٌ ۔۔۔ کَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاکَ

آپ اگر نہ ہوتے تو کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا۔ بلکہ کوئی مخلوق پیدا نہ ہوتی

اِنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ ۔۔۔ لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَ

اے رسول خدا ہم آپ کی سخاوت کے حریص ہیں۔ اور ابو حنیفہ کیلئے لوگوں میں آپ کے سوا کوئی نہیں ہے۔

marfat.com

حضور علیہ السلام سے توسل پکڑنا سنت انبیاء ہے :- شیخ الاسلام علامہ سمہودی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْاِسْتِغَاثَتَہ وَالتَّشَفُّعَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ بِجَاہِہٖ وَ بِبَرَکَتِہٖ اِلٰی رَبِّہٖ تَعَالٰی مِنْ فِعْلِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ سِیَرِ السَّلَفِ الصَّالِحِیْنَ وَاقِعٌ فِیْ کُلِّ حَالٍ قَبْلَ خَلْقِہٖ وَ بَعْدَ خَلْقِہٖ فِیْ حَیَاۃِ النَّبُوِیَّتِہٖ وَ مَتِّہٖ الْبَرْزَخِ وَعَرَصَاتِ الْقِیَامَتِہٖ (الوفاء

الوفا ج 2 صفحہ 419)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ اور وسیلہ کرنا و شفع کرنا آپ کے وسیلہ اور برکت سے بارگاہ خداوندی میں دعا کرنا حضرات انبیاء و مرسلین اور سلف صالحین کے فعل اور عادت سے ثابت ہے اور ہرحال میں وجود پاک سے قبل اور اس کے بعد زمانہ حیات اور بعد وفات واقع ہے اور عرصہ قیامت میں بھی ہو گا

فرمان امام شافعی :- سیدنا امام شافعی علیہ الرحمتہ نے فرمایا قبر الامام موسی کاظم تریاق مجرب بقول الدعاء کہ حضرت موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک قبولیت دعا کے لئے تریاق مجرب ہے۔

امام شافعی کا قبر ابوحنیفہ سے قضائے حاجات کے لئے کچھ مانگنا :- تریاق مجرب علامہ شامی نے تصریح فرمائی ہے۔

وَ مِمَّا رُوِیَ مِنْ تَاَدُّبِ الشَّافِعِیِّ مَعَہٗ اَنَّہٗ قَالَ اِنِّیْ لَاَ تَبَرَّکُ بِاَبِیْ حَنِیْفَتَہٖ وَاَجِیْئُ قَبْرَہٗ

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمتہ کے ساتھ سید نام شافعی علیہ الرحمتہ کے ادب کا واقعہ یہ ہے

marfat.com

فَاِنَا عَرَضَتْ لِیْ
حَاجَۃٌ صَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ
وَسَأَلْتُ اللّٰہَ عَنْہُ
فتقضی سریعاً"

کہ امام شافعی نے فرمایا میں امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے ساتھ تبرک حاصل کرتا ہوں اور مانگنے مزار پر حاضر ہوتا ہوں اور جب مجھے کوئی حاجت پیش آئی ہے تو دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ان کے مزار کے قریب دعا کرتا ہوں تو بہت جلد میری دعا قبول ہو جاتی ہے

غرضیکہ بزرگان دین کا ان کی حیات میں اور ان کی وفات کے بعد وسیلہ پکڑنا سلف صالحین کا طریقہ رہا ہے البتہ ابن تیمیہ اور ان کے ہم مسلک افراد نے انکار کیا ہے مگر دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ دیکھا جائے حق کس طرف ہے آنکھ بند کر کے کسی کی ذات رائے کو تسلیم کر لینا کیسے درست قرار پائے گا جب کہ کسی حدیث میں ممانعت وارد نہیں ہوئی بلکہ اس کے برعکس بکثرت احادیث مبارکہ جواز پر دلالت کر رہی ہیں۔

عقیدہ :- سلسلہ نبوت جس کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اس کی انتہاء سید الانبیاء محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی تمام امت کا اس پر اتفاق اور اجماع ہے کہ آپ کے بعد نہ کوئی نبی آیا ہے اور نہ ہی آئیگا۔

ختم نبوت کے متعلق ارشاد ربانی ہے۔

مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ
رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ
وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَکَانَ اللّٰہُ
بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْماً

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا علم ہے

marfat.com

علامہ فاسی علیہ الرحمتہ دلائل الخیرات کی شرح مطالع المسرات میں خاتم الانبیاء کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں خاتم کا معنی ہے **ما نختم به اوالذی یختمهم** سب سے آخر میں آنے والا یا جس سے انبیاء ختم ہوں۔

( ) بخاری و مسلم کی حدیث میں فرمایا۔

○ ختم بی الرسل۔ رسالت مجھ پر ختم ہو گئی۔

مسلم شریف میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی دَارًا فَاَتَمَّهَا وَاَکْمَلَهَا اِلَّا مَوْضِعُ لَبِنَتِهٖ	میری اور پہلے انبیاء علیہم السلام کی مثال اس شخص کی مانند ہے جس نے ایک مکان تعمیر کیا ایک اینٹ چھوڑ کر باقی تمام مکمل کر دیا

لوگ یہ کہنے لگے کہ کاش یہ اینٹ کی جگہ بھی پر ہو جاتی تو یہ مکان کتنا حسین و جمیل لگتا آپ نے فرمایا

فَاَنَا مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَخُتِمَتُ الْاَنْبِیَاءُ	وہ اینٹ کی جگہ میں ہوں میرے آنے سے وہ جگہ پر ہو گئی تو میں نے انبیاء کو ختم کر دیا یعنی آخری نبی میں ہوں

عقلی دلیل :- انبیاء علیہم السلام جن شریعتوں کو لے کر آتے رہے وہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر مشتمل نہ تھے مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مجردانہ زندگی بسر کی تو ازدواجی زندگی میں ان کا کوئی نمونہ تھا جناب سلیمان علیہ السلام نے شاہانہ زندگی بسر کی تو فقر کے لئے ان کی زندگی میں کوئی نمونہ نہ تھا۔ اسی طرح سابقہ شریعتوں میں سیاست

marfat.com

و عبادت کا نظام علیحدہ علیحدہ تھا یہ سب جزوی شریعتیں تھیں اس لئے ایک جامع اور کامل نبی کی ضرورت تھی جس کی سیرت میں زندگی کے ہر شعبہ کے لئے ہدایت ہو قیامت تک پیش آنے والے حالات و واقعات اور مسائل میں کوئی مسئلہ ایسا نہ ہو جس کی نبی علیہ السلام کی شریعت میں اس کی رہنمائی اور حل موجود نہ ہو۔ اسی لئے خالق کائنات جل جلالتہ فرماتا ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْناً

آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور اسلام کو بطور دین و مذہب تمہارے لئے منتخب کر دیا

یعنی کامل و مکمل ہونے کا یہی مطلب ہے کہ انسانی ضروریات کے لئے وحی کے ذریعہ جتنی ہدایات دی جا سکتی تھیں وہ سب دی جا چکی ہیں اگر وحی کا دروازہ کھلا چھوڑا جائے تو اس کا مطلب یہ اخذ ہو گا کہ یہ دین ابھی کامل و مکمل نہیں ہوا۔

عقلی دلیل نمبر 2 :۔ پہلے زمانے میں جب انبیاء علیہم السلام کے آنے کا سلسلہ جاری تھا ایک نبی آتا بعض امور کی ہدایت جاری کر دیتا اور کچھ امور رہ جاتے پھر دوسرا نبی تشریف لاتا اور بعض احکام جاری کرتا لیکن ضابطہ اخلاق ادھورا ہی رہ جاتا اس لئے ایک ایسے نبی کی ضرورت تھی جس کے وجود سے ادھورے اخلاق پورے ہو جائیں اور ناتمام نظام مکمل ہو جائے جب سرور و عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے دین و دنیا کا ایک ایسا کامل و مکمل نظام پیش کیا جس میں ایک عابد سے لے کر عالم و مفتی تک سپاہی سے لے کر سپہ سالار تک تاجر سے لے کر قاضی تک اولاد سے باپ تک سب کے لئے ہدایت ہے اگر تخت سلطنت پر بیٹھا حاکم فخر کر سکتا ہے کہ میں حضور علیہ السلام کی سیرت کا تابع ہوں تو ایک کلہاڑا چلانے والے مزدور ایک جوتی گانٹھنے والا موچی بھی سینہ تان کر کہہ سکتا ہے کہ میں بھی حضور علیہ السلام کی سنت کا پیروکار ہوں۔ = الغرض

marfat.com

انسانی اخلاق کے وہ تمام شعبے جو آپ کے آنے سے قبل ناتمام اور ادھورے تھے وہ آپ کے آنے سے تمام اور کامل ہو گئے اس لئے آپ نے فرمایا

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ۔ — میں اسی لئے آیا ہوں کہ ادھورے اخلاق کو پورا کر دوں

آپ نے ایسی جامع و کامل زندگی گزاری کہ اس میں بعد میں آنے والے کے لئے کوئی گنجائش نہ چھوڑی اب اگر آپ کے بعد کوئی شخص کسی کی نبوت کو جائز مانتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ آپ کی سیرت کے تمام اور کامل ہونے پر ایمان نہیں رکھتا جب کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سیرت و اسوہ کے لئے فرماتا ہے۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ — بیشک رسول اللہ میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے

عقلی دلیل نمبر 3 :- پہلے انبیاء علیہم السلام بعض قوموں کے لئے مخصوص ہوتے تھے جس قوم کے لئے وہ شریعت لے کر آتے تھے اس کے سوا کوئی اور قوم اس سے مستفید نہیں ہو سکتی تھی لیکن رحمت باری تعالیٰ کا سیلاب تمام انسانوں کو اپنی آغوش میں لینا چاہتا تھا اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا بڑی شدو مد سے بہتا ہوا دریا یہ چاہتا تھا کہ ایک ایسا نبی بھیجے جس کی شریعت میں رنگ و نسل۔ خاندان قبیلے اور زبان و بیان کی کوئی قید نہ ہو جس کی تبلیغ کی تیز موجیں کی راہ میں زمانہ و زمانیات کوئی رکاوٹ نہ بن سکیں جس کا پیغام زمانہ بعثت سے لے کر قیامت تک پیدا ہونے والے ہر انسان کے لیئے ہدائت ہو پس اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو بھیجا اور فرمایا قیامت تک آنے والوں کو کہہ دیجئے۔

یَاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا — اے لوگو میں تم تمام لوگوں کے لئے رسول بن کر آیا ہوں

پس اگر کوئی فرقہ کسی شخص کی نبوت کو خواہ ظلی یا بروزی ہی سہی جائز سمجھتا ہے تو اس

marfat.com

کا مطلب یہ ہوا کہ وہ تمام انسانوں کے لئے آپ کی رسالت کو کافی نہیں سمجھتا اس کا اس آیت پر ایمان نہیں

وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا کَافَّتَہً لِّلنَّاسِ	ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے

عقیدہ :- نفس نبوت میں تمام انبیاء برابر ہیں لیکن مراتب و مدارج میں ایک دوسرے سے فضیلت رکھتے اور ہمارے رسول معظم ﷺ تمام انبیاء و مرسلین سے افضل و اشرف ہیں نفس نبوت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لا نفرق بین احد من رسلہ	ہم رسولوں میں تفریق نہیں کرتے

یعنی تمام انبیاء کی نبوت ایک جیسی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام جن کی طرف مبعوث ہوتے ہیں مکمل طور پہنچاتے ہیں یوں بھی نہیں کہ کسی نبی کی نبوت کا انکار کریں ایک کی نبوت کا انکار تمام انبیاء کی نبوت کا انکار ہوتا ہے البتہ مراتب میں فرق ہو سکتا ہے جیساکہ تیسرے سپارے کی پہلی آیت میں ارشاد فرمایا۔

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْھُمْ مَنْ کَلَّمَ اللّٰہُ وَرَفَعَ بَعْضَھُمْ دَرَجٰتٍ	یہ رسول جن میں بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے ان میں سے کسی سے بلاواسطہ کلام کیا اور کوئی وہ ہے جس کو سب پر درجوں میں بلند کیا

محدث ابن حجر علیہ الرحمتہ اپنے فتاویٰ حد۔شہ میں اس آیت سے فضیلت مصطفیٰ ﷺ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ کو برتری تین طرح سے حاصل ہے اول بذات معراج کے ذریعہ سے دوم جمیع مخلوق پر سیادت سے سوم غیر متناہی اور غیر فانی معجزات کے ساتھ خصوصاً" قرآن کریم جو قرب قیامت تک محفوظ رہے گا اس میں

marfat.com

رسول اکرم ﷺ کے بے شمار معجزات و فضائل موجود ہیں۔ (جواہر البار حصہ سوم)

آیت دوم۔ آپ کی فضیلت میں ایک آیت یہ بھی ہے

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّيْنَ عَلٰى بَعْضٍ (پارہ نمبر 15 سورت بنی اسرائیل) اور بیشک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک ہر بڑائی دی افضیلت مصطفیٰ ﷺ میں بکثرت احادیث موجود ہیں چنانچہ ترمذی شریف میں ہے کہ

اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ وَبِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْر فَمَا مِنْ بَنِيْ آدَمَ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ	میں اولاد آدم کا سردار ہوں اس میں کوئی فخر نہیں میرے ہاتھ حمد کا علم ہو گا اس میں کوئی فخر نہیں تمام نبی آدم اور اس کے سوا بروز حشر میرے جھنڈے کے نیچے ہونگے

تو اس حدیث میں آدم فمن سواہ کے الفاظ سے آپ کا افضل و اکمل ہونا اظہر من الشمس ہے

حدیث نمبر 2 بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث مروی ہے کہ

اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ	میں روز محشر تمام لوگوں کا سردار ہونگا

حدیث نمبر 3 :- بیہقی شریف میں ہے

اَنَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ	میں تمام کائنات کا سردار ہوں

حدیث نمبر 4 :- مسلم شریف میں ہے

اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً	میں تمام مخلوق کا رسول ہوں

marfat.com

رسول کی شان جن کا وہ رسول ہوتا ہے ان سے زیادہ ہوتی ہے لہٰذا آپ تمام مخلوق سے افضل و برتر ہے۔

عقیدہ :- نبی اکرم نور مجسم ﷺ کی تعظیم فرض عین ہے بلکہ تمام فرائض کی اصل ہے اور آپ کی ادنی توہین یا تکذیب سے کفر لازم آتا ہے اس پر تمام امت کا اتفاق و اجماع ہے

آپ کی تعظیم و توقیر کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

آیت نمبر 1 :اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (القرآن)

اے نبی بیشک ہم نے تمہیں شاہد و بشارت دینے والا۔ ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی (رسول) کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکیزگی بیان کرو

اس آیت میں بالخصوص تین باتوں کا حکم ہوا ہے اول۔ اللہ اس کے رسول پر ایمان لانا دوم اس کے رسول کی تعظیم و توقیر کرنا سوم تسبیح یعنی عبادت کرنا پہلے ایمان کو رکھا کہ بغیر ایمان تعظیم کچھ سود مند نہیں پھر تعظیم محبوب ﷺ کو عبادت سے مقدم کیا کہ بغیر تعظیم کیا کہ بغیر تعظیم رسول عبادت بیکار و فضول ہے

آیت نمبر2 :- دوسرے مقام پر عظمت و نصرت رسول کے متعلق ارشاد فرمایا

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (سیپارہ سورت الاف)

پس جو لوگ نبی ﷺ پر ایمان لائیں اور اسکی تعظیم کریں اور اس کی مدد کریں اور اس نور کی پیروی کریں جو آپ کے

marfat.com

ساتھ اتارا گیا ہے صرف وہی
لوگ کامیاب ہونے والے ہیں

اس آیت میں بھی وہی ترتیب ہے اول ایمان دو تعظیم سوم اس کے دین کی مدد چہارم قرآن کی اتباع جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایمان لانے کے ساتھ ہی رسول اکرم ﷺ تعظیم فرض ہو جاتی ہے۔

آداب رسول :- قرآن مجید نے تعظیم رسول ﷺ کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے جن میں چند ایک درج ذیل ہیں

نمبر 1- کس کام میں رسول اللہ علیہ وسلم سے پہل کرنا حرام ہے سورہ الحجرات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔

یاایھا النین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ

اے اہل ایمان اللہ و اس کے رسول سے پہل نہ کیا کرو (کسی بھی عمل میں)

کچھ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے قربانی کر لی تھی اس پہل کو اللہ تعالیٰ نے امت کے لئے تقاضائے تعظیم رسالت کے خلاف سمجھا اور اس کو خود تعظیم الوہیت کی خلاف ورزی قرار دے دیا

ایت نمبر 3 :- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد سے آواز بلند کرنا حرام ہے اس سورت حجرات میں فرمایا

یاایھا الذی آمنوا لاترفعو اصواتکم فوق صوت النبی

اے اہل ایمان اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عام انداز سے پکارنا جائز نہیں چنانچہ ارشاد ربانی ہے

ولا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا

تم رسول (ﷺ) کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم ایک

marfat.com

دوسرے کو آپس میں پکارتے ہو

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ مومن کو عام انداز میں پکارنے کی کس طرح اجازت دے سکتا ہے کہ جب کہ خود احکم الحاکمین ہو کر پورے قرآن میں تعظیمی اور پیارے القاب کے بغیر نہیں پکارا کبھی تو "یاالنبی" کبھی لایا ا۔یھا الرسول کہیں "یاایھا المزمل" کہیں "یا ایھا المدثر" کہہ کر یاد فرماتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ عام طور پر آقا علیہ السلام کو نام لے کر پکارنے کی بجائے یارسول اللہ یا نبی اللہ جیسے القاب سے پکارنے کی تلقین کی گئی ہے چنانچہ فرمایا۔

لاتجھرو الہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون

(اے اہل ایمان) انہیں اس طرح نہ پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو ایسا کرو گے تو تمہارے سب اعمال غارت ہو جائیں گے اور تمہیں خبر تک نہ ہو گی

تعظیم رسول کا کتنا بڑا ادب سیکھایا جا رہا ہے اور ساتھ ہی یہ تنبیہہ بھی کی جا رہی ہے کہ خبردار کہیں بارگاہ رسالت کی معمولی سی بے ادبی جو صرف بلند آواز کرنے سے یا نام لے کر پکارنے سے ہو سکتی ہے وہ ساری زندگی کے نیک اعمال و عبادات کو غارت کر سکتی ہے یہاں تک کہ دولت ایمان سے بھی محروم ہو جاتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے

یاایھا الذین امنوا لا تقوالوا راعنا وقولوا انظرنا وا اسمعوا وللکافرین عذاب الیم

اے اہل ایمان راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا (نظر کرم کیجئے) اور غور سے سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے

صحابہ کرام کی عادت تھی جب کوئی مسئلہ یا کوئی بات سمجھ نہ پاتے بارگاہ نبوی میں

marfat.com

عرض کرتے راعنا یارسول اللہ ہماری رعایت فرمایئے اور یہود اس کو ذرا کھینچ کر بولتے راعینا جس کا معنی چرواہا بنتا صحابہ کرام اگر ،نہیں اسی حرکت سے منع کرتے تو وہ کہتے کہ تم بھی یہی لفظ استعمال کرتے ہو صحابہ کا اگرچہ نظریہ درست تھا مگر یہود اس کی آڑ میں غلط معنی میں بولتے تو اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع کرتے ہوئے فرمایا کافروں کے لئے درد ناک عذاب ہے جس کا نتیجہ یہ اخذ ہوتا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ بے ادبی و گستاخی موجب کفر ہے۔

ادب گاہے است زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ آید جنید و بایزید اینجا (اقبال)

بعد از وصال شریف بھی تعظیم لازم ہے :- امام اجل حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

واعلم ان حرمته النبی ﷺ بعد موته و توقیره وتعظمیه لازم کما کان حال حیاته و ذالک عند ذکره و ذکر حدیثه و سنته و سماع اسمه و سیرته صلی اللہ علیه وآله وسلم

جان لو بیشک نبی کریم ﷺ کی عزت و حرمت اور آپ کی تعظیم و توقیر وفات کے بعد بھی اسی طرح لازم ہے جیسے آپ کی حیات ظاہرہ میں ضروری و لازم تھی اس تعظیم کا اظہار آپ کے ذکر مبارک، حدیث شریف کی تلاوت آپ کی سنت اور آپ کے نام اور سیرت طیبہ کے سننے کے وقت بھی ہونا چاہیے۔

marfat.com

صحابہ کرام اور تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ چرمی سرخ قبا میں تھے۔

وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوْءَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُوْنَ ذَالِكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْأً تَمَسَّحَ بِهِ وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْأً أَخَذَ مِنْ يَدِ صَاحِبِهِ (بخاری شریف)

میں نے حضرت بلال کو دیکھا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی لیا اور لوگ اس پانی کو لینے کے لئے دوڑ رہے تھے جس کو اس میں سے کچھ ملتا وہ اسے اپنے (منہ اور ہاتھوں) پر ملتا اور جس کو کچھ نہ ملتا وہ دوسرے کے ہاتھوں کی تری لے کر مل لیتا۔

قریش مکہ نے عروہ بن مسعود کو جو ابھی تک ایمان نہ لائے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

يَا قَوْمِ وَاللّٰهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلٰى
الْمُلُوْكِ وَوَفَدْتُ عَلٰى قَيْصَرَ
وَكِسْرٰى وَالنَّجَاشِيِّ وَاللّٰهِ اِنْ
رَأَيْتُ قَطُّ يُعَظِّمُهٗ اَصْحَابُهٗ
مَا يُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ
مُحَمَّدًا وَاللّٰهِ اِنْ تَنَخَّمَ
نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ
رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ
وَجِلْدَهٗ وَاِذَا اَمَرَهُمْ اِبْتَدَرُوْا
اَمْرَهٗ وَاِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا
يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ وَاِذَا
تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ
وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظَرَ
تَعْظِيْمًا لَّهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ عَرَضَ
عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ
فَاقْبَلُوْهَا۔ (بخاری شریف)

اے قوم! خدا کی قسم بے شک میں قیصر و کسرا اور نجاشی اور بڑے بڑے بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں' خدا کی قسم میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم جب وہ تھوکتے اور رینٹ کھنکار پھینکتے ہیں تو وہ اس کے اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہوتا ہے جس کو وہ اپنے منہ اور جسم پر مل لیتے ہیں' اور جب وہ ان کو حکم دیتے ہیں تو وہ سب کے سب تعمیل کے لیے دوڑتے اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کے حاصل کرنے کے لیے یوں

marfat.com

گرتے پڑتے ہیں کہ گویا ابھی لڑ
پڑیں گے' اور جب وہ کلام
کرتے ہیں تو سب خاموش ہو
جاتے ہیں اور تعظیما" ان کی
طرف نظر تک نہیں اٹھاتے'
انہوں نے تم پر ایک نیک امر
پیش کیا ہے' میری رائے یہ ہے
کہ تم اس کو قبول کر لو!

اس حدیث میں چند امور قابل غور ہیں۔

اولا" مستعمل پانی عقلا" و عادتا" اس قابل نہیں سمجھا جاتا کہ اس کو لے کر اپنے جسم پر یا منہ پر مل لیا جائے اور جہاں تک تھوک' بلغم اور رینٹ وغیرہ کا تعلق ہے ان کی نسبت تو یہ خیال بھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی سلیم الطبع انکو اپنے منہ پر ملے۔

ثانیا" حضور ﷺ کا وضو فرمانا اکثر بوقت نماز مجمع عام میں ہوا کرتا تھا تاکہ لوگوں کو تعلیم ہو جائے اور وہ بھی روزانہ چند بار ہوا کرتا تھا۔

ثالثا" وضو کے وقت تمام وہ حرکات جن کا اس حدیث میں ذکر ہے حضور ﷺ کے روبرو وقوع میں آتیں اور آپ خود ان کا مشاہدہ فرماتے مگر کبھی یہ فرمایا کہ تم لوگ یہ کیسے ناشائشہ اور خلاف سلیم الطبع حرکات کرتے ہو۔

رابعا" باوجود اس کی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نہایت مودب و مہذب تھے مگر روزانہ وضو کے وقت وضو کے مستعمل پانی اور تھوک وغیرہ کے حصول میں اس قدر بھیڑ بھاڑ اور گھس پیٹ کہ دیکھنے والوں کو گمان ہوتا کہ کہیں جنگ

marfat.com

و جدال نہ ہو جائے اور پھر وہ بھی حضور ﷺ کے روبرو اور پھر حضور ﷺ کا اس پر سکوت اور رضامندی؟ کس قدر حیرت انگیز ہے۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے نزدیک اس مستعمل پانی اور تھوک مبارک کی بڑی قدر و منزلت تھی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ پانی جسم اقدس تک پہنچ کر سراسر برکت و نور ہو گیا ہے اور اس پانی سے برکت و شفا و نورانیت حاصل کرنی چاہئے اور وہ فضلات مبارکہ جو کو حضور ﷺ کے جسم اقدس کے متصل ہونے کی فضیلت حاصل گئی ہے' اپنے چہروں پر مل کر دارین میں سرخ روئی حاصل کریں۔ اس لیے وہ پروانوں کی طرح ان پر نثار ہوتے اور ان کے حصول کی بہت کوشش کرتے' اور حضور ﷺ بھی ان کے جذبات محبت کا احترام فرماتے تا کہ ان کی جرات بڑھے اور دل کھول کر ایسے کام کریں جو کہ ان کی روحانی ترقی کا باعث ہوں اور آپ کا مقصد اصلی بھی یہی ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو کس کی مجال تھی کہ حضور نبویؐ میں ایسی حرکات کر سکتا۔

اب اہل انصاف غور فرمائیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو عقلاً و شرعاً ہم سے بدرجہا افضل ہیں' جب آپ کے فضلات مبارکہ کو اپنے سے افضل بلکہ باعث حصول فضیلت و برکت سمجھتے تھے تو ہم کون ہیں جو حضور پرنور سید المرسلین رحمتہ للعالمین ﷺ کی ہمسری اور برابری کا دعویٰ کر سکیں۔ اگر ان روایات کو پیش نظر رکھا جائے تو کہنا پڑتا ہے کہ حضور پرنور ﷺ تو کہاں' حضور ﷺ کے فضلات مبارکہ بھی ہم سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ کے پاس حضور ﷺ کا جبہ شریف تھا۔

قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَلْبَسُهَا

وہ فرماتی ہیں کہ اس جبہ کو حضور پہنا کرتے تھے ہم اسے

marfat.com

فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى يُسْتَشْفٰى بِهَا۔ (مسلم 2 صفحہ 190)

دھو کر بغرض شفا بیماروں کو پلاتے ہیں اور شفا ہو جاتی ہے۔

امام ابن مامون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالوں میں سے ایک پیالہ تھا۔

فَكُنَّا نَجْعَلُ فِيهَا الْمَاءَ لِلْمَرْضٰى فَيَسْتَشْفُوْنَ بِهَا۔ (شفا شریف)

ہم اس میں پانی ڈال کر بہ غرض شفا بیماروں کو پلاتے تو شفا ہو جاتی۔

حضرت محمد بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مبارک کا ایک ٹکڑا ہمارے پاس تھا۔

نَغْسِلُهَا لِلْمَرِيْضِ يُسْتَشْفٰى بِهَا (ابن عدی، اصابہ)

ہم اسے دھو کر بغرض شفا بیماروں کو پلاتے تو شفا ہو جاتی۔

حضرت خداش بن ابی خداش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیالہ تھا جو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی کبھی حضرت خداش کا ہاں تشریف لے جاتے تو ان سے وہی پیالہ طلب فرماتے، اسے آب زمزم سے بھر کر پیتے اور اپنے چہرے پر چھینٹے مارتے۔

(اصابہ ترجمہ حضرت خداش و کنزالعمال)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجودیکہ کہ اس قسم کے امور میں بہت ہی محتاط تھے لیکن حضرت خداش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جا کر اس پیالے کو حاصل کر کے اس میں

marfat.com

پانی ڈال کر سر اور چہرے کو مشرف کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس پیالے کی برکت کے وہ بھی قائل تھے۔ حالانکہ وہ جانتے تھے کہ پیالہ کئی مرتبہ دھویا گیا اور استعمال کیا گیا، مگر ان کا اعتقاد تھا کہ ایک بار بھی دست مبارک کا لگ جانا ہمیشہ کی برکت کا باعث ہے۔ حضرت عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں۔

کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عریض و عمدہ پیالہ دیکھا جو چوب نضار کا بنا ہوا تھا اور اس پر لوہے کا ایک حلقہ بنا ہوا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے چاہا کہ بجائے لوہے کے سونے یا چاندی کا حلقہ بنائیں مگر حضرت طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا ہو اسے تبدیل نہ کرنا چاہیے۔ یہ سن کر حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ویسے ہی رہنے دیا۔ اور فرمایا

لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى هٰذَا الْقَدَحِ اَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَكَذَا۔

کہ میں نے اس پیالہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا پانی پلایا ہے۔

وہی پیالہ حضرت نضر بن انس کی میراث سے آٹھ لاکھ درہم کو خریدا گیا۔ (بخاری شریف) امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس پیالے کو بصرے میں دیکھا اور اس میں پانی پیا ہے۔

(شرح شمائل بلیموری بحوالہ شرح مناوی)

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو خالد بن سفیان بن نبیح ہذلی کے قتل کرنے کے لیے بھیجا۔ میں جب قتل کر کے واپس خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنا عصا مبارک دیا تعضو بھذا فی الجنة

(اس کے ساتھ جنت میں چلے جانا) وہ عصا مبارک حضرت عبداللہ کے پاس رہا۔ جب

marfat.com

ان کی وفات کا وقت آیا تو وصیت کی کہ اس عصاء کو میرے کفن میں رکھ کر میرے ساتھ دفن کر دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (زرقانی بیہقی)

عقیدہ نبی کریم ﷺ سے محبت کرنا فرض عین اور اصل ایمان ہے۔

محبت رسول اللہ ﷺ کے بارے میں قرآن مجید یہ اعلان کر رہا ہے کہ

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآءُکُمْ وَ اَبْنَآءُ
کُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَ
عَشِیْرَتُکُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَ
فْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ
کَسَادَهَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ اللّٰهِ
وَرَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ
فَتَرَ بَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ
بِاَمْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ
الظّٰلِمِیْنَ۔ (10 سپارہ توبہ)

فرما دیجئے۔ اگر تمہارے باپ' دادا' تمارے بیٹے' تمہارے بھائی' تمہاری عورتیں' تمہارا کنبہ' تمہارا مال جو تم کماتے ہو اور تمہارا کاروبار جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ لگا رہتا ہے اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو اس وقت کا جب اللہ اپنا حکم (عذاب) نازل کرے بے شک اللہ سرکشوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

نیز فرمایا۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا

اے اہل ایمان اپنے باپ اور

marfat.com

تَتَّخِذُوْا آبَاءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَاءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ۔

بھائیوں کو بھی دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر کو پسند کریں اور جو تم میں سے ان سے دوستی کرے گا وہ ظالم ہو گا۔

سے مروی ہے۔

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُوْدَ فِى الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُقْذَفَ فِى النَّارِ۔

(بخاری صفحہ 7)

جس میں تین خصلتیں ہوں وہ ایمان کی لذت و حلاوت پالے گا ایک یہ کہ اللہ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ او کو ماسوا سے زیادہ پیارے ہوں دوسری یہ کہ وہ کسی آدمی سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے تیسرا یہ کہ وہ کفر میں لوٹ جانا ایسا برا سمجھے جیسا کہ آگ میں پھینکے جانے کو برا سمجھتا ہے۔

انھی سے روایت ہے فرمایا۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَ

تم میں کوئی مومن نہ ہو گا جب تک میں اس کے نزدیک اس

marfat.com

النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (بخاری صفحہ 7)

کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

صحابہ کرامؓ ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر "محبت" کی بیعت کرتے تھے چنانچہ شفاء شریف ج 2 صفحہ 20 میں ہے۔ حضرت صفوان بن قدامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا۔

"یا رسولؐ اپنا دست اقدس میرے آگے کیجئے میں آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں آپ نے اپنا دست مبارک میرے آگے بڑھایا میں نے بیعت کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ۔

اِنِّیْ اُحِبُّکَ قَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔

مجھے آپ سے محبت ہے آپ نے مجھے فرمایا آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہو گا جس سے اسے محبت ہے۔

یہی ارشاد گرامی حضرت عبداللہ بن مسعود' ابوموسیٰ اشعری اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

قاضی عیاض علیہ الرحمتہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّۃِ۔

جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔

marfat.com

محبّت کی علامات

محبت کی بہت سے علامات ہیں۔

اقتداء

محبت کا تقاضا ہے کہ آپ کی اقتداء اور آپ کے طریقوں و سنتوں پر عمل اور آپ کی ہدایت سے ہدایت حاصل کی جائے۔ نیز آپ کی شریعت مطہرہ کی حتی الامکان معلومات اور واقفیت حاصل کی جائے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

پس آپ کا حکم. آپ کا فیصلہ رب العالمین کا فیصلہ ہے جیسے دوسری آیت میں ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ	بے شک وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں بے شک وہ اللہ سی بیعت کرتے ہیں

ایک اور آیت میں اس کی تائید فرمائی:

یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ	ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے

حضرت سہیل بن عبد اللہ تستری فرماتے ہیں کہ جو شخص احوال میں اپنے نفس کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ملک نہیں سمجھتا اس کے حلاوت سنت کو نہیں چکھا۔

قول فعل سے دین مصطفےٰ کی حمایت

marfat.com

علامات محبت سے آپ کے دین و مذہب کی نصرت ہے کہ محب' اپنے فعل و قول سے حمایت' حلم' صبر' تواضع وغیرہا جو آپ کے اخلاق سے متخلق ہوگیا اس نے حلاوت ایمان پالی۔ جو حلاوت ایمان سے شناسا ہو جائے اسے عبادات و طاعات میں ذوق حاصل ہو جاتا ہے۔ مصائب و مشقات کو برداشت کرنے کی ہدایت پیدا ہو جاتی ہے۔ دنیا کے مال و اسباب پر ان کو ترجیح دے گا۔

ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت تعظیم اور تواضع انکساری کا اظہار

علامت محبت میں سے ہے جب آپ کا ذکر کیا جائے یا آپ کا اسم گرامی لیا سنا جائے۔ تو ادب و تعظیم سے لیا جائے۔ تواضع' عاجزی اور انکساری کا اظہار کیا جائے کیونکہ ہر محب اپنے محبوب کا ذکر ادب و احترام اور تواضع سے کرتا ہے جیسا کہ کثیر صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کا ذکر نہایت خشوع و خضوع سے کرتے یہاں تک کہ ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور ان پر گریہ طاری ہو جاتا۔ یونہی اکثر تابعین کی حالت تھی تابعین کے بعد والے مشائخ و علماء عظام اور عشاق نہایت محبت شوق بصد ادب و احترام سے ذکر کرتے۔ علامہ قسطلانی نے بعض صحابہ اور سلف صالحین کے واقعات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

کثرت شوق دیدار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علامات محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے آپ کے دیدار کا ہر وقت مشتاق رہنا ہے۔

marfat.com

محبت قرآن

جناب رسالت مآب ﷺ کی محبت کی علامت میں سے قرآن کریم سے محبت ہے، اگر تو نے معلوم کرنا ہو کہ تجھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کتنی محبت ہے تو قرآن کریم کی محبت سے اندازہ لگا لے کہ قرآن کریم سے کتنی محبت ہے۔

سنت سے محبت اور احادیث مبارکہ کا پڑھنا

رسول خدا ﷺ کی محبت کا تقاضا ہے کہ آپ کی سنن سے محبت احادیث مبارکہ کو پڑھا جائے۔

آپ کے ذکر کرنے اور نام سننے سے لطف اندوز ہونا

علامات محبت میں سے ہے کہ محب آپ کے ذکر پاک کرنے یا اسم گرامی سننے کے وقت لطف اندوز ہوتا ہے۔

اہل بیت و صحابہ کرام اور مدینہ منورہ سے محبت

آپ ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ بھی ہے آپ کے دین، آل، اصحاب، شہر اور ہر اس چیز سے محبت کی جائے جو آپ کی طرف منسوب ہو۔ جب بندے آقا علیہ السلام کی محبت کا شدت کا غلبہ ہو گا تو ماسوا کے خیالات محو ہو جائیں گے۔ دل و جان اور آنکھ کان اس کی محبت میں مستغرق ہوجائیں گے تو اکثر آپ کی زیارت سے عالم خواب میں مشرف ہوتا رہے گا۔ بعض اوقات چشم ظاہر سے حالت بیداری میں مشرف ہو جائے جیسا کہ اکابر اولیاء اور خیرہ الاصفیا عالم یقظہ میں دیدار سے مشرف ہوتے رہتے ہیں۔

marfat.com

کثرت ذکر:- علامات محبت میں سے ایک آپ کے ذکر شریف کی کثرت ہے اس لیے ذکر لوازمات محبت میں سے ہے خود ارشاد فرمایا۔

مَنْ اَحَبَّ شَیْئاً اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ — جس سے زیادہ محبت ہوتی ہے اس کا ذکر بھی کثرت سے کرتا ہے۔

یہ سعادت خدمت علم دیں اور سیر کی کتابوں کے مطالعہ سے حاصل ہوتی ہے اور اصحاب علم حدیث کو خاص نسبت اور حضور علیہ السلام سے مخصوص لگاؤ ہوتا ہے جو کسی اور کو میسر نہیں اس لیے کہ ان کی زبانوں پر حضور علیہ السلام کے احوال و صفات کا ذکر شریف ہمیشہ رہتا ہے اور اسے ورد جان بنائے ہوئے ہیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات با برکات کے صفات کی معرفت اور آپ کے احوال عینی و شخصی کی شناخت انہیں کو حاصل ہوتی ہے۔ اور ہمیشہ جمال مبارک کی تصوری و شبیہ ان کے ملحوظ نظر اور ان کے نصب العین ہوتی ہے۔

امت پر شفقت:-

علامات محبت میں سے امت مرحومہ پر مہربانی شفقت۔ التزام نصیحت اور منافع پہنچانے میں کوشش کرنا ضرر و نقصان دہ چیزوں کو دفع کرنا بھی ہے درحقیقت جو کسی سے محبت کرتا ہے۔ تو وہ اس کی ہر چیز سے محبت رکھتا ہے جس سے وہ محبت رکھے اور یہ سلف صالحین کی خصلت تھی۔ حتی کہ وہ دعاؤں میں بھی اور اپنی خواہشوں میں بھی امت مرحومہ کو یاد کرتے چنانچہ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام کدو کو پسند فرماتے ہیں تو وہ ہمیشہ کدو سے محبت رکھتے اور امام حسن بن علی، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر طیار رضوان اللہ علیہم . . حضرت سلمیٰ جو حضور علیہ السلام کی خادمہ تھیں۔ ان کے پاس آتے اور

marfat.com

ان سے خواہش ظاہر کرتے کہ وہ کھانا تیار کر جو رسول اللہ ﷺ کو پسند تھا۔ (آخر حدیث تک)

علماء و مشائخ سے محبت :- محبت رسول اللہ ﷺ میں سے علماء و صلحاء اور متبعین سنت مشائخ عظام سے محبت رکھنا جاہلوں' فاسقوں اور اہل بدعت سے بغض رکھنا بھی ہے۔ اور ہر وہ شخص جو مخالف شریعت ہو اسے ناگوار جاننا بھی ہے۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَاتَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ وَلَوۡکَانُوۡۤا اٰبَآءَهُمۡ	وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں ان کے دلوں میں ان لوگوں کی محبت نہ پائی جائے جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے دشمنی رکھتے ہیں۔ اگرچہ وہ ان کے باپ ہی کیوں نہ ہوں۔

یہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت ہے جنہوں نے اپنے باپ بیٹوں' بھائیوں اور دوستوں کو حضور علیہ السلام کی رضا کی خواہش پر قربان کر دیا۔

کثرت سے صلوٰۃ و سلام پڑھنا۔ محبت رسول ﷺ میں سے آپؐ پر کثرت سے درود پڑھنا ہے اس کی مکمل بحث کسی دوسرے مقام پر ہو گی (انشاء اللہ العزیز)

عقیدہ :- رسول اکرم ﷺ کی اطاعت و اتباع ہر مسلمان پر فرض عین ہے اطاعت رسولؐ دراصل اطاعت الٰہی ہی خدا تعالیٰ تک قرب کا یہ واحد ذریعہ ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ	فرما دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے

marfat.com

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (سپارہ 3 آل عمران 31)

محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تمہیں محبوب بنا لے گا تمہاری خطائیں معاف ہو جائیں گی۔ اور اللہ تعالیٰ گناہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

2- نیز ارشاد فرمایا۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ (نساء 64)

ہم نے جو بھی رسول بھیجا ہے اسی لیے بھیجا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے فرمان خداوندی کی بناء پر۔

3- تیسرے مقام پر فرمایا۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (النساء 80)

جس نے رسولؐ کی اطاعت کی یقیناً" اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

4- نیز فرمایا کہ کسی مسلمان فرد' قوم' ادارہ و عدالت یا ریاست کو حق حاصل نہیں کہ جس معاملہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے کوئی حکم ثابت ہو اس میں وہ خود اپنی آزادئ رائے استعمال کرے جس نے مسلمان رہنا ہے اس کے لیے لازم ہے کہ حکم خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے جھک جائے اور جو نہ جھکے اس کو سیدھی طرح یہ تسلیم کرنا

مَاکَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ

کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ

marfat.com

يَكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِ هِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۔

(الاحزاب 36)

جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دیں تو پھر انہیں اپنے معاملے کا کوئی اختیار باقی رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو صریح گمراہی میں پڑ گیا۔

اتباع و اطاعت میں فرق :- اتباع و اطاعت میں فرق کی تفصیل عقیدہ کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے دنیا میں نائب ہیں کے تحت مذکور ہے وہاں ملاحظہ فرمایئے

صحابہ کرامؓ اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم

صحابہ کرامؓ کے طرز عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اتباع رسولؐ کو دین کا ایک ضروری اور اہم جزء سمجھتے تھے۔ غزوہ احد کے بعد چونکہ یہ اندیشہ تھا کہ مشرکین مکہ کہیں پھر پلٹ کر مدینہ منورہ پر حملہ آور نہ ہوں اس لیے مدینہ پہنچ کر دوسرے دن ہی جب حضور علیہ السلام نے مسجد نبوی میں فجر کی نماز ادا کی تو آپ نے حکم دیا کہ تمام وہ لوگ جو کل احد میں شریک تھے کفار کے تعاقب میں میرے ہمراہ چلیں یہ اگرچہ نہایت نازک موقع تھا مدینہ منورہ میں ہر طرف شہداء کے گھروں میں صف ماتم بچھی ہوئی تھی۔ زخمیوں کی مرہم پٹی ہو رہی تھی مگر پھر بھی زخموں سے چور اور نڈھال جانثار حکم نبویؐ کی تعمیل میں بلاچون و چرا اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے اس آیت میں انہی فداکاروں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَا

جن لوگوں نے زخم کھانے کے بعد بھی اللہ و رسولؐ کی پکار پر

marfat.com

أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيْمٌ (آل عمران 172)

لبیک کہا ان میں سے جو اشخاص نیکوکار اور پرہیزگار ہیں ان کے لیے بڑا اجر ہے۔

اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سات مراتب

امام ربانی شاہباز لامکانی مجدد الف ثانیؒ سیدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی کی علیہ الرحمتہ اپنے مکتوبات دفتر دوم حصہ ہفتم مکتوب 54 فرماتے ہیں کہ

اتباع کے مدارج :- محمد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع جو کہ دینی و دنیاوی سعادتوں کا سرمایہ ہے اسکے کئی ایک مراتب اور مدارج ہیں۔

پہلا درجہ عوام اہل اسلام کا ہے :- جو کہ شریعت کے احکام اور سنت سنیہ کی متابعت سے وابستہ ہے جب کہ اس کے ساتھ دل کی تصدیق تو ہو۔ لیکن اطمینان نفس ابھی حاصل نہ ہو کیونکہ وہ درجہ ولائیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور علماء ظاہر اور وہ عابد اور زاہد لوگ جن کا معاملہ ابھی اطمینان نفس کے ساتھ وابستہ نہیں ہوا۔ سب اسی درجہ متابعت میں شریک ہیں۔ اور اتباع کی ظاہری صورت کے حصوں میں سب برابر ہیں۔ اور چونکہ نفس اس مقام میں کفر اور انکار سے آزاد نہیں ہوتا۔ تو لازمی طور یہ خاص درجہ صرف متابعت کی صورت رکھتا ہے۔ اور متابعت کی یہ صورت حقیقی متابعت کی طرح آخرت کی کامیابی اور خلاصی کا ذریعہ ہے۔ اور جہنم کے عذاب سے نجات اور جنت کے داخلے کی بشارت دینے والی ہے۔ خداوند تعالیٰ نے اپنی کمال بخشش سے نفس کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں کیا۔ اور صرف دل کی تصدیق پر کفائت فرمائی ہے۔ اور نجات کا دارومدار اسی تصدیق پر رکھا ہے۔

اے میتوانی کہ وہی اشک مرا حسن قبول   اے کہ در ساختہ قطرہ بارانی را

ترجمہ : اے وہ ذات کہ جس نے بارش کے قطرے کو موتی بنا دیا تو یہ بھی کر سکتا ہے کہ

marfat.com

میرے آنسو کے قطرے قبول فرمالے۔

متابعت کا دوسرا درجہ:۔ رسول اللہ ﷺ کے اقوال و اعمال کی اتباع ہے۔ جو کہ باطن سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں اخلاق کی تہذیب اور رذیل صفات کی مدافعت اور امراض باطنی اور معنوی بیماریوں کا ازالہ ہے۔ جو کہ طریقت کے مقام سے متعلق ہیں۔ اور اتباع کا یہ درجہ ان ارباب سلوک کے ساتھ خاص ہے۔ جنہوں نے صوفیاء کے طریقہ کو اپنے مقتدا شیخ سے اخذ کیا ہو۔ اور سیرانی اللہ کے صحراؤں اور بیابانوں کو قطع کر رہے ہوں۔

متابعت کا تیسرا درجہ:۔ یہ آنحضرت علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام کے احوال اور اذواق اور مواجید کی متابعت ہے۔ یہ درجہ ولایت خاصہ کے مقام سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ ان ارباب ولایت کے ساتھ خاص ہے۔ جو کہ مجذوب سالک ہوں۔ یا سالک مجذوب۔

جب کہ ولایت کا مرتبہ اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔ تو نفس مطمئنہ ہو گیا۔ اور سرکشی اور نافرمانی سے باز آگیا۔ اور انکار سے اقرار میں اور کفر سے اسلام میں آجاتا ہے۔ اس کے بعد اب متابعت کی جو بھی کوشش کرے گا۔ وہ حقیقی متابعت ہو گی۔ اگر نماز ادا کرے گا۔ تو متابعت کی حقیقت بجا لائے گا۔ اور اگر روزہ ہے۔ تو اس کا بھی یہی حال ہو گا۔ اور اگر زکوۃ ہو گی۔ تو وہ بھی اسی طریقہ پر ہو گی۔ وعلی ہذاالقیاس۔ شریعت کے تمام احکام کی بجا آوری میں اتباع کی حقیقت موجود ہو گی۔

سوال:۔ نماز روزہ کی حقیقت کا کیا مطلب ہے؟ کیونکہ نماز روزہ مخصوص افعال ہیں۔ اگر وہ افعال ارشاد شارع علیہ السلام کے مطابق ادا ہو جائیں گے۔ تو ان کی حقیقت ادا ہو جائے گی۔ ان کی ظاہری صورت کیا ہے۔ اور اس سے وراء حقیقت کیا ہے؟

جواب:۔ مبتدی کا نفس جب تک امارہ ہے۔ جو اصل میں آسمانی احکام کا منکر ہے۔

marfat.com

اس سے احکام شرعیہ کی ادائیگی صورت کے اعتبار سے ہو گی۔ اور منتہی کا نفس جب مطمئنہ ہو جاتا ہے اور شریعت کے احکام کو برضاؤ رغبت قبول کر لیتا ہے۔ تو اس سے ان احکام کی ادائیگی حقیقت کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ اس کی مثال منافق اور مسلمان کی سی ہے۔ کہ دونوں نماز ادا کرتے ہیں۔ منافق چونکہ باطن میں انکار رکھتا ہے۔ اس لیے صرف نماز کی صورت ادا کرتا ہے۔ اور مسلمان باطنی فرمانبرداری کے ذریعہ سے نماز کی حقیقت سے مزین ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ صورت اور حقیقت کا اعتبار باطنی انکار و اقرار کے اعتبار سے ہے یہ درجہ یعنی اطمینان نفس اور اعمال صالحہ کی حقیقت کا درجہ ولایت خاصہ کے کمالات جو درجہ سوم سے متعلق ہیں۔ کے حصول کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

متابعت کا چوتھا درجہ:۔وہ ہے۔ جو پہلے درجے میں اس کی صورت تھی۔ اور اس درجہ میں اتباع کی حقیقت ہے۔ اور یہ چوتھا درجہ اتباع علماء راسخین شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کے ساتھ مخصوص ہے جو نفس کے اطمینان کے بعد متابعت کی حقیقت کی دولت سے متحقق ہیں۔ اولیاء اللہ قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم کو ہر چند تمکین قلب کے بعد ایک طرح کا اطمینان نفس حاصل ہوتا ہے۔ لیکن نفس کو کمال درجہ کا اطمینان کمالات نبوت کے حصول سے حاصل ہوتا ہے۔ جو کہ بطریق وراثت علمائے راسخین کو کمالات نبوت حاصل ہوتے ہیں۔

پس علمائے راسخین بواسطہ کمال اطمینان نفس شریعت کی حقیقت سے جو حقیقی اتباع ہے۔ موصوف ہیں۔ اور دوسروں کو چونکہ کمالات حاصل نہیں ہوتے۔ لہذا کبھی تو وہ شریعت کی صورت سے موصوف ہوتے ہیں اور کبھی شریعت کی حقیقت سے متصف۔

علماء راسخین کی علامت بیان کر دیتا ہوں۔ تاکہ ہر ظاہر دان عالم راسخ ہونے کا دعویٰ نہ کر سکے اور اپنے نفس امارہ کو نفس مطمئنہ نہ سمجھنے لگے۔ عالم راسخ وہ ہے۔ جس کو کتاب و سنت کے متشابہات کی تاویل سے حصہ حاصل ہو۔ اور قرآن مجید کی

marfat.com

سورتوں کے اوائل میں جو حروف مقطعات ہیں۔ ان کے اسرار سے بہرہ ور ہو۔ اور متشابہات کی تاویل بہت ہی دقیق اسرار میں سے ہے۔ یہ نہ سمجھ لینا کہ یہ تاویل ید (ہاتھ) کی تاویل قدرت کی طرح ہے۔ اور وجہ (چہرہ) کی تاویل ذات کی طرح کیونکہ یہ تاویلیں تو ظاہری علوم سے پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا اسرار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان اسرار کے اصل مالک تو انبیاء علیہم الصلوات و التسلیمات ہیں۔ اور یہ رموز انہی کے معاملات کی طرف اشارہ ہیں۔ اور یا پھر وہ لوگ ہیں جن کو تبعیت اور وراثت کے طور پر اس دولت عظمیٰ سے سرفراز کیا جائے۔

اور اس درجہ متابعت کا حصول جو کہ اطمینان نفس اور صاحب شریعت علیہ الصلوات والتسلیمات کی متابعت کی حقیقت کو پا لینے سے تعلق رکھتی ہے۔ کبھی تو بغیر وسیلہ فنا و بقا اور بغیر سلوک و جذبہ کے ہو جاتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ احوال و مواجید اور تجلیات و ظہورات قسم کی چیزوں میں سے کوئی چیز بھی درمیان میں نہ آئے۔ اور یہ دولت حاصل ہو جائے۔ لیکن اس دولت تک ولایت کی راہ سے پہنچنا بہت زیادہ قریب ہے۔ بہ نسبت اس کے جو دوسری راہ سے پہنچے۔ اور وہ دوسری راہ اس فقیر کے خیال میں سنت سنیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی اتباع کا التزام اور بدعت کے نام و نشان سے بھی پرہیز کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اور بدعت حسنہ سے بھی جب تک بدعت سیئہ کی طرح پرہیز نہ کرے گا۔ اس دولت کی خوشبو بھی اس کی جان کے دل و دماغ میں نہ پہنچے گی۔

اور یہ بدعت سے اجتناب آج کل تو بہت مشکل ہو گیا ہے۔ کہ ساری دنیا بدعت کے دریا میں غرق ہو چکی ہے۔ اور بدعت کے اندھیروں میں آرام حاصل کر رہی ہے۔ کس کی مجال ہے کہ بدعت کو دور کرنے کا دم مارے۔ اور سنت کو زندہ کرنے کے لیے لب کشائی کرے۔ اس وقت کے اکثر علماء بدعت کو رواج دینے والے اور سنت کو مٹانے والے ہیں۔ عالمگیر بدعات کو خلق کا تعامل قرار دیتے ہوئے اس کے جواز بلکہ اس کے استحسان کا فتویٰ دیتے ہیں۔ اور لوگوں کو بدعت کی طرف راہنمائی

marfat.com

کرتے ہیں۔ اچھا یہ تو بتائیں۔ کہ کیا فتویٰ دیتے ہو۔ اس صورت میں کہ گمراہی عام پھیل جائے۔ اور باطل متعارف ہو جائے۔ اور لوگ اس پر عمل کرنے لگیں؟ ان علماء کو شاید یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ مطلقاً" تعامل استحسان کی دلیل نہیں ہے۔ اور وہ تعامل جو معتبر ہے۔ وہ ہے جو کہ ابتدائی دور سے آ رہا ہو۔ اور یا پھر تمام لوگوں کے اجماع سے خاص حاصل ہو۔ جیسا کہ فتاویٰ غیاثیہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ شیخ شہیدؒ سبحانہ نے فرمایا کہ

"ہم مشائخ بلخ کے استحسان کو قبول نہیں کرتے۔ بلکہ ہم اپنے متقدمین اصحاب کے اقوال کو قبول کریں گے۔ کیونکہ ایک شہر کا تعامل جواز پر دلالت نہیں کرتا۔ جواز پر وہ تعامل دلالت کرے گا۔ جو کہ اسلام کے ابتدائی دور سے لے کر مسلسل آ رہا ہو۔ تاکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریر پر دلیل ہو۔ کہ آنحضرت نے لوگوں کو اس پر چھوڑا تو یہ حقیقت میں آنحضرت علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کی شریعت ہو گا۔ اور اگر ایسا نہ ہو۔ تو پھر لوگوں کا فعل حجت نہیں ہو گا ماسوائے اس صورت کے کہ تمام شہروں کے تمام آدمی اس پر عمل کریں۔ تاکہ یہ اجماع ہو جائے۔ اور اگر اجماع حجت ہے۔ کیا تم اس بات پر غور نہیں کرتے۔ کہ اگر کچھ لوگ شراب کی تجارت یا سود کے رواج کو تعامل بنا لیں۔ تو ان کے حلال ہونے کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا"۔

اور اس میں شک نہیں ہے۔ کہ تمام لوگوں کے تعامل اور شہروں اور بستیوں کے عمل کا علم حاصل کرنا بشری طاقت سے باہر ہے۔ باقی رہا ابتدائی دور کا تعامل جو کہ حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لوگوں کو اس عمل پر برقرار رکھنا ہے۔ اور حقیقت میں وہ آپ ہی کی سنت ہے۔ وہ تعامل بدعت کیسے ہو سکتا ہے۔ اور بدعت حسنہ وہ کب ہے۔؟

صحابہ کرامؓ کو تمام کمالات کے حصول میں صرف خیر البشر علیہ الصلوات و التسلیمات کی صحبت ہی کافی تھی۔ اور علماء سلف میں سے جو بھی رسوخ کی دولت سے مشرف ہوا ہے۔ اور صوفیاء کے طریق کے اختیار کرنے اور سلوک اور جذبہ سے قطع

marfat.com

مسافت کرنے کے بغیر اس دولت سے مشرف ہوا ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی سنت سنیہ کی دوامی متابعت اور ناپسندیدہ بدعات سے پرہیز کرنے کی وجہ سے اس مرتبہ پر پہنچا ہے۔ اے اللہ ہمیں بحرمت صاحب سنت علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام سنت کی متابعت پر ثابت قدم رکھ۔ اور بدعات کے ارتکاب سے بچا۔ آمین

متابعت کا پانچواں درجہ:۔ آنحضرت علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کے کمالات کی اتباع کا ہے۔ کہ ان کمالات کے حصول میں علم اور عمل کو کوئی دخل نہیں ہے۔ بلکہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے وابستہ ہے۔ اور یہ نہایت ہی بلند مقام ہے۔ پہلے ذکر شدہ مراتب کو اس مرتبہ سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔

اصل میں کمالات اولوالعزم انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور تبعیت و وراثت کے طور پر جس کو بھی اس دولت سے مشرف فرما دیں۔

متابعت کا چھٹا درجہ:۔ آنحضرت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام کے ان کمالات کی اتباع ہے۔ جو آنحضرت علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام کے مقام محبوبیت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جس طرح درجہ پنجم میں کمالات کا فیضان محض فضل اور احسان سے تھا اسی طرح اس چھٹے درجہ میں آنحضرت کے کمالات کا فیض صرف محبت سے ہے جو کہ پہلے درجہ سے بلند ہے۔ اور متابعت کا یہ درجہ بھی بہت ہی کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔

پہلے درجہ کو چھوڑ کر متابعت کے باقی پانچ درجے سب کے سب عروج کے مقامات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کا حصول عروج سے وابستہ ہے۔

متابعت کا ساتواں درجہ:۔ وہ ہے جو نزول و ہبوط سے تعلق رکھتا ہے۔ اور متابعت کا یہ ساتواں درجہ پہلے تمام درجات کا جامع ہے۔ اس لیے کہ اس مقام میں نزول بھی تصدیق قلب اور اطمینان نفس ہے۔ اور جسم کے عناصر اربعہ کا اعتدال بھی

marfat.com

اس میں ہے۔ کہ وہ سرکشی اور نافرمانی سے باز آ جاتے ہیں۔ یوں سمجھیں کہ پہلے درجات اس متابعت کے اجزاء تھے۔ اور یہ درجہ ان کے لحاظ سے کل کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس مقام میں پہنچ کر تابع اپنے متبوع سے اس طرح کی مشابہت پیدا کرلیتا ہے۔ کہ گویا پیروی (تبعیت) کا نام درمیان سے اٹھ جاتا ہے۔ اور تابع اور متبوع کا امتیاز دور ہو جاتا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تابع اپنے متبوع کی طرح جو کچھ بھی حاصل کرتا ہے۔ وہ اصل سے براہ راست حاصل کرتا ہے۔ گویا دونوں ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے ہیں۔ اور دونوں ایک ہی پہلو کی آغوش میں ہیں۔ اور دونوں ایک ہی بستر میں ہیں۔ اور دونوں شیر و شکر کی طرح ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ تابع کہاں ہے۔ اور متبوع کون؟ اور تبعیت کیسی؟ اتحاد نسبت میں تقاسیر نسبت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

عجب معاملہ ہے۔ کہ اس مقام میں جتنا بھی گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے۔ تبعیت کی نسبت بالکل معلوم نہیں ہوتی۔ اور تابعیت اور متبوعیت کا کوئی امتیاز نظر نہیں آتا۔ بس اتنا ہے کہ تابع اپنے آپ کو طفیلی سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو نبی کے کمالات کا وارث جانتا ہے۔ (علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام) یہ تو یقینی بات ہے کہ تابع اور ہوتا ہے۔ اور طفیلی اور وارث اور۔ ہرچند کہ یہ سب بظاہر تابع کی قطار میں نظر آتے ہیں۔ لیکن یہ تو ظاہر ہے کہ تابع میں متبوع کی حیلولتہ (حائل ہونا) درکار ہے۔ اور طفیلی اور وارث کے لیے متبوع کا حائل ہونا درکار نہیں ہے۔ تابع اپنے متبوع کا بچا کھچا کھانا کھاتا ہے۔ اور طفیلی ضمنی طور پر ساتھ بیٹھ کر کھانے والا ہے۔

قصہ مختصر یہ کہ جو دولت بھی آئی ہے۔ وہ اصل میں انبیاء علیہم الصلوات و التسلیمات کے لیے آئی ہے۔ اور امیتوں کی سعادت مندی اس میں ہے۔ کہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی طفیل اس دولت سے مستفید ہوں۔ اور ان کا پس خوردہ تناول فرمائیں۔

در قافلہ کہ اوست دانم نرسم ایں بس کہ رسد زدور بانگ جرسم

marfat.com

ترجمہ = جس قافلہ میں وہ ہے میں جانتا ہوں کہ میں اس میں نہیں پہنچ سکتا بس اتنا کافی ہے کہ دور سے مجھے گھنٹی کی آواز آتی ہے۔

کامل متبع وہ شخص ہے۔ جو ان سات درجات میں پوری طرح متابعت سے آراستہ ہو۔ اور جو بعض درجات میں تو متابعت رکھتا ہو۔ اور بعض میں متابعت نہ رکھتا ہو۔ وہ منجملہ تابعین میں سے ہے۔ گو ان کے درجات الگ الگ ہیں۔ علماء ظاہر پہلے درجہ میں ہی خوش ہیں۔ کاش کہ وہ اس درجہ کو ہی اچھی طرح سرانجام دیتے۔ ان لوگوں نے صرف شریعت کی صورت میں ہی متابعت کو منحصر کر رکھا ہے۔ اور اس کے علاوہ دوسرے امور کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ اور صوفیا کے طریقہ کو جو کہ درجات متابعت کے حصول کا وسیلہ ہے۔ بیکار تصور کرتے ہیں۔ اور ان میں سے اکثر مقتدا اور پیر سوائے ہدایہ اور بزودی کے اور کسی کو نہیں سمجھتے۔

چوں آں کرمے کہ درسنگے نہاں است زمین و آسمان اوہماں است

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں اور تمہیں حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام والبرکۃ والتحیہ کی پسندیدہ متابعت میں پوری طرح ثابت قدم رکھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے دوسرے بھائیوں انبیاء کرامؑ اور ملائکہ عظام اور ان کے تمام تابعداروں پر قیامت تک اپنی رحمتیں اور سلامتی اور برکات نازل فرمائے۔ آمین۔

عقیدہ:۔ رسول اکرم ﷺ یا کسی بھی نبی کی شان بھی ادنیٰ سی گستاخی سے ارتداد لازم آتا ہے اور وہ شخص واجب القتل ہے۔

تشریح:۔ رسول اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر فرض عین ہے جس کا اس سے قبل ذکر ہو چکا ہے اور اس کے برخلاف و برعکس آپ کی شان میں گستاخی کرنے سے خواہ صراحۃً ہو یا اشارۃً انسان کافر و مرتد ہو جاتا ہے چنانچہ سورۃ

marfat.com

الحجرات کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ نے بارگاہ نبوت کے آداب سیکھاتے ہوئے فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ	اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بے شک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے

اس کے بعد فرمایا کہ جو رسول پاک ﷺ کی بے ادبی کرے گا اس کی تمام نیکیاں اور عبادتیں برباد اور اکارت ہو جائیں گی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ	اے اہل ایمان اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو اور نہ ان کو ایسے پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔

نیز سورۃ احزاب میں فرمایا۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا	بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا اور آخرت میں لعنت کی اور ان کے لیے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمتہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

marfat.com

مَنْ اٰذٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِطَعْنٍ فِی شَخْصِهٖ اَوْدِیْنِهٖ اَوْ نَسَبِهٖ اَوْ صِفَةٍ مِنْ صِفَاتِهٖ اَوْ بِوَجْهٍ مَنْ وُجُوْهِ الشَّیْنِ فِیْهِ صَراحتًه اَوْ کُنَایَتُه اَوْ تَعْرِیْضًا اَوْ اشاةً کَفَرَ لَعَنَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرِه وَاعَدَّ لَهٗ عَذابَ جَهَنَّمَ

(مظهری ج 7 صفحه 138)

جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایذاء دی وہ طعن آپ کی شخصیت میں ہو یا دین 'نسب' کسی صفت میں یا برائیوں میں سے کسی برائی کے ساتھ صراحۃ" ہو یا کنایہ سے یا اشارہ و تعریض سے تو وہ کافر ہو گیا اور اس پر اللہ کی دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے جہنم کا عذاب تیار ہے۔

گستاخ رسول واجب القتل ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں :- قاضی صاحب اسی مذکورہ آیت کے تحت نیز فرماتے ہیں کہ کیا گستاخ رسول کی توبہ قبول ہے؟ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ

قال ابن همام کُلَّ مَنْ اَبْغَضَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِقَلْبِهٖ کَانَ مُرْتَدً ا فالسباب بالطریق الاولی ویقتل حداً فلا تقبل توبته فی اسقاط القتل قالو هذ ا مذ هب اهل الکوفته مالک

شیخ ابن ہمام نے کہا کہ جو دلی طور پر رسول ﷺ سے بغض رکھتا ہے وہ مرتد ہو جاتا ہے تو گالی اور اہانت سے تو بطریق اولیٰ مرتد ہو جائے گا ہمارے نزدیک اسے بطور حد قتل کیا جائے گا۔ اگر توبہ بھی کرے تو وہ توبہ کی وجہ سے قتل سے نہ بچ سکے گا یہ اہل کوفہ

marfat.com

و نقل عن ابی بکر الصدیق مظھری ج 7 صفحہ	(احناف) اور امام مالک کا مذہب ہے اور یہی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔

حافظ ابن تیمیہ اس مذکورہ بالا آیت کی تشریح کرتے ہوئے "الصارم المسلول" میں لکھتے ہیں کہ

ذَكَرَ اَنَّهُ لَعَنَهُمْ فِی الدُّنیا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عِذاباً مُهِیْنًا وَاللَّعْنُ اَلْاِ بْعادُ مِنَ الرَّحْمَةِ وَمَنْ طَرَدَهُ عَنْ رَحْمَتِهٖ فِی الدُّنْیا وَالْاٰخِرَةِ لَا یَكُوْنُ اِلاَّ كافِراً فَاِنَّ الْمُؤْمِنُ یَقْرُبُ اِلَیْها بَعْض الاوقات وَلَا یَكُوْنُ مُباحَ الدَّمِ لِاَ نَّ حَقَّ الدَّمِ رَحْمَتُه عُظِیْمَةٌ مِنَ اللهِ فَلا یَثْبُتُ فِی حَقِّهٖ	گستاخانِ رسول کے لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی لعنت اور ذلیل و رسوا کن عذاب مقرر کیا ہے اور لعنت کا معنی اللہ کی رحمت سے دور ہونا اور جسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا مستحق نہ ٹھہرائے وہ کافر ہی ہو سکتا ہے کیونکہ مومن اللہ کی رحمت کا کا مستحق ہوتا ہے اور اس کا خون بہانا جائز نہیں کیونکہ خون کی حفاظت اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم رحمت جس کا کافر مستحق نہیں ہو سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ثالث تسلیم نہ کرنے والا کافر و مرتد ہے۔

جو شخص مسلمان ہونے کا مدعی ہونے کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو برضا

marfat.com

رغبت ثالث نہ مانے قرآن مجید کی رو سے کافر ہے چنانچہ ایک یہودی اور ایک بظاہر کلمہ گو ایک مقدمہ لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے رسول اکرم ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا تو بظاہر کلمہ گو نے کہا یہ مجھے منظور نہیں حضرت عمرؓ کے پاس چلتے ہیں جو وہ فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہوگا لہٰذا دونوں حضرت عمر کے پاس آئے آپ نے آنے کی وجہ دریافت کی اس نے سارا واقعہ بیان کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے واقعہ سن کر فرمایا یہیں ٹھہرو اور خود اندر تشریف لے گئے پھر باہر تشریف لائے کہ تلوار ان کے ہاتھ میں لہرا رہی تھی آپ نے آتے ہی اس شخص کا سر اڑا دیا جس نے حضور ﷺ کا فیصلہ نہیں قبول کیا تھا تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ (تفسیر قرطبی، مظہری جلد دوم، الصارم المسلول)

(اے پیارے) تیرے رب کی قسم کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک آپ ﷺ کو اپنے تمام اختلافات میں اپنا حاکم تسلیم نہ کر لے پھر آپ کے فیصلہ پر دل میں کسی قسم کی تنگی بھی محسوس نہ کرے اور خوب اچھی طرح تسلیم نہ کر لے۔

"الصارم المسلول" میں ابن تیمیہ نے دوسری روایت بھی نقل کی ہے کہ جب ایک شخص نے بارہ گاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک کلمہ گو کو قتل کر دیا ہے تو آپ ﷺ نے جواب دیا "میں عمر کے بارے میں یہ گمان بھی نہیں کر سکتا کہ وہ کسی مسلمان کو قتل کر دے اس پر اللہ

marfat.com

تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر تصدیق کر دی کہ وہ واقعی مومن نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے قتل کے الزام سے بری کر دیا۔

خلیفہ ثانیؓ کے نزدیک گستاخ رسول واجب القتل ہے:- اس آیت مبارکہ کے مذکورہ بالا شان نزول سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس کلمہ گو کو قتل کرنا اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ گستاخ رسولؐ واجب القتل ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کر کے اور حضرت عمرؓ کی تصدیق کرنے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کی رو سے بھی واجب القتل ہے آیئے قرآن پاک میں مذکورہ بالا سے چند آیات قبل کی آیت کا مطالعہ کرتے ہیں۔

گستاخ رسول کا قتل مباح ہے:- اس واقعہ کے بعد اس مقتول کے ورثاء حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قصاص کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا

پس کیسے کہ جب ان کو مصیبت پہنچتی ہے تو آپ کے پاس آکر حلفیہ کہتے ہیں کہ ہمارا مقصد اچھا تھا و برا نہ تھا اللہ ان کے دلوں کی بات جانتا ہے پس ان سے درگذر فرمائیں ار انہیں قول بلیغ کے ساتھ نصیحت فرمائیں۔

اس آیت میں "فاعرض عنھم" کے الفاظ سے مفسرین نے یہی مراد لیا ہے آپ

marfat.com

ﷺ ان کے مطالبہ قصاص کو مسترد کریں کیونکہ وہ شخص قتل کا ہی مستحق تھا۔
قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ اسی جملہ کے تحت فرماتے ہیں۔

اَیْ عَنْ اِعْتِذَارِہٖ اَوْعَنْ اِجَابَتِہِمْ فِی مُطَالَبَتِہٖ بِدَمِ الْمَقْتُوْلِ فَاِنَّ دَمَہٗ ھَدَرٌ
(مظہری ج 2 صفحہ 156)

آپ ﷺ ان کے عذر اور قصاص اور مطالبہ کو ہرگز قبول نہ کیجئے کیونکہ وہ شخص مباح الدم ہونے کی بناء پر قصاص لیے جانے کے قابل ہی نہیں۔

معمولی لفظی گستاخی بھی کفر ہے :-

یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَقُوْلُوا رَاعِنَا وَ قُوْلُوْا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْکَافِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

اے اہل ایمان ! "راعنا" نہ کہو (بلکہ) "انظرنا" کہا کرو اور غور سے سنو اور کفار کے لیے درد ناک عذاب ہے۔

س آیت میں حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ کے آداب بتائے کہ اگر آپ کو مخاطب کرنا ہو۔ سرور عالم ﷺ جب صحابہ کرام سے کلام فرماتے اور صحابہ میں سے کسی کو کوئی بات سمجھ میں نہ آتی تو وہ آپ سے دوبارہ سننے کے لیے عرض کرتے " راعنا یا رسول اللّٰہ" (یا رسول اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائیے) یعنی سمجھانے کے لیے دوبارہ ارشاد فرمائیے یہ جملہ فی نفسہ گستاخانہ نہ تھا مگر یہودیوں نے اپنے باطنی خبث کی بناء پر اسے غلط معنی میں استعمال کرنا شروع کر دیا جس سے دربار رسول ﷺ میں بے ادبی اور گستاخی کا پہلو نکلتا تھا چنانچہ مسلمانوں پر آپ ﷺ کے لیے اس لفظ کے استعمال کی مکمل پابندی لگا دی گئی۔

اگرچہ صحابہ کرام؄ اس لفظ کو بے ادبی و گستاخی کے معنی میں بولنے کا سوچ بھی

marfat.com

نہیں سکتے تھے مگر اس میں معنوی طور پر گستاخی بے ادبی کا پہلو نکل سکتا تھا اس لیے اللہ تعالی نے یہ بھی گوارا نہ فرمایا کہ ایسا لفظ بھی میرے حبیب ﷺ کی طرف منسوب ہو اور فرمایا "انظرنا" کے الفاظ بولے جائیں جن میں سرے سے بے ادبی کا شبہ تک نہیں اہانت و تنقیص کے ذریعہ معمولی سے معمولی گستاخی بھی کفر ہے۔

علامہ محمود آلوسی روح المعانی میں اس جملہ کے تحت فرماتے ہیں کہ اسم ضمیر کی جگہ اسم ظاہر "للکافرین" لانے کا مقصد اس کی طرف آسارہ کرنا ہے کہ آپ ﷺ کی شان میں ذرا سی بے ادبی، معمولی سے اہانت سے کفر لازم آ جاتا ہے۔

اکثر مفسرین نے لکھا ہے اس آیت کا نزول یہ ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ یہود کی زبان سے واقف تھے ان کو دیکھا کہ راعنا کا لفظ آپس میں بولتے ہیں طنز و مزاح سے آپس میں ہنستے ہیں تو آپ نے غصہ میں فرمایا۔

يَا أَعْدَاءَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بِيَدِهٖ لَئِنْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَجُلٍ مِّنْكُمْ يَقُوْلُهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ لَاَضْرِبَنَّ عُنُقَهٗ فَقَالُوْا وَلَسْتُمْ تَقُوْلُوْنَهَا فَنَزَلَتْ هٰذَا الْاٰيَةُ

(تفسیر کبیر، روح المعانی مظہری قرطبی، روح البیان)

اے اللہ کے دشمنو! تم پر لعنت ہو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں نے تم میں سے کسی کو یہ لفظ (راعنا) حضورؐ کے حق میں بولتے ہوئے سن لیا تو میں اس کی گردن آڑا دوں گا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ تم بھی تو یہ لفظ بولتے ہو چنانچہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس لفظ کے استعمال کی ممانعت کی گئی۔

مفسرین کرام نے اس لفظ میں شان رسالت ﷺ میں گستاخی اور بے ادبی

marfat.com

کی کئی احتمالات ذکر کئے ہیں اختصار انکے ذکر کی اجازت نہیں دیتا آپ ان تفاسیر قرطبی' کبیر وغیرہ وغیرہ کا مطالعہ فرمالیں۔

علماء محدثین و مفسرین اور فقہائے کرام کے اقوال

اَجْمَعَ عَوامُ اَہْلِ الْعِلْمِ علٰی اَنَّ سَبَّ النَّبِیِّ ﷺ یُقْتَلُ وَمِمَّنْ قَالَ ذَ الِکَ مَالِکُ بْنُ اَنَسٍ وَاللَّیْثُ وَ اَحْمَدُ وَ اِسْحَاقُ وَھُوَ مَذْھَبُ الشَّافِعِیِّ وَھُوَ مُقْتَضٰی قَوْلِ اَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ وَلَا یُقْبَلُ تَوْبَتُہٗ عِنْدَ ھٰؤُلَاءِ۔

بیشتر اہل علم کا اتفاق ہے کہ گستاخ رسول ؐ کا قتل واجب ہے حضرت امام مالک امام ابوالليث' امام احمد بن جنبل ؒ امام اسحاق ؒ نے یہی قول نقل کیا ہے۔ اور امام شافعی ؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ کے قول کا مقتضیٰ بھی یہی ہے اور ان سب کے نزدیک اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

2۔ گزشتہ صفحات میں تفسیر مظہری کے حوالہ سے امام کمال الدین ابن ہمام کا قول نقل' ہو چکا ہے کہ جو دل سے آپ سے بغض رکھے وہ مرتد ہو جاتا ہے تو گستاخی اور تنقیص شان کے ساتھ تو بطریق اولیٰ مرتد واجب القتل ہو گا اور اس کی توبہ بھی قبول نہ ہوگی یہ اہل کوفہ' امام مالک ؒ بلکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

(فتح القدیر ج 4 صفحہ 407۔ بحوالہ تفسیر مظہری)

marfat.com

عِنْدَ الْمُتَأَخِّرِيْنَ الْمُجْتَہِدِيْنَ اِجْمَاعًا وَ عِنْدَ اَكْثَرِ الْمُتَقَدِّمِيْنَ الْقَتْلُ قَطْعًا۔

اس کی توبہ نہ اللہ کے ہاں مقبول ہے اور نہ لوگوں کے ہاں اور اس کا حکم سوائے قتل کے کچھ نہیں۔ اس پر تمام متاخرین و مجتہدین علماء کا اتفاق ہے۔ اور یہی رائے اکثر متقدمین کی بھی ہے۔

(خلاصہ الفتاوی ج 4 صفحہ 283)

4۔ صاحب در مختار شرح تنویر الابصار اور بحرالرائق شرح کنز الدقائق میں ہے کہ گستاخ رسول ؐ کا حکم دوسرے مرتدین سے جدا ہے دیگر کی توبہ قبول ہو جاتی ہے مگر چند اشخاص کی قبول نہیں ہوتی جن میں پہلا شخص گستاخ رسول ؐ ہے جس کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

5۔ فتاوی عالمگیری جلد دوم میں گستاخی کے الفاظ کی تفصیل بھی بیان کی ہے۔
مثلاً نبی پاک ﷺ کے جوڑے مبارک کو جتڑی کہنا آپ کے بال مبارک کو اسم تصغیر کے ساتھ بولنا اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق کہنا "کہ اگر آپ گندم کا دانہ نہ کھاتے تو ہم شقی نہ بنتے" سے بھی مرتد ہو جاتا ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے۔

تفصیل کے لئے عالمگیری کا مطالعہ ضرور کیجئے۔

نوٹ :۔ آج کل حکومت پاکستان نے گستاخ رسول ؐ کے قانون میں ترمیم کرنے کے متعلق پہلے بیان دیا کہ اس میں ترمیم کی جا رہی جب عوام و خواص نے پاکستان کے رد عمل کو دیکھا کہ ان میں شدید رد عمل پایا جاتا ہے تو یہ بیان دینا شروع کر دیا کہ ناموس رسالت ؐ کے قانون کو نہ ختم کیا جا رہا ہے اور نہ ہی اس میں ترمیم کی جا رہی ہے بلکہ اس کے پرو-سجرز میں کچھ تبدیلی کی جا رہی ہے۔ کہ یہ قانون پولیس کے قابل دست اندازی نہ رہے بلکہ پہلے یہ تحقیق کی جانی چاہیے کہ آیا وہ شخص گستاخی و توہین کا مرتکب بھی ہوا یا نہیں ہے الزام ثابت نہ ہونے پر الزام لگانے والے کو سخت

marfat.com

سزا بھگتنا ہوگی۔

اس پر سوال یہ ہے کہ آج تک کتنے افراد کو اس قانون کے تحت سزا مل چکی ہے دوسرا عدلیہ کا کیا کام ہے ان کا فرض منصبی یہی ہے کہ ملزم اور مجرم میں امتیاز کر کے مجرم کو سزا دے اور غیر مجرم کو بری کیا جائے نمبر 3- اگر انتظامیہ اور پولیس اس کے خلاف ہو تو کون جرم ثابت کر سکے گا نمبر 4- اس میں ملزم کو تحفظ ملتا ہے کہ کون الزام ثابت کرے کہ ثابت نہ ہونے کی صورت میں سخت سزا بھگتنے کے لیے تیار رہو گا نمبر 5- پس پردہ مسلمان کی غیرت ایمانی کو ختم کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔

اپنے رسولؐ یا کسی بھی رسولؐ کی تنقیص اہانت یا گستاخی و بے ادبی سن کر خاموش رہنا ورنہ سخت سزا کے لیے تیار ہو جاؤ۔ تو اس پروسیجرز کے ذریعہ ناموس رسالتؐ کا تحفظ نہیں ہوتا بلکہ گستاخ رسول کا تحفظ ہو رہا ہے اور گستاخ رسولؐ کو تحفظ دینے والا بھی گستاخان رسولؐ کے گروہ میں شمار ہوتا ہے اسی بناء پر اہل پاکستان نے کسی کے کہے بغیر ہڑتالیں۔ احتجاج، جلسے اور جلوس شروع کئے اور ابھی تک احتجاج جا رہی ہے۔ اور حکومت کے دو ٹوک اور واضح اعلان تک کہ اس قانون میں کسی قسم کی ترمیم یا اس کے پروسیجرز میں کوئی تبدیل نہیں کی جائے گی، تک احتجاج جاری رہے گا۔ ورنہ اس قانون کی زد میں موجودہ حکومت کا خاتمہ یقینی ہو جائے گا کیونکہ اہل پاکستان اگرچہ کتنے ہی بے عمل ہیں مگر ان میں ابھی تک غیرت ایمانی موجود ہے اور اس قانون میں کسی قسم کی تبدیلی برداشت کرنے کے لیے تیار نہ ہے اور نہ ہوگی۔

عقیدہ :- رسول اکرم ﷺ کو آپ کی حیات ظاہرہ اور بعد از وصال حرف نداء کے ساتھ پکارنا جائز ہے۔ یہ سلف صالحین کا معمول چلا آ رہا ہے۔

۔ (دلیل نمبر 1) چنانچہ آخری تشہد میں السلام علیک ایھا النبی و رحمتہ اللہ و برکاتہ پڑھا جاتا ہے جو کہ خود رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو تعلیم دیا تھا۔

marfat.com

امام عبدالوهاب شعرانی میزان الکبریٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ شارع علیہ السلام اس لیے نماز میں درود و سلام کا نمازی کو حکم دیا ہے تاکہ غافلوں کو آگاہ ہو جائے کہ جس پروردگار کے حضور میں بیٹھے ہو اس دربار میں تمہارے پیارے نبی علیہ السلام بھی موجود ہیں۔

امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

وَاحْضُرْ فِیْ قَلْبِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ شَخْصَہُ الْکَرِیْمَ وَ قُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَتُہ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ۔	تو اپنے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک کو حاضر سمجھ اور کہہ السلام علیک۔

فتح الباری میں عبد اللہ بن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکالمہ درج ہے۔

قَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ اِنَّمَا کُنَّا نَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنْکَانَ حَیًّا فَقَالَ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ ھٰکَذَا عُلِّمْنَا وَھٰکَذَا نُعَلِّمُ	ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم حضور علیہ السلام کی زندگی میں السلام علیک ایھا النبی کہتے تھے تو ابن مسعودؓ نے کہا اسی طرح (بصیغہ خطاب) ہم سکھائے گئے اور اسی طرح ہم تعلیم دیتے ہیں

(فتح الباری پ 4 صفحہ 453)

marfat.com

(دلیل 2) قاضی عیاض علیہ الرحمتہ نے شفا شریف میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں سو گیا تھا کسی نہ کہا اُذْکُرْ اُحَبَّ النَّاسِ اِلَیکَ کہ جو سب لوگوں میں سے تمہیں زیادہ پیارا ہے اس کو یاد کر تو آپ نے پکارا یا محمد پاؤں الفور اچھا ہو گیا۔ دیکھئے حالت غیب میں بلفظ حاضر خطاب فرما رہے ہیں۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔
علامہ خفاجی لکھتے ہیں روی مثلہ (ای مثل قول ابن عمر)

لِا بْنِ عَبَّاسٍ وَ ذَکَرَہُ النَّوَوِیُّ فِی اِذْکَارِہٖ وَ رَوَی الضامِنَ غَیْرَ ھُمَا وَھٰ ہٖ تَعَاھَدَہٗ اَہْلُ الْمَدِیْنَہ

یعنی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح پاؤں سن ہو جانے کی وجہ سے یا محمد۔ کہنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی آیا ہے امام نووی نے اپنی کتاب اذکار میں ذکر کیا ہے اور ان دونوں کے سوا اور حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے اور یہ امر اہل مدینہ کی عادات میں سے ہے۔

دلیل 3 اور 4 استمداد کے عقیدہ میں نابینا صحابی کو حضور علیہ السلام کا دعا تعلیم دینا اور حضرت عثمان بن حنیف کا ایک شخص کو قضائے حاجت کے لیے تعلیم دینا مذکور ہو چکی ہیں۔ اس جگہ ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل 5 حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوران خطبہ ساریہ کو آواز دینا اور جناب ساریہ نماوند میں سن لینا مشکوۃ شریف میں موجود ہے۔

marfat.com

○ خواجہ معین الدین علیہ الرحمتہ نے پکارا

یارسول اللہ شفاعت از تو میدارم امید
باوجود صد ہزاراں جرم در روز جزا

مولانا عبد الرحمٰن جامی نے پکارا

زمہجوری برآمد جان عالم۔ ترحم یا نبی اللہ ترحم

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے پکارا۔

یا صاحب الجمال ویا سید البشر من وجہک المنیر لقد نور القمر

شیخ شرف الدین بو میری نے پکارا۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ۔ سواک عند حلول الحاوث العجم

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کہا۔

صلی اللہ علیک یا خیر خلقہ۔ یا خیر مامول و یاخیر واھب

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمتہ نے پکارا۔

پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو۔
بس اب قید دو عالم سے چھڑا دو یا رسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

عقیدہ :- نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی منانا جائز ہے اور مستحسن

marfat.com

ہے کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی نعمت کبریٰ ہیں۔

دلیل نمبر 1 امام القراء حافظ شمس الدین ابن جزری نے اپنی کتاب "عرف التعریف بالمولد الشریف" میں رقمطراز ہیں۔

قَدْ رُوِیَ اَبُوْ لَہَبٍ بَعْدَ مَوْتِہٖ فِی
النَّوْمِ فَقِیْلَ لَہٗ مَاحَالُکَ
فَقَالَ فِی النَّارِ اِلَّا اَنَّہٗ خُفِّفَ
عَنِّیْ کُلَّ اِثْنَیْنِ وَ اَمُصُّ بَیْنَ
اِصْبَعِیْ مَاءً بِقَدْرِ ھٰذَا وَ
اَشَارَ بِرَأْسِ اِصْبَعِہٖ وَاَنَّ ذٰ
لِکَ بِاِعْتَاقِیْ لِثُوَیْبَۃِ
عِنْدَمَا بَشَّرَتْنِیْ بِوِلَادَۃِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَبِاِرْضَاعِھَا لَہٗ فَاِذَا کَانَ
اَبُوْلَہَبٍ الْکَافِرُ الَّذِیْ نَزَلَ
الْقُرْآنُ بِذَمِّہٖ جُوْزِیَ فِی
النَّارِ بِفَرْحِہٖ لَیْلَۃَ مَوْلِدِ
النَّبِیِّ بِہٖ فَمَا حَالُ الْمُسْلِمِ
الْمُوَحِّدِ مِنْ اُمَّتِہِ النَّبِیِّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسَرُّ
بِمَوْلِدِ النَّبِیِّ بِہٖ وَیَبْذُلُ
مَاتَصِلُ اِلَیْہِ قُدْرَتُہٗ فِیْ
مَحَبَّتِہٖ لَعَمْرِیْ اِنَّمَا یَکُوْنُ
جَزَاءُہٗ مِنَ اللّٰہِ الْکَرِیْمِ

مروی ہے کہ کسی نے ابولہب کو
خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ
تیرا کیا حال ہے تو اس نے
جواب دیا عذاب دوزخ میں ہوں
مگر پیر کی رات عذاب میں
تخفیف ہو جاتی ہے۔ انگلیوں
کے درمیان سے بقدر ناخن پانی
چوستا ہوں یہ اس وجہ سے کہ
میں اپنی کنیز ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔
کہ اس نے حضرت رسول اکرم
ﷺ کی ولادت کی
خوشخبری سنائی اور ان کو دودھ
پلایا جب ابو لہب کافر جس کی
مذمت میں قرآن میں ایک
پوری سورت نازل ہوئی اس کو
حضور علیہ السلام کی ولادت کی
خوشی کا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ تو پھر
ایک مسلمان آپ کا امتی آپ
کی ولادت کی خوشی منائے
حسب استطاعت مال خرچ کرے

marfat.com

بِفَضْلِہٖ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ۔

تو بخدا اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا فرمائے گا۔ (الحاوی للفتاوی ج 1 صفحہ 197)

دلیل نمبر 2 قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ذٰلِکَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ۔

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے حصول پر خوشی مناؤ۔

یہ بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں جب مطلقاً" فضل اور رحمت کے حاصل ہونے پر فرحت و سرور کا امر ہے تو رحمت للعالمین کے حصول پر خوشی منانا بطریق اولیٰ ثابت ہو گا۔

رہا یہ سوال کہ حضور علیہ السلام کی رحمت تو ہمیں ہر آن اور ہر لمحہ حاصل ہو رہی ہے تو پھر یوم میلاد سے کیا خصوصیت ہے جواب یہ ہے کہ یوم میلاد کی خصوصیت قرآن و حدیث سے ثابت ہے چنانچہ قرآن حکیم فرماتا ہے حضرت یحیٰ علیہ السلام کے بارے وَسَلٰمٌ عَلَیْہِ یَوْمَ وُلِدَ اور حضرت یحی پر سلام ہو جس دن وہ پیدا ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔

وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ

مجھ پر سلام ہو میرے میلاد کے دن۔

3- مشکوۃ شریف میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

ابو قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا

marfat.com

وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ قَالَ فِيْهِ وُلِدْتُّ وَفِيْهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ۔

گیا کہ آپ پیر کا روزہ کیوں رکھتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا اس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی کا نزول شروع ہوا۔

4- شیخ عبدالحق محدث دہلوی "ما ثبت بالسنہ" میں فرماتے ہیں۔

وَلَا يَزَالُ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَحْتَفِلُوْنَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهٖ وَيَعْمَلُوْنَ الْوَلَائِمَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ فِیْ لَيَالِيْهِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَيُظْهِرُوْنَ السُّرُوْرَ وَيَزِيْدُوْنَ فِی الْمَبَرَّاتِ وَيَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَةِ مَوْلِدِهِ الْكَرِيْمِ وَيَظْهَرُ عَلَيْهِمْ مِنْ مَكَانِهٖ كُلَّ فَضْلٍ عَمِيْمٍ وَ مِمَّا جُرِّبَ مِنْ خَوَاصِهٖ اَنَّهٗ اَمَانٌ فِیْ ذَالِكَ الْعَامِ وَ بُشْرٰى عَاجِلٍ بِنَيْلِ الْبُغْيَةِ وَالْمَرَامِ فَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَءً اِتَّخَذَ لَيَالِیَ شَهْرِ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكِ اَعْيَادًا لِيَكُوْنَ اَشَدَّ غَلَبِهٖ عَلٰى مَنْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ عِنَادًا

(ما ثبت بالسنہ صفحہ 40)

ہمیشہ اہل اسلام نبی کریم ﷺ کی ولادت کے مہینہ میں محفلیں منعقد کرتے ہیں دعوتیں کرتے ہیں راتوں کو صدقہ و خیرات کرتے ہیں اظہار مسرت اور نیکیوں میں اضافہ کرتے ہیں اور آپ کی ولادت مبارکہ کے واقعات پڑھتے ہیں اور ان پر اس وجہ سے فضل ظاہر ہوتا ہے اور تجربہ سے ثابت ہے کہ محفل میلاد کی برکت سے سارا سال امن رہتا ہے اور مطلوب برآ ہونے کی جلد بشارت ملتی ہے پس خدا فضل و کرم کرے اس شخص پر جس نے ماہ ربیع الاول کی ہر شب کو عید بنا دیا تاکہ عظمت

marfat.com

نبوی کے منکروں اور تنقیص
رسالت کرنے والوں پر یہ خوشی
مزید گراں گزرے اور ان کا
اندرونی مرض زیادہ بڑھے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنے والد شاہ عبدالرحیم کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اَخبَرَنی سَیِّدِیَ الْوالِدُ قَالَ کُنتُ اَصْنَعُ فِی اَیَّامِ الْمَولِدِ طَعَامًا صِلَةً بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَفتَحْ لِیْ سَنَةً مِنَ السِّنِیْنَ شَیْئٌ اَصْنَعُ بِه طَعَامًا فَلَمْ اَجِدُ حِمَصاً مَقْلِیاً فَقَسَمْتُهُ بَیْنَ النَّاسِ فَرَأَیْتُهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ بَیْنَ یَدَیْهِ هٰذا الْحِمَصَ مُتَبَهِجاً بَشَّاشاً۔

(درثمین صفحہ 41)

میرے والد مکرم فرماتے ہیں کہ میں ایام میلاد شریف میں کھانا پکایا کرتا تھا تاکہ آپ سے نیازمندی اور نسبت قائم رہے ایک سال میرے پاس کچھ نہ تھا جس سے میں کھانا پکاتا۔ پس میں نے بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ نہ پایا تو میں نے ان چنوں کو ہی لوگوں میں تقسیم کر دیا تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بے حد خوش اور مسرور ہیں۔

عقیدہ :- اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں انبیاء علیہم السلام پر جو کتابیں اور صحیفے نازل کیے ہیں وہ سب برحق ہیں بڑی چار کتابیں نازل ہوئیں تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اور انجیل حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام اور

marfat.com

قرآن حضرت سیدنا و مولانا محمد ﷺ پر نازل ہوئی قرآن تمام سابقہ کتب آسمانی کی ناسخ ہے قرآن حکیم قیامت تک واجب التعمیل ہے۔

شرح عمدہ میں ہے کہ کل آسمانی کتابیں ایک سو چار ہیں دس صحیفے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئے پچاس حضرت شیث علیہ السلام پر تیس حضرت ادریس علیہ السلام پر اور دس حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات سے پہلے نازل ہوئے اور چار بڑی کتابیں نازل ہوئی جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکار یہود یا یہودی کہلاتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار نصاریٰ یا عیسائی کہلاتے ہیں۔

عقیدہ :-قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری وحی' ہادی انسانیت اور کائنات کے لیے روشنی کا مینار اور ہدایت و موعظت کا خزینہ سید المرسلین خاتم النبیین سیدنا محمد ﷺ پر تقریباً" تیئس برس میں مکمل نازل ہوا۔

قرآن کیا ہے کیوں نازل ہوا کس شان سے نازل ہوا اور کس مقدس سینہ پر نازل ہوا خود قرآن مجید نے اسے بیان فرما دیا۔

تَنزِيلٌ مِن رَّبِّ الْعَالَمِينَ۔ (الحاقہ)

اس نے اتارا جو سارے جہان کا مالک ہے۔

تَنزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ (حم السجدہ)

حکمت و ستائش کے مالک کی طرف سے اترا۔

کیوں نازل ہوا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ

سب تعریفات اس ذات خداوندی کے لیے جس نے

marfat.com

لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا۔

اپنے بندے پر قرآن اس لیے نازل کیا کہ آپ تمام کائنات کو خدا کے عذاب سے ڈرائیں۔

(فرقان)

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ بِیَانًا لِکُلِّ شَیْءٍ

ہم نے تم پر کتاب تاری جس میں ہر شی کا بیان ہے۔

کس مقدس سینہ پر نازل ہوا۔

نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر نازل ہوا۔

فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِکَ بِاِذْنِ اللّٰہِ

تو اس نے آپ کے دل پر اللہ کے حکم سے قرآن نازل کیا۔

کس شان سے نازل ہوا۔

وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ۔

ہم نے آپ پر کتاب حق کے ساتھ اتاری۔

لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ۔

باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے۔

کس مہینے میں نازل ہوا۔

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ۔

رمضان کا وہ ماہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔

(بقرہ)

marfat.com

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ۔ ہم نے اس قدر (برکت) والی رات کو نازل کیا۔

(قدر)

نزول قرآن کی کیفیت:۔ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر قرآن کا یکبارگی نزول رمضان میں ہوا جبریل امین لوح محفوظ سے پورا قرآن اخذ کر کے آسمان دنیا پر لائے اور فرشتوں کو املاء کرایا اور فرشتوں نے موجودہ ترتیب کے مطابق اپنے صحیفوں میں لکھ کر بیت العزۃ میں رکھ دیا جو آسمان دنیا پر ایک مقام ہے پھر یہاں سے حسب حکمت الٰہی حضرت جبریل جتنا جتنا منظور الٰہی ہوا بحضور نبویؐ لاتے رہے علماء نے فرمایا صحف ابراہیم رمضان کی یکم کو تورات 2 انجیل 13 اور قرآن 27 کو نازل ہوا جتنا قرآن ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک نازل ہوتا نبی اکرم ﷺ حضرت جبرئیل کے ساتھ اس کا دور فرماتے جس سال حضور علیہ السلام کا وصال ہوا اس سال دوبار دور کیا

(بخاری شریف)

نزول قرآن کی ابتداء:۔ نبی اکرم ﷺ ابتدائے عمر سے ہی ہمیشہ یاد الٰہی میں رہا کرتے تھے لہٰذا آپ کو تنہائی پسند تھی مکے کے پاس ایک پہاڑ میں غار ہے اس کو غار حرا کہتے ہیں اس میں تنہا بیٹھ کر یاد الٰہی کرتے تھے کئی روز کا کھانا پینا ساتھ ہی لے جایا کرتے تھے کبھی آپ کی بیوی ام المومنین حضرت خدیجہؓ آیا کرتی تھیں پس جب آپ کی چالیس کی عمر ہوئی اسی غار حرا میں جبرئیل امین نے آپ کے پاس پہلی وحی لائے اور کہنے لگے کہ پڑھ آپ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں جبرئیل امین نے اسی طرح کہا میں نے اسی طرح جواب دیا تیسری بار کہا۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ پڑھیئے اس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔

marfat.com

اسی طرح سورہ علق کی پہلی پانچ آیات نازل ہوئیں آپ اس کیفیت سے واقف نہ تھے گھبرا کر گھر تشریف لائے حضرت خدیجہؓ سے سب قصہ بیان کیا حضرت خدیجہ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لائیں جو انجیل سے خوب واقف تھے سن کر کہنے لگے یہ جبرئیل ہیں اور جس رسول کے پاس آئے ہیں لوگ ان کے دشمن ہو گئے اور کاش جب قریش آپ کو مکہ سے نکالیں گے میں بھی جوان ہوتا کہ آپ کی مدد کر سکتا اور قبل از نبوت سوائے ورقہ کے اور بہت سے راھب آپ کے منتظر تھے شب و روز یہی دعا مانگتے تھے درخت آپ کو السلام علیک یا رسول اللہ پھر چھ ماہ تک آپ پر کوئی آیت یا سورت نازل نہ ہوئی پھر سورہ مدثر نازل ہوئی پھر مسلسل نزول قرآن شروع ہوا۔

اعجاز قرآن

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی بے مثل کتاب ہے جس کی نظیر آج تک کوئی پیش کرنے کی جسارت نہیں کر سکا حضور علیہ السلام کے معجزات میں سے سب سے ارفع و اعلیٰ معجزہ ہے اس کی کئی وجوہ اعجاز بیان کی گئی ہیں۔ مولانا عبد الشکور سالمی نے اپنی کتاب التمہید میں بارہ وجوہ کا ذکر کیا ہے جن کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

نمبر 1- نظم و معنی کے لحاظ سے کہ اس کی نظم (الفاظ) شعراء کے کلام کی مانند نہیں ہے بلکہ نظم خاص ہے جو غیر معمولی طبیعت سے ماورا اور فطرت سے فوق و برتر ہے۔

نمبر 2- لغت کے اعتبار سے بھی کہ وہ مختلف لغات کا اجتماع عربی اور دوسری لغتوں کے معروف الفاظ ہیں مثلاً رومی، فارسی، حبشی بربری وغیرہا اس کے باوجود عربیت و معانی میں ذرہ بھر فرق نہیں۔

نمبر 3- الفاظ میں ایجاز اور اختصار کہ الفاظ قلیل اور معانی کثیرہ ہیں۔

نمبر 4- مستعار الفاظ کا استعمال اور کثیر ضمائر ہونے کے باوجود معنی میں کوئی

marfat.com

خلل واقع نہیں ہے۔

نمبر5- الفاظ کی تقدیم، تاخیر، تقطیع و تفصیل اور معانی میں ترتیب ہے

نمبر6- الفاظ میں قرات سبعہ کے لحاظ سے تغیر ہونے کے باوصف حکم و معنی میں مطابقت ہے۔

نمبر7- الفاظ کا مجازی معنی میں استعمال اور پھر بھی مرادی معنی کے تحقیق میں کسی قسم کا نقص واقع نہیں۔

نمبر8- الفاظ میں جمع و توافق ہے مگر احکام و معانی متفرق و جدا ہیں۔

نمبر9- افہام کے قریب اور ادراک و بیان سے دور

نمبر 10- آسان و سہل اور معروف کا الفاظ کا ذکر اور ان کا علم مخلوق کے ذہنوں سے سلب کر لیا۔

نمبر 11- قرآن حکیم میں کسی قسم کی تبدیلی، تغیر، زیادتی اور نقصان کی کسی کو طاقت نہیں

نمبر 12- اس میں غیب کا بیان ہے اور وہ اسی طرح ظاہر ہو رہا ہے جیسے قرآن کریم نے بیان مثلاً فرمایا "لَتَدۡخُلُنَّ الۡمَسۡجِدَ الۡحَرَامَ" اے مومنو تم مسجد حرام ہوگے اور جیسے یہود کو حکم ہو اور جیسے یہود کو حکم ہو اور " فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ" اور ایسے ہی یہود و نصاری کے مباہلہ "قل تعالو ندع اور ابناء کم۔ (الایہ)

قرات سبعہ

عقیدہ:- امت کا اجماع ہے کہ اگر قرآن پاک کو ساتوں قراتوں کیساتھ نماز یا خارج میں نماز میں پڑھا جائے تو جائز ہے۔

اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پاک ساتوں قراتوں

marfat.com

میں نازل ہوا ہے سب قراتیں شافی و کافی ہیں نیز ساتوں قراتیں نقل متواتر کے سات ہم تک پہنچی ہیں۔ جوان میں سے ایک قرائت کا انکار کرے کافر ہو جائیگا۔

سوال۔ اگر یہ سوال ہو کر اللہ تعالی نے سات قرائتوں سے تکلم فرمایا یا ایک قرائت سے کلام فرمایا؟

جواب - ہم کہیں گے اللہ تعالی نے قرآن کے ساتھ تکلم فرمایا بغیر قرائتوں کے اور اللہ تعالی متکلم ہے نہ عربی نہ سریانی نہ لغتوں میں سے کسی لغت میں اس لیے کہ لغت حرف و آواز کی محتاج ہوتی ہے اللہ تعالی اس سے منزہ و پاک ہے۔ اور اس کا کلام عربی فارسی سریانی نہیں اور اس کا کلام واحد ہے لغات کا مقتضی اور موجب نہین اور ایک کلام سے متکلم ہے اور کلام اس کی صفت ہے لیکن جبریل علیہ السلام اللہ کے حکم سے اس کا کلام پیغمبر کی زبان کی مطابق لے کر اترے تو قرآن سات قرائتوں میں نازل ہوا۔

اس پر دلیل یہ ہے (جو مروی ہے) کہ حضور کے سامنے ایک قرائت میں قرآن پڑھا گیا تو آپ نے فرمایا اس طرح نازل ہوا پھر دوسرے آدمی نے دوسری قرائت سے پڑہا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح اترا اور ساتوں قرائتوں کے نقل و عمل پر امت کا اجماع ہے پس جو کچھ ہم نے کہا صحیح ثابت ہو گیا۔

قرات سبعہ کے علاوہ کسی قرائت کا منکر کافر نہیں ہو گا۔ :-جو رواتیں ان سات قرائتوں سے خارج ہیں وہ بھی حضور سے مروی ہیں مگر تو اتر سے منقول نہیں تو وہ قرائتیں خبرواحد کا حکم رکھتی ہیں----- اور کلام اللہ خبرواحد سے ثابت نہیں ہوتا جو ان کا انکار کرے کافر نہیں ہو گا۔

روایت معروف کا انکار کرنے والا فاسق ہے :- اگر وہ روایت

marfat.com

معروف ہے تو اس کا انکار کرنے سے فاسق ہوجائیگا۔ اور اگر وہ قرات شاذہ ہے تو اس کے انکار سے فاسق بھیؔ ہوگا ایسے ہی اگر قرأت معروف و مشہور ہے تو نماز میں پڑھنا جائز ہے اور قرات شاذہ سے نماز پڑھی تو جائز نہیں یہ قراء کرام کے نزدیک ہے لیکن فقہاء کرام کے نزدیک پر لغت میں پڑھنا جائز ہے اور فارسی میں بھی بشرط اعجاز جائز ہے اور مسئلہ کا مقام اصول فقہ ہے۔

اس لیے مباہلہ میں حاضرین نہیں ہوئے ان کی کتابوں میں لکھا تھا کہ اگر حاضر ہوئے تو ملعون ہو جائیں گے اور ایسے ہی قرآن پاک میں قصص ماضیہ کی خبردی حالانکہ نبی کریم ﷺ نے کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہیں کیا اور کتابیں نہیں پڑھیں تو جو کچھ فرمایا اور خبردی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھی---- اور اس پر دلیل کہ قرآن کریم معجز ہے اور مخلوق اس جیسی آیات لانے سے عاجز ہوئی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے جیلنج کیا اور تحدی فرمائی کہ **فَأْتُوْ بِكِتَابٍ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ**" جب عرب اس جیسی کتاب لانے سے عاجز ہوگئے تو فرمایا "**فاتو ا بعشر سور مفتریات ای مختلفات**" یعنی دس سورتیں سورہ بقرہ سے سورہ ھود تک لے آؤ جب اس سے بھی عاجز رہے تو فرمایا۔ " **فاتو ا سورۃ من مثلہ**" کہ اس کی مثل ایک سورت ہی لاؤ" یعنی طویل سورۃ مثل سورت بقرہ کے یا مختصر سی سورت مثل سورت کوثر کے جب اس سے بھی عاجز رہے تو پھر فرمایا " **قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا**

علوم قرآن

قرآن مجید علوم و فنون اور مضامین کے متعلق ارشاد فرماتا ہے کہ

marfat.com

مَافَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْئٍ۔

ہم نے کتاب (قرآن) میں کوئی چیز نہیں چھوڑی۔

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ تِبْیَاناً لِکُلِّ شَیْئٍ۔

ہم نے تم پر کتاب اتاری جس میں ہر شے کا بیان موجود ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمتہ نے ایک ارشاد فرمایا تم جو پوچھو گے اس کا جواب قرآن سے دوں گا کسی نے دریافت کیا سراؤں کا قرآن مجید میں کہاں ذکر ہے تو فرمایا۔

لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتاً غَیْرَ مَسْکُوْنَۃٍ فِیْھَا مَتَاعٌ لَّکُمْ۔

تم پر کوئی قباحت نہیں کہ ایسے گھروں میں بلا اجازت داخل ہو جاؤ جہاں کوئی رہائش پذیر نہیں یہ تمہارے فائدے کے لیے ہے۔

تو اس میں غیر مسکونہ کا لفظ بتا رہا ہے کہ اس سے مراد سرائے ہے۔

علوم قرآن میں سے علوم نظریہ ہیں جیسے کہ توحید۔ اسماء و صفات الٰہی ورد شرک۔ عقیدہ آخرت۔ عالم جسمانی کی حقیقت اور اس کی موت و حیات۔ محاسبہ۔ نامہ اعمال۔ صراط جہنم معہ جنت و دوزخ وغیرہا۔

علوم عملیہ میں سے تہذیب نفس اور اس کے مختلف شعبے یعنی اگر شخص واحد کی انفرادی اصلاح اور فلاح و سعادت سے متعلق علم کو علم تہذیب النفس کہتے ہیں اور جو چند افراد کے باہمی معاملات سے متعلق عملی باتوں کے علم کو ہے اس کو علم تدبیر المنزل کہتے ہیں اگر ان چیزوں کا علم ہے جو کسی قوم کی اجتماعی زندگی اور نظام حکومت سے تعلق رکھتے ہیں تو اس کو علم سیاست مدن یعنی سیاست مدینہ کہتے ہیں تو انسان کی قوت علمیہ کی اصلاح و تکمیل ان تینوں علوم پر مشتمل ہے علم تہذیب النفس۔ تدبیر المنزل اور سیاست مدینہ ان تینوں کے متعلق قرآن مجید میں واضح ہدایات موجود ہیں۔ تہذیب النفس کے دو اہم شعبے ہیں اخلاق رذیلہ سے اجتناب اس کو تخلیہ اور تزکیہ

marfat.com

نفس کہتے ہیں دوسرا اخلاق حسنہ سے آراستہ ہونا جس کو تجلیہ کہتے ہیں ان دو کے اصول پر واضح بحث کی ہے اور ظاہری جسم کے تزکیہ میں بدن۔ کپڑے۔ جگہ کی طہارت جس کو ماہرین فقہ کتاب الصلوٰۃ یعنی نماز کے بیان میں طہارت کے عنوان سے اس کے مسائل و فضائل سے بحث کرتے ہیں۔

اسی طرح زبان کی طہارت یعنی جھوٹ۔ جھوٹی قسم۔ فحش گوئی وغیرہ سے آنکھ اور کانوں کی طہارت، قلب و دماغ کی طہارت بے ہودہ و لغو خیالات اور اوہام سے وغیرہا شرم گاہ کی طہارت حرام کاری وغیرہا سے، پیٹ کی طہارت حرام اور مشتبہا کولات و مشروبات سے۔ اخلاق کی طہارت مثلاً" شہوت نفس۔ غضب و غصہ اور کبر و نخوت و غرور وغیرہا سے۔

علم تجلیہ میں عمل صالح۔ خشوع و خضوع۔ عجز و انکساری۔ ارکان خمسہ کی ادائیگی۔ ذکر الٰہی۔ توبہ و استغفار۔ صبر و شکر۔ توکل۔ زہد عن الدنیا۔ تقویٰ، قناعت۔ صداقت و راستی تسلیم و رضا۔ عبرت۔ صلہ رحمی۔ ناپ و تول میں انصاف۔ سچی گواہی۔ صلح جوئی۔ حقوق العباد۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر جیسے اوصاف حمیدہ شامل ہیں جن کے متعلق قرآن مجید نے متعدد مقامات پر واضح ہدایات دی ہیں اور اس کے فضائل کا ذکر ہے دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں۔

مضامین قرآن:- قرآن مجید میں بے شمار مضامین بیان ہوئے ہیں۔ انسان کی رہبری کے لیے تمام ہدایات اس کتاب الٰہی میں مذکور ہیں۔ جن میں سے چند اہم عنوانات درج ذیل ہیں۔

1- **عقائد:**- عقائد کے سلسلے میں عقیدہ توحید کا بار بار ذکر ہوا ہے۔ مختلف طریقوں سے یہ بات ذہن نشین کرائی گئی ہے۔ کہ اللہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ سب کا خالق ہے۔ زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے، دریا اور پہاڑ سب اسی نے بنائے ہیں۔ جمادات، نباتات، اور حیوانات سب اسی کی مخلوق ہیں۔ وہ سب کا خالق ہی نہیں بلکہ محافظ بھی ہے۔ وہ اپنی ذات اور صفات میں لاشریک ہے۔

قرآن مجید نے عقیدہ قیامت پر بھی خاصا زور دیا ہے اور یہ بتلایا کہ زندگی یہیں ختم نہیں ہو

marfat.com

جاتی بلکہ موت کے بعد بھی ایک اور زندگی ہے جو اس عارضی دنیوی زندگی کے برعکس دائمی اور ابدی ہے۔ ایک دن تمام انسانوں کو جمع کیا جائے گا' ان کا حساب لیا جائے گا اور ان کے اعمال کے مطابق ان کو جزا اور سزادی جائے گی۔ اس لیے انسان کو یاد رکھنا چاہیے کہ اسے ایک دن اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر جواب دہ ہونا ہے۔

قرآن مجید نے اس بات کا بھی کئی مقامات پر تذکرہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کی ہدایت کی خاطر اپنے نیک بندوں کو نبی اور رسول بنا کر بھیجتا ہے تاکہ انسان ان کی پیروی میں راہ راست پر چل کر اعلیٰ مقام حاصل کریں۔ چونکہ انبیاء اور رسل علیہم السلام اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لیے ان پر بھی ایمان لانا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ ان پر ایمان لائے بغیر انسان خدا کے پیغام اور احکام کو نہیں پاسکتا۔ یہی ہستیاں اللہ اور بندے کے درمیان واسطہ ہوتی ہیں۔ چونکہ فرشتے اللہ کا پیغام لے کر انبیاء علیہم السلام کے پاس آتے ہیں۔ اس لیے ان کو بھی اللہ کی معصوم مخلوق کی حیثیت سے ماننا ضروری ہے۔ یوں عقائد کے باب میں توحید' رسالت' قیامت' ملائکہ اور اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

2۔ عبادات:۔ قرآن مجید میں نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ اور جہاد کے متعلق بھی احکام بیان ہوئے ہیں۔ خاص طور سے نماز' زکوٰۃ اور جہاد کے مسائل کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

3۔ معاملات:۔ معاملات میں نکاح' طلاق' میراث' تجارت اور لین دین وغیرہ کے احکام شامل ہیں۔

4۔ اخلاقیات:۔ قرآن مجید میں اجتماعی اور انفرادی اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے۔ جن میں والدین کی اطاعت اور ان کے حقوق کی ادائیگی کو مختلف صورتوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح میاں بیوی کے حقوق و فرائض اور رعایا اور حاکم کے حقوق بیاں ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ عدل۔ ایفائے عہد۔ صدق و امانت اور صبرو تحمل کا حکم دیا گیا ہے۔ قتل' زنا' چوری' بغاوت' بہتان طرازی' شراب

marfat.com

خوری، جوا اور غیبت سے منع کیا گیا ہے۔ غرض یہ کہ تمام فضائل اور رذائل کے متعلق احکام موجود ہیں۔

5- **قصص** :- قرآن کریم میں انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں کے واقعات بیان ہوئے ہیں تاکہ لوگ سبق حاصل کریں۔ متعدد اقوام کا ذکر بھی ہوا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا لیکن وہ اپنی ناشکری اور بے راہ روی کے باعث عذاب الٰہی کی مستحق ہوئیں اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا۔

اس کے علاوہ حضور ﷺ کے فضائل اور مناقب کا تذکرہ بھی قرآن کریم میں جگہ جگہ ملتا ہے اور لوگوں کو آپؐ کے اتباع کی تاکید کی گئی ہے۔ اسی طرح کائنات کی تخلیق اور اس میں تدبر اور غور و فکر کی دعوت بھی قرآن کریم کا خاص عنوان ہے۔

آداب تلاوت قرآن

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ لفظ قرآن قراۃ سے بنا ہے جس کے معنی پڑھنے کے ہیں۔ قرآن و حدیث میں اس کتاب الٰہی کی تلاوت پر زور دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔ پس تم سے جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو۔

(المزمل:73:30)

احادیث میں بھی تلاوت قرآن کریم کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ اور تلاوت پر مداومت کی تاکید کی گئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔ "میری امت کی سب سے افضل عبادت تلاوت قرآن کریم ہے۔" قرآن کریم کی تلاوت کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ حدیث شریف میں ہے جو شخص قران کا ایک حرف تلاوت کرے گا اسے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔ آپ نے اسی حدیث میں یہ بھی واضح فرما دیا ہے کہ الم ایک حرف نہیں بلکہ الف ایک حرف لام ایک اور حرف اور میم ایک اور حرف ہے۔

marfat.com

تلاوت قرآن کریم کے سلسلے میں یہ امر پیش نظر رہنا چاہیے کہ قرآن حکیم نہایت اہم اور مقدس کتاب ہے اس لیے کہ یہ خالق ارض و سما کی کتاب ہے جسے اگر پہاڑوں پر نازل فرمادیا جاتا تو وہ لرز اٹھتے۔ اس لیے اسے عام کتابوں کی طرح نہیں پڑھا جاتا بلکہ اس کے پڑھنے کے مخصوص آداب ہیں جن کو مختصراً" بیان کیا جاتا ہے۔

قرآن حکیم کی تلاوت کے آداب درج ذیل ہیں۔

1- پاکیزگی:- اس کتاب کو ہاتھ لگانے سے پہلے پاک اور صاف ہونا ضروری ہے۔ وضو کرکے ہی اسے چھوا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ۔ اسے سوائے پاک لوگوں کے اور کوئی نہ چھوئے۔

(الواقعہ:56:79)

اس کی تلاوت کے وقت پاک اور صاف جگہ پر بیٹھنا بھی ضروری ہے۔

2- تعوذ اور تسمیہ:- تلاوت کرنے سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پڑھنا چاہیے۔ بسم اللہ پڑھنے کا حکم حدیث شریف میں ہے کہ کوئی اہم کام جو اللہ کا نام لے کر شروع نہ کیا جائے برکت سے خالی ہوتا ہے مگر تعوذ کے بارے میں رب تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ پس جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود کی شر سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔ (یعنی تعوذ پڑھ لیا کرو)

(النحل:16:98)

بغیر کسی ضروری کام کے تلاوت کے دوران کسی سے گفتگو کرنا یا جگہ سے اٹھنا مناسب

marfat.com

نہیں۔ البتہ کوئی خاص ضرورت ہو تو بات کی جا سکتی ہے اور پھر دوبارہ تعوذ اور تسمیہ پڑھ کی تلاوت شروع کرنی چاہئے۔ دوسرے لوگوں کو بھی چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو تلاوت کرنے والے کی تلاوت میں خلل نہ ڈالیں اور اس کی توجہ نہ ہٹائیں۔

3- ترتیل

قرآن مجید کو جلد جلد نہیں بلکہ اطمینان اور آرام کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیے اس طرح کہ ایک ایک حرف صحیح طریقے سے ادا ہو جائے۔ حکم خداوندی ہے۔

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا۔ اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے۔

(المزمل:73:4)

4- احتیاط:- قرآن کریم کے پڑھنے میں زبر، زیر، پیش کی بڑی احتیاط کرنی چاہیے کیونکہ زیر زبر کے فرق سے معانی کچھ کے کچھ ہو جاتے ہیں بلکہ بہت سے ایسے مقامات ہیں جہاں کی تبدیلی سے معانی اس قدر بدل جاتے ہیں کہ نوبت کفر و شرک تک جا پہنچتی ہے۔

5- رموز اوقاف:- اعراب کی احتیاط کے علاوہ قرآن مجید کی تلاوت میں ایک ضروری امر یہ بھی ہے کہ کہاں رکا جائے اور کہاں نہ رکا جائے۔ کس مقام پر سانس توڑے بغیر تلاوت جاری رہے اور کس جگہ سانس توڑنا ضروری ہے۔ پڑھنے والوں کی آسانی کی خاطر علما نے کچھ علامتیں مقرر کی ہیں جنہیں رموز اوقاف کہتے ہیں۔

صحیح طریقے سے قرآن پڑھنے کے لیے ان رموز اوقاف کو سمجھنا اور تلاوت کرتے وقت ان کی پابندی کرنا نہایت ضروری ہے ورنہ اکثر مقامات پر معانی بدل جانے کا احتمال ہے۔

6- جہر و اخفات۔ یہ پڑھنے والے کی مرضی پر منحصر ہے کہ تلاوت باواز بلند کرے۔ یا نیچی آواز میں

marfat.com

قرآن کریم پڑھے۔ لیکن بلند آواز سے پڑھتے وقت یہ دیکھ لینا چاہیے کہ ایسے تلاوت سے کسی کو تکلیف تو نہ ہوگی۔ کیونکہ جب قرآن بلند آواز سے پڑھا جائے تو دوسرے لوگوں پر اس کا سننا اور خاموش رہنا ضروری ہو جاتا ہے قرآن کریم میں ہے۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے خوب غور سے سنو اور خاموش ہو جاؤ تاکہ تم پر رحمت ہو۔

(الاعراف 204:7)

اس لیے اگر کوئی شخص قریب سویا ہوا ہو یا نماز پڑھ رہا ہو یا کسی ایسے کام میں مصروف ہو جسے وہ چھوڑ کر قرآن مجید کے سننے کی طرف ہمہ تن مشغول نہیں ہو سکتا تو پھر اونچی آواز سے پڑھنا مناسب نہیں۔ گھروں میں جہاں بہت سے لوگ رہتے ہیں بہتر ہے کہ تلاوت نیچی آواز سے کی جائے۔

7- خوش الحانی:- قرآن مجید کو خوش الحانی سے پڑھنا چاہیے۔ لیکن اسے گا کر پڑھنا جس سے قرآن کا تقدس مجروح ہو جائز نہیں۔

8- مقدار تلاوت:- تلاوت تھوڑی ہی کی جائے لیکن اچھی طرح اور باقاعدگی کے ساتھ کرنی چاہیے۔ جس قدر آسانی کے ساتھ پڑھا جا سکے پڑھے کہ سال میں دو مرتبہ قرآن ختم ہو جائے۔ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ اگر سال میں قرآن کریم دو مرتبہ ختم ہو گیا تو حق ادا ہو گیا کیونکہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ کے ساتھ آپؐ کی عمر کے آخری سال قرآن کریم دو مرتبہ دہرایا تھا۔

ان ظاہری آداب کے علاوہ درج ذیل باتوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔

1- تدبر:- قرآن مجید علم و دانش کی کتاب ہے اس لیے اسے سرسری طور پر پڑھ لینا کافی نہیں۔

marfat.com

تلاوت کا ثواب ضرور ہے۔ لیکن قرآن مجید سے حقیقی فائدہ اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے۔ جب کہ اس کے معانی اور مطالب میں غور و خوض کیا جائے اسی لیے حتی المقدور قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور کسی عالم دین سے "سبقاً سبقاً" پڑھنا چاہیے۔

2- تقویٰ :- قرآن مجید سے حقیقی معنوں میں مستفیض وہی لوگ ہو سکتے ہیں۔ جو متقی اور پرہیز گار ہوں۔ دوسرے لوگ اس سے کماحقہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے اس امر کی طرف سورہ بقرہ کے آغاز میں هدی للمتقین۔ کہہ کر اشارہ فرمایا گیا ہے۔

تلاوت کرتے وقت یہ بات ذہن سے ہرگز اوجھل نہ ہونی چاہیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو اس نے اپنے حبیب اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہے۔ اس کے ادب و احترام اور اس کے احکام کی پابندی ہی میں ہماری فلاح اور کامرانی مضمر ہے اور اس سے سرتابی سراسر نقصان اور خسارے کا موجب ہے۔

ترتیب قرآن :- قرآن مجید کی اصل ترتیب لوح محفوظ کے مطابق اسی طرح ہے جو نبوت کے زمانہ سے چلی آج تک آ رہی ہے اول سورت فاتحہ پھر بقرہ پھر آل عمران الی آخرہ لیکن ترتیب نزولی یہ نہیں تھی بلکہ جبریل امین حسب موقع و ضروریات کوئی آیات لے کر آپ کے پاس حاضر ہوتے اور آپ اسے لوح محفوظ کی ترتیب کے مطابق تحریر کراتے تھے چنانچہ تمام قرآن مجید آقا علیہ السلام کے زمانہ میں صحابہ کرام کے پاس لکھا ہوا تھا اور حفاظ کرام کو اسی ترتیب سے یاد بھی تھا اور انہوں نے آقا علیہ السلام کو کئی بار سنایا بھی تھا۔ لیکن ایک کتاب کی شکل میں نہ تھا۔ مختلف اوراق میں تحریر شدہ تھا جنگ یمامہ میں ستر حفاظ شہید ہو گئے تو حضرت عمر فاروق کے اصرار پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت انصاری کاتب وحی کو حکم دیا تو انہوں نے تمام حفاظ سے مقابلہ کر کے تمام اجزاء مجتمع کر دیا اور کتابی شکل دی یہ کتابی شکل شدہ قرآن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا ان کے بعد سیدنا عمر فاروق ان کے بعد آپ کی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ کے پاس محفوظ رہا۔

جامع القرآن :- جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور آیا تو عراق کے لوگوں نے بعض

marfat.com

الفاظ کے پڑھنے میں بہت اختلاف کیا اور اپنے محاوروں کو اس میں دخل دیا تو حضرت حذیفہ بن یمان نے آپ سے ذکر کیا۔ اے امیر المومنین اس امت کی خبر لو ورنہ یہود و نصاری کی طرح اختلاف ہو جائے گا۔ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المومنین حضرت حفصہؓ کے گھر سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت کا تحریر شدہ قرآن مجید کا نسخہ منگوایا اور حضرت زید بن ثابت انصاری۔ عبد اللہ بن زبیرؓ اور سعید بن عاصؓ اور عبد اللہ بن حارثؓ قریشیوں کو بلا کر اس کے چند نسخے نقل کروائے اور فرمایا جب الفاظ میں زید بن ثابت انصاری اور تمہارے تینوں کے درمیان اختلاف واقع ہو جائے تو تم اپنی زبان کے محاورے کے بموجب لکھو اور دیگر قبیلوں کے محاوروں کو ترک کردو کیونکہ قرآن کے سلسلے میں قریش کی زبان زیادہ قابل اعتماد ہے پھر سات نسخے کہ جن میں دیگر قبیلوں کے محاورات تھے سب کو اکٹھا کر کے جلادیا تاکہ اختلاف دور ہو جائے اور اصل نسخہ حضرت حفصہ کے پاس بھیج دیا اسی وجہ سے آپ کو جامع القرآن کہتے ہیں۔ یہ تمام مضمون صحیح بخاری میں موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے "**انا لہ لحافظون**" کہ ہم اس کے نگہبان ہیں خوب سچ کر دکھایا کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر آج تک مشرق سے مغرب تک جس قدر مسلمان ہیں سب کے پاس وہی قرآن مجید ہے جو آقا علیہ السلام کے زمانہ اور حیات ظاہری میں موجود تھا۔

عقیدہ:۔ قرآن مجید میں جو کچھ ہے وہ برحق ہے اور اس کے خلاف جو بھی ہے وہ غلط ہے کیونکہ خدا سے بڑھ کر کوئی علم والا نہیں۔

محکمات و متشابہات:۔ قرآن حکیم کی آیات دو قسم ہیں اول محکمات۔ جن کا مفہوم واضح ہے اور معلوم کیا جا سکتا ہے دوسرے متشابہات جن کا ظاہری معنی بالکل نہیں لے سکتا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ	اسی نے آپ پر قرآن نازل کیا اس کی کچھ آیات محکم ہیں وہ اصل کتاب ہیں اور دوسری متشابہ ہیں اور جن

marfat.com

وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَاتَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِیْلِهٖ

کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات میں تجسس کرتے ہیں فتنہ تلاش کرنے اور اس کی تاویل ڈھونڈنے کے لیے

محکم آیات پر عمل کے لیے

ہیں

اور متشابہات جیسے ید اللہ وجہ اللہ الرحمن علی العرش استویٰ وغیرہ ان پر یہی کلیہ ہے جو بھی ان کی مراد ہے وہ برحق ہے ان میں غور و خوض اجازت نہیں البتہ بعض کاملین اولیاء پر خود بخود خدا کی طرف سے ان کی تاویلات کو انکشاف ہو جاتا ہے جیسا کہ امام ربانی سید نا مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں پہلے فقیر بھی اس کا قائل تھا کہ ان کی تاویلات کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا مگر اب معلوم ہوا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ چاہے یعنی راسخین فی العلم کو علم عطا کر دیتا ہے۔

وحی کا بیان

وحی کا لغوی معنی:۔ وحی کے لغوی معنی ہیں اشارہ کرنا' لکھنا' پیغام دینا' دل میں ڈالنا اور خفیہ بات کرنا (لسان العرب) امام لغت ابو اسحاق نے معنی بیان کیا۔

واصل الوحی فی اللغۃ کلہا اعلام فی خفاء۔ وحی کا اصل مفہوم اس کے تمام معنوں میں چھپا کر اطلاع دینے کے ہیں۔

شرعی معنی:۔ اصطلاح شریعت میں وحی ان معارف و مطالب کا نام ہے جو رب العالمین کی طرف سے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوتے ہیں۔

وحی کی اقسام

وحی کی تین اقسام کا ذکر قرآن مجید نے سورہ شوریٰ کی اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔

marfat.com

مَاكَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّاوَحْيًا اَوْمِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا بِاِذْنِهٖ مَايَشَاءُ

کسی بشر میں یہ طاقت نہیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر بذریعہ وحی یا پردہ کے پیچھے سے یا فرشتہ کو بھیجے جو اس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے بشر کو پہنچادے۔

1- کلام قدیم کو سننا یعنی بغیر آواز اور لفظوں کے دل میں کسی بات کا آجانا صحیح آثار کے ساتھ جیسے رسول اکرم ﷺ پر وحی اور دیگر انبیاء علیہم السلام پر آتی رہی۔

2- پردہ کی آڑ میں جیسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے وادی سینا میں خدا کا کلام قدیم سنا آواز آرہی تھی مگر بولنے والا نظر نہیں آتا۔

3- فرشتہ کی وساطت کے ذریعہ جیسے جبریل امیں وحی لے کر تمام انبیاء علیہم السلام پاس آتے رہے ہمارے رسول معظم ﷺ کے پاس اکثر و بیشتر حضرت وحیہ کلبی کی شکل میں انسان بن کر آیا کرتے تھے۔

4- صلصلۃ الجرس:- چوتھی قسم کی وحی صلصلہ الجرس گھڑیال کی آواز آنا بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت حارث بن ہشام نے عرض کیا یا رسول ﷺ کیا آپ پر وحی کیسے آتی ہے آپ نے فرمایا۔

اَحْيَانًا يَّاْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّ عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ

کبھی گھڑیال کی آواز طرح آتی اور وہ مجھ پر زیادہ سخت ہوتی ہے اور یہ حالت جب دور ہوتی ہے تو میں یاد کر چکا ہوتا ہوں۔

5- خواب دیکھنا یعنی خواب میں کوئی کلام کرنا کسی چیز کا معلوم کرنا جیسے حضرت سیدنا ابراہیم کا خواب میں اپنے لخت جگر اسماعیل علیہما السلام ذبح کرتے دیکھنا اور اسے قرآن مجید تیئسویں (23) پارے بیان کیا ہے۔

marfat.com

قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى۔
(الصافات آیت 102)

اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے

6- فرشتہ کا اصلی شکل میں نمودار ہونا یہ قسم وحی صرف نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی چنانچہ شب معراج جبریل امین نے اصلی صورت میں کہ ان کے چھ سو پر ہیں کے ساتھ نبی پاک ﷺ سے مکالمہ کیا۔

7- اس کا براہ راست اور بلا حجاب نبی علیہ السلام سے گفتگو فرمانا جیسے اللہ تعالیٰ نے شب معراج رسول اکرم ﷺ سے گفتگو فرمائی چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

اَتَانِيْ رَبِّيْ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى (بخاری)

میرے رب نے بہترین صورت میں تجلی فرمائی اور فرمایا ملا اعلی فرشتے کس بات میں اختلاف اور جھگڑا کرتے ہیں۔

marfat.com

تلاوت کے اعتبار سے وحی کی اقسام

احادیث میں طریقہ وحی کی متعدد صورتیں بیان ہوئی ہیں ان سے اخذ کرتے ہوئے فقہا اور علماء اصول نے دو قسمیں بیان کی ہیں۔

متلو:۔ جس کی تلاوت کی جائے ہیں یعنی وہ وحی جو بروائت تواتر ہم تک پہنچی اور خدا کی طرف سے نازل کردہ ہو مکتوب یعنی قرآن میں تحریر شدہ ہو۔

غیر متلو:۔ جو قرآن میں مکتوب نہ ہو ہم تک اس کی نقل روائیت کے لیے تواتر شرط نہیں متواتر مشہور یا خبرواحد سے ہم تک پہنچی ہو یہی وجہ ہے نماز میں اس وحی کی تلاوت نہیں ہوتی لیکن نزول اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اس طرف قرآن پاک نے اشارہ فرمایا ہے۔

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔

نبی اپنے ارادے اور خواہش سے نہیں بولتا بلکہ وہ وحی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی طرف ہوتی ہے۔

نیز رسول پاک ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کو حدیث لکھنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہر بات اور حدیث کو لکھتا رہ کہ میں اپنی مرضی سے نہیں بولتا صرف وحی الہٰی سے بولتا ہوں۔ (مسند امام احمد) **حجیت حدیث:۔** نبوت کے بیان میں ضرورت نبوت کے تحت نبیؐ بحیثیت نمونہ عمل میں حدیث کا حجیت اور اس کی ضرورت کی تفصیل گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث کا لغوی معنی:۔ اس کا لغوی معنی بات کرنا گفتگو کرنا کے ہیں۔

اصطلاحی معنی:۔ حدیث کا شرعی معنی ہے نبی اکرم ﷺ کے اقوال، افعال اور وہ اقوال و افعال جو آپ کے سامنے ہوئے ہوں اور آپ نے خاموشی اختیار فرمائی ہو اس کو تقریر کہتے ہیں

marfat.com

تینوں کو حدیث کہتے ہیں اقوال سے متعلق کو قولی حدیث افعال سے متعلق کو فعلی حدیث۔ خاموشی والی کو تقریری حدیث کہتے ہیں۔

اقسام حدیث

حدیث کی تعریف کے بعد اُس کی چند ضروری اقسام کی تعریفات پیش کی جاتی ہیں۔

مرفوع:۔ جس حدیث میں خود نبی پاک کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

موقوف:۔ جس میں صحابہ کرامؓ کے اُفعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

مقطوع:۔ جس میں تابعین کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

متصل:۔ جس کی سند سے کوئی راوی ساقط نہ ہو۔ (سند۔ روایت کرنے والے اشخاص کے سلسلہ کو کہتے ہیں۔)

معلق:۔ جس حدیث کی سند کے شروع میں روایت کو حذف کر دیا جائے خواہ کل کا ہو یا بعض کا۔

مرسل:۔ جس حدیث کی سند میں اخیر سے راوی ساقط کر دیا جائے مثلاً" تابعی حضور علیہ السلام سے روایت کرے اور صحابی کو چھوڑ دے۔

معضل:۔ درمیان سند سے دو مسلسل راویوں کو چھوڑ دیا جائے۔

منقطع بمعنی اخص:۔ دو سے زیادہ راویوں کو سند میں ایک جگہ سے یا متعدد جگہ سے چھوڑ دیا جائے۔

مدرج:۔ سند یا متن (الفاظ حدیث کو متن کہتے ہیں) حدیث میں راوی اپنا یا غیر کا کلام ملا دے۔

مضطرب:۔ متن حدیث یا سند میں زیادتی، نقصان یا تقدیم و تاخیر کر دی جائے۔

marfat.com

شاذ:۔ جس میں ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے (اس کا مقابل محروف ہو) محفوظ ہے منکر جس حدیث' میں زیادہ ضعیف راوی اپنے سے کم ضعیف کی مخالفت کرے (اس کا مقابل معروف ہے)

معلل:۔ جس حدیث میں علت خفیہ قادحہ ہو مثلاً" حدیث مرسل کو موصول کے طور پر روایت کیا جائے۔

صحیح لذاتہ:۔ جدیث کے تمام راوی متصل' عادل' تام الضبط ہوں اور وہ حدیث بھی غیر شاذ اور غیر معلل ہو۔

صحیح لغیرہ:۔ جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا لذاتہ صحیح کی تمام صفات موجود ہو اور ضبط کی کمی متعدد طرق روایت سے پوری ہو جائے۔

حسن لذاتہ:۔ جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات تو موجود ہو مگر صحیح لغیرہ کی طرح روایت کے متعدد طرق سے کمی پوری نہ ہو۔

حسن لغیرہ:۔ جس حدیث میں صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات کی کمی ہو لیکن یہ کمی تعدد طرق روایت سے پوری ہو جائے۔

ضعیف:۔ جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک صفت سے زیادہ صفات سے قاصر ہو اور تعدد طرق سے کمی پوری نہ ہو۔

متروک:۔ جس حدیث کی سند میں کوئی راوی جھوٹ سے تہمت زدہ ہو۔

موضوع:۔ جس حدیث کی سند میں کوئی راوی ایسا ہو جس کا من گھڑت حدیث بنانا ثابت ہو۔

عزیز:۔ جس حدیث کے دو راوی ہوں پھر سلسلہ سند کے ہر راوی سے کم از کم دو شخص روایت

marfat.com

کرتے ہوں۔

مشہور:۔ جو حدیث دو سے زیادہ طرق سے مروی ہو یعنی سلسلہ سند میں کسی شیخ سے بھی تین سے کم راوی نہ ہوں۔ اور یہ زیادتی تواتر سے کم ہو۔

متواتر:۔ جو حدیث ہر دور میں اتنی کثیر سند رت سے روایت ہو جن کی جھوٹ پر موافقت عادۃ" محال ہو۔

اقسام کتب حدیث

کتب حدیث کی انواع واقسام اگرچہ بہت زیادہ ہیں مگر یہاں بعض ضروری اقسام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

صحیح:۔ جس کتاب کے مصنف نے صرف احادیث صحیحہ کا التزام کیا ہو۔ جیسے صحیح بخاری و صحیح مسلم و صحیح ابن حبان و موطا مالک امام و امام محمد وغیرہا۔

جامع:۔ جس کتاب میں آٹھ عنوانات کی تحت احادیث لائی جائیں وہ یہ ہیں سیر' آداب۔ تفسیر' عقائد' فتن' احکام' اشراط' مناقب جیسے جامع بخاری اور جامع ترندی وغیرہا۔

سنن:۔ جس کتاب میں فقط احکام سے متعلق احادیث ہوں جیسے سنن ابوداؤد' نسائی وغیرہا'

مسند:۔ جس کتاب میں فقط ترتیب صحابہ سے احادیث لائی جائیں جیسے مسند امام اعظم و مسند امام احمد بن حنبل۔

معجم:۔ جس کتاب میں ترتیب شیوخ سے احادیث لائی جائیں جیسے معجم طبرانی۔

مستخرج:۔ جس کتاب میں کسی اور کتاب کی احادیث ثابت کرنے کے لیے ان احادیث کو مصنف کتاب کے شیخ یا شیخ الشیخ کی دیگر اسناد سے وارد کیا جائے جیسے مستخرج لابی نعیم علی البخاری۔

مستدرک:۔ جس کتاب میں مختلف ابواب کے تحت ان احادیث کو لایا جائے جو ان ابواب میں

marfat.com

کسی اور مصنف سے رہ گئی ہوں جیسے حاکم کی مستدرک علی الصحیحین۔

رسالہ:۔ جس کتاب میں جامع کے آٹھ عنوانات میں سے کسی ایک عنوان کے تحت احادیث ہوں جیسے امام احمد کی کتاب الزھد آداب میں اور ابن جریر کی تفسیر میں۔

جزء:۔ جس کتاب میں صرف ایک موضوع پر احادیث ہو جیسے امام بخاری کی جزء القراءۃ خلف الامام۔

اربعین:۔ جس کتاب میں چالیس احادیث ہوں جیسے اربعین امام نووی

امالی:۔ جس کتاب میں شیخ کے املاء کرائے ہوئے احادیث کے فوائد ہوں جیسے امالی امام محمد

اطراف:۔ جس کتاب میں حدیث کا صرف وہ حصہ ذکر کیا جائے جو بقیہ پر دلالت کرے اور پھر اس حدیث کے تمام طرق اور اسانید بیان کر دیئے جائیں جیسے اطراف الکتب الستہ لابی العباس اور اطراف المزنی۔

طبقات کتب حدیث

شاہ ولی اللہؒ نے کتب حدیث کی صحت، شہرت اور مقبولیت کے اعتبار سے چار طبقے بیان کئے ہیں۔ جن کو اختصار سے پیش کیا جاتا ہے۔

1- پہلا طبقہ ان کتابوں کا ہے جن کی صحت و شہرت اور مقبولیت سب سے زیادہ ہے جیسے صحیح بخاری، صحیح مسلم، موطا امام محمد اور موطا امام مالک، مسند امام اعظم ابو حنیفہ۔

2- دوسرا طبقہ ان کتابوں کا ہے جو صحت و شہرت اور مقبولیت میں پہلے طبقہ کے قریب ہیں اس طبقہ کی اکثر احادیث صحیح اور حسن ہیں۔ بعض ضعیف روایات بھی آگئی ہوں لیکن ان کے ضعف کو بیان کر دیا گیا ہو۔ جیسے جامع ترمذی۔ سنن ابو داؤد اور سنن نسائی۔

3- اس طبقہ میں ان مصنفین کی کتابیں ہیں جو امام بخاری اور مسلم کے پرے مقدم، ان کے معاصر یا ان کے مقارب تھے حدیث میں ان کی فنی مہارت تو مسلم تھی لیکن ان کی تصانیف میں

marfat.com

دوسرے طبقہ کی نسبت ضعیف روایات زیادہ ہیں بلکہ بعض ایسی احادیث بھی ہیں جو متہم بالوضع ہیں جیسے مسند امام شافعی۔ سنن ابن ماجہ، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن شیبہ سنن دارمی، سنن دار قطنی سنن بیہقی اور تصانیف طبرانی۔

4۔ اس طبقہ میں ان متاخرین علماء کی کتابیں ہیں جن کی روایت کردہ احادیث کو قرون اولی میں ثبوت نہیں ملتا اس کے دوہی مطلب ہیں یا تو متقدمین کو احادیث کی اصل نہیں مل سکی یا انہوں نے ان روایات میں کوئی علت قادیہ خفیہ کی بناء پر ترک دیا ہے جیسے دیلمی، ابو نعیم اور ابن عساکر وغیرہا کی تصانیف۔

عقیدہ:۔ قرآن و حدیث کے بعد امت کا اجماع بھی حجت اور واجب الاتباع ہے

حجیت اجماع

اہل سنت و جماعت کے نزدیک امت کا اجماع حجت ہے اور روافض اجماع امت کے منکر ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "**وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا**" پھر نبی کی شہادت اور اس کی بات خلق لوگوں پر حجت ہے اسی طرح مات کے بات محبت ہے جب کہ افراد امت اس بات پر بلاشبہ اور بغیر کسی تہمت کے مجتمع ہوئے ہوں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے شہادت علی الناس کے ساتھ انکا وصف بیان فرمایا جیسے نبی علیہ السلام شاھد الاطلاق تمام مخلوق کے لیے ہیں اسی طرح امت کے ایک دوسرے پر گواہ ہے

نمبر2۔ دوسری دلیل یہ ہے معجزات کے اثبات اور ان کے نقل میں اجماع امت حجت ہے تو تمام احکام اثبات میں بھی اجماع حجت ہونا چاہیے اور یہ ہم نے جو کہا ہے کہ معجزوں کے اثبات اور ان کے نقل میں اجماع امت حجت ہے تو تمام احکام میں بھی حجت ہونا چاہے اس لئے کہ جو محض معجزہ اور استدراج و مخرقہ میں فرق نہیں کر سکتا بالکل جاہل ہے تو اس لیے حاذقین و ماہرین وراسخین فی العلم کا اتباع اور تقلید و اقتدا واجب ہے تو ماہرین اور علماء راسخین کی ایک جماعت کا اثبات نبوت پر مختص ہے تو اس اجماع سے اس کو شبہ نہیں رہتا تو اس پر ان کا اجماع حجت ہے' تو اسی طرح عامی کے

marfat.com

لیے مجتہدین راسخین فی العلم کا اتباع واجب ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اجماع و اتفاق علماء راسخین فی العلم حجت ہے اور غیر مجتہد عامی و جاہل پر ان کا اتباع واجب ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے جیسا کہ حضور نے ارشاد فرمایا "مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قَدْرَ شِبْرٍ فَاقْتُلُوْهُ" جو اہل سنت و جماعت سے ایک بالشت بھر بھی جدا ہو اس کو قتل کر دو۔ نیز حضور نے فرمایا "لَا يَجْتَمِعُ أُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ" میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی پھر جب امت کی بات سب پر حجت ہے تو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اور نبی و رسول کا قول بطریق اولیٰ حجت ہے

عقیدہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب تمام امت سے افضل ہیں کسی کی شان میں گستاخی جائز نہیں معیار حق ہیں البتہ ان سے خطائے اجتہادی ہو سکتی ہے۔ ان کے آپس میں منازعات اور اختلافات اجتہادی خطا پر محمول ہیں ان کے فضائل و کمالات کا ذکر کرنا چاہیے ان کے اختلافات کے بارے میں لب کشائی کرنا نا روا ہے۔

کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو دین کی ترقی کا سبب بنے انہوں نے اپنا مال و جانیں خدا کی راہ میں خرچ کیں اور جہاں میں دین اسلام کو پھیلایا اسی لیے قرآن مجید ان کی خوبیوں اور درجات کا ذکر فرماتا ہے۔

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

آگے بڑھنے والوں پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد کرنے والوں سے اور ان سے جو ان کی نیکی میں پیروی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا۔ اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنت تیار رکھی ہے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے

marfat.com

ہیں۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں چار اوصاف کا ذکر ہے اول یہ کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔ دوم یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔ تیسرا جنت کی بشارت چہارم وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

نیز فرمایا۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ

جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک بڑے درجات والے ہیں۔ اور وہی کامیاب ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنی مہربانی اور رضامندی اور جنت کی بشارت دیتا ہے۔ کہ اس میں پائیدار نعمتیں ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت میں مہاجر و مجاہد مومنین کے لیے چار چیزوں کی بشارت دی ہے۔ اول اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا بڑا درجہ ہے دوم وہ کامیاب ہیں سوم ان کے لیے مہربانی رضائے الٰہی اور جنت کی بشارت ہے چہارم وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔

صحابہ کرامؓ انبیاءؑ کی نظیر ہیں۔

علامہ ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا لَهٗ نَظِيْرٌ فِيْ اُمَّتِيْ

میری امت میں ہر نبی کی نظیر موجود

marfat.com

اَبُوْبَكْرٍ نَظِيْرُ اِبْرَاهِيْمَ وَ عُمَرُ
نَظِيْرُ مُوْسٰى وَ عُثْمَانُ نَظِيْرُ
هَارُوْنَ وَ عَلِيٌّ نَظِيْرِيْ وَمَنْ
سَرَّهُ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى عِيْسَى ابْنِ
مَرْيَمَ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى اَبِيْ ذَرٍّ۔

ہے چنانچہ ابراہیمؑ کی نظیر ابو بکرؓ ہے
اور عمرؓ حضرت موسیٰؑ کی عثمانؓ
حضرت ہارونؑ کی اور علیؓ میری نظیر
ہے اور جو عیسیٰ ابن مریمؑ کو دیکھنا
چاہے وہ ابوذر کو دیکھ لے۔

(جواہر البحار حصہ دوم صفحہ 806)

اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمُ
اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ

میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں
جس کی بھی اقتداء کر لو گے ہدایت پاؤ
گے۔

(مشکوۃ)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَللّٰهَ اللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْ
هُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ
اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ
اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ
وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِیْ وَمَنْ
آذَانِیْ فَقَدْ آذَى اللّٰهَ وَمَنْ آذَى
اللّٰهَ فَيُوْشِكُ اَنْ يَاْخُذَهُ

میرے اصحاب کے بارے میں خدا
سے ڈرو۔ میرے بعد میرے
اصحاب کو نشانہ نہ بناؤ پس جس نے
ان سے محبت کی تو اس نے میری وجہ
سے ان سے محبت کی اور جس نے
ان سے عداوت کی تو اس نے میری
عداوت کی وجہ سے ان سے عداوت
کی۔ جس نے ان کو تکلیف دی اس
نے مجھے تکلیف دی۔ جس نے مجھے
تکلیف دی تو اس نے خدا کو تکلیف
دی۔ جس نے اللہ کو تکلیف دی تو

(ترمذی ج2 صفحہ 225)

marfat.com

عنقریب اللہ تعالیٰ عذاب میں گرفتار
کردے گا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔
طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْہِ لَعْنَتُہ اللّٰہِ وَالْمَلَائِکَتِہ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

جس نے میرے اصحاب کو گالی دی اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

اسی طرح ابن عدیؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اَشْرَارَ اُمَّتِیْ اَجْرَءُھُمْ عَلٰی اَصْحَابِیْ۔

میری امت میں سے بدترین وہ لوگ ہیں جو میرے اصحاب پر دلیر ہیں۔

(مکتوب امام ربانی حصہ چہارم مکتوب 87)

عشرہ مبشرہ اصحاب

اگرچہ ہم ہر اس شخص کو جنتی مانتے ہیں جس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا اور حالت ایمان پر مرا کسی خاص شخص کو قطعی بطور پر جنتی نہیں کہہ سکتے بدوں اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جنتی فرمایا ہو وہ دس اصحاب ہیں جن کا نام لے کر جنتی فرمایا ان کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابو بکرؓ جنتی، عمرؓ جنتی، عثمانؓ جنتی، علیؓ جنتی، طلحہؓ جنتی، زبیرؓ جنتی، عبدالرحمٰنؓ بن عوف جنتی، سعد بن ابی وقاصؓ جنتی، سعید بن زیدؓ اور ابو عبیدہؓ بن جراح جنتی ہیں۔
اسی طرح اہلبیتؓ میں سے سیدہ فاطمہؓ کو فرمایا۔ فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی سردار ہے حسنینؓ کریمین کے متعلق فرمایا یہ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

marfat.com

فضیلت شیخین

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اِخْتَارَ اَصْحَابِیْ عَلٰی جَمِیْعِ الْعَالَمِیْنَ سِوَی النَّبِیِّیْنَ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ اخْتَارَلِیْ مِنْھُمْ اَرْبَعَۃً اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٌّ فَجَعَلَھُمْ خَیْرَ اَصْحَابِیْ وَ اَصْحَابِیْ کُلُّھُمْ خَیْرٌ۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ و مرسلین کے بعد میرے اصحاب کو سارے جہاں والی برگزیدگی دی اور ان میں سے میری لیے چار کو منتخب فرمایا یعنی ابوبکر صدیق، حضرت عمر بن خطاب، عثمان بن عفان اور علی مرتضیٰ (رضوان علیہم اجمعین) کو پھر ان چاروں کو میرے صحابہؓ میں افضل کیا حالانکہ میرے تمام صحابہؓ فضیلت والے اور خیر والے ہیں۔

تمام صحابہ میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے بعد عثمان غنی ان کے بعد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں۔

ابو داؤد شریف میں روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ کی سب امت میں افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں

اسی طرح طرح بخاری شریف میں ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی کو ابوبکر پھر عمر پھر عثمان رضی اللہ عنہم کے برابر تھے پھر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو چھوڑ دیتے

marfat.com

تھے۔ یعنی ان کے درمیان ایک دوسرے کو فضیلت نہیں دیتے تھے"

(مکتوبات امام ربانی صفحہ 87 حصہ چہارم)

عقیدہ :-فضیلت کی ترتیب خلفائے راشدین میں خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے لیکن شیخین کی افضلیت صحابہؓ اور تابعینؒ کے اجماع سے ثابت ہے چنانچہ بڑے بڑے ائمہ کی ایک جماعت نے اس کو نقل کیا ہے۔

خلفائے راشدین کی فضیلت بترتیب خلافت ہے یہ صحابہ کا اجماعی مسئلہ ہے چنانچہ امام ربانی مجدد ثانی علیہ الرحمتہ اس کو اپنے مکتوبات شریفہ کے دفتر اول کے حصہ چہارم مکتوب نمبر266 میں اہل سنت و جماعت کے عقائد بیان فرماتے ہیں کہ

اس مسئلے کو بڑے بڑے ائمہ کی ایک جماعت نے جس میں ایک حضرت سیدنا امام شافعی علیہ الرحمتہ بھی ہیں نقل کیا ہے شیخ امام ابو الحسن الاشعری نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق کی حضرت عمر پر اور ان کی فضیلت باقی امت پر قطعی ہے

قَالَ الشَّیْخُ اَلاِمَامُ اَبُو الْحَسَنِ اَلاَشْعَرِیُّ اِنَّ تَفْضِیلَ اَبِیْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرَ عَلٰی بَقِیَّۃِ الْاُمَّتِہِ قَطْعِیٌّ قَالَ الذَّھَبِیُّ قَدْ تَوَاتَرَ عَنْ عَلِیٍّ فِی خِلَافَتِہٖ وَکُرْسِیِّ مَمْلَکَتِہٖ وَبَیْنَ الْجَمِّ الْغَفِیْرِ مِنْ شِیْعَتِہٖ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ وَ عُمَرَ اَفْضَلُ الْاُمَّۃِ ثُمَّ قَالَ وَ رَوَاہُ عَنْ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ نَیِّفٌ وَ ثَمَانُوْنَ نَفْسًا عَدَّ

امام ذہبی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے ان کی خلافت کے زمانہ میں اور ان کے تابعداروں میں سے ایک جم غفیر کے درمیان یہ بات تواتر سے ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت ابوبکر اور عمر تمام امت سے افضل ہیں پھر فرماتے ہیں کہ اس بات کو حضرت علی کرم اللہ وجہ سے 80 سے کچھ زیادہ نے روایت کیا اور ان میں ایک

marfat.com

مِنْهُمْ جَمَاعَةً ثُمَّ قَالَ فَقَبَّحَ اللّٰهُ الرَّافِضِيَّةَ مَا اَجْهَلَهُمْ

جماعت کا نام بھی لیا ہے۔ پھر فرمایا پھر فرماتے ہیں کہ ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ رافضیوں کا برا کرے یہ کیسے جاہل ہیں۔

رُوِیَ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ خَیْرُ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِیِّ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ رَجُلٌ آخَرُ قَالَ اِبْنُهٗ مُحَمَّدُ ابْنُ الْحَنَفِیَّةِ ثُمَّ اَنْتَ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

اور بخاری نے ان سے روایت کیا کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد سب لوگوں سے افضل اور بہتر حضرت ابو بکر صدیق ہیں پھر سیدنا عمر پھر ایک اور شخص پس ان کے بیٹے محمد بن حنیفہ نے دریافت کیا پھر آپ ہیں تو فرمایا میں تو ایک مسلمان شخص ہوں۔

فَصَحَّحَ الذَّهَبِیُّ وَ غَیْرُهٗ عَنْ عَلِیٍّ اَنَّهٗ قَالَ اَلَا وَ اِنَّهٗ بَلَغَنِیْ اَنَّ رِجَالًا یُفَضِّلُوْنَنِیْ عَلَیْهِمَا وَمَنْ وَجَدْتُّهٗ مَنْ فَضَّلَنِیْ عَلَیْهِمَا فَهُوَ مُفْتَرٍ عَلَیْهِ مَا عَلَی الْمُفْتَرِیْ۔

امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے کہ آپؓ نے فرمایا۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے ان دونوں حضرات پر فضیلت دیتے ہیں جس کو میں پاؤں گا کہ وہ مجھے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے فضیلت دیتا ہے تو وہ مفتری ہے اور اس کی سزا وہی ہو گی جو ایک بہتان تراش کی ہوتی ہے۔

وَاَخْرَجَ الدَّارَقُطْنِیُّ عَنْهُ لَا

اور دار قطنی نے آپؓ سے

marfat.com

اَجِدُ اَحَداً فَضَّلَنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُہٗ جَلْدَ الْمُفْتَرِیْ۔

روایت کی ہے کہ جس کو میں دیکھوں گا کہ وہ مجھے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر فضیلت دیتا ہے تو اس پر مفتری کی سزا کے مطابق کوڑوں کی حد لگاؤں گا۔

اس قسم کی اور بہت سی مثالیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کے سوا اور بہت سے صحابہ کرامؓ سے تواتر سے ثابت ہیں۔ جن میں کسی کو مجال نہیں حتی کہ شیعہ کے اکابرین میں سے عبدالرزاق کہتا ہے کہ

اُفَضِّلُ الشَّیْخَیْنِ بِتَفْضِیْلِ عَلِیٍّ اِیَّاھُمَا عَلٰی نَفْسِہٖ وَلَمَّا فَضَّلْتُھُمَا کَفٰی بِیْ وِزْراً اَنْ اُحِبَّہٗ ثُمَّ اُخَالِفَہٗ

میں شیخین کو اس لیے فضیلت دیتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خود اپنے اوپر فضیلت دی ہے ورنہ میں ان کو فضیلت نہ دیتا مجھے یہ گناہ کافی ہے میں اس کو دوست رکھوں اور پھر اس کی مخالفت کروں۔

(امام ربانی فرماتے ہیں) یہ تمام کلام ابن حجر علیہ الرحمتہ کی صواعق محرقہ سے مستفاد ہے۔ لیکن حضرت عثمانؓ کی فضیلت علی کرم اللہ وجہہ پر۔ پس اکثر اہلسنت اس پر متفق ہیں کہ شیخین کے بعد افضل حضرت عثمانؓ ہیں پھر حضرت علیؓ ائمہ اربعہ مجتہدین (امام ابوحنیفہ' شافعی' مالک اور احمد) رضی اللہ عنہم اجمعین کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور وہ توقف جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں امام مالک علیہ الرحمتہ سے منقول ہے اس کے بارے میں قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے وہ امام مالکؒ نے توقف سے حضرت عثمانؓ کی طرف رجوع کیا ہے اور قرطبی مالکیؒ نے کہا ہے وھو الاصح یہی

marfat.com

صحیح ہے اور ایسے ہی بعض نے سیدنا امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس عبارت سے سمجھا ہے کہ

مِنْ عَلَامَاتِ اَہْلِ السُّنَّتِہ وَالْجَمَاعَتِہ تَفْضِیلُ الشَّیْخَیْنِ وَمَحَبَّتُہ الْخَتَنَیْنِ وَالْمَسْحُ عَلَی الْخُفَّیْنِ۔	شیخین کی فضیلت ختنین (عثمانؓ و علیؓ) کی محبت اور موزوں پر مسح اہلسنّت کی علامات میں سے ہے۔

اس فقیر کے اس عبارت کے اختیار کرنے کی وجہ اور ہے چونکہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے دور خلافت میں فتنہ و فساد لوگوں میں بہت برپا ہو چکا تھا جس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں بہت زیادہ کدورت آگئی تھی اس لیے حضرت امام اعظم علیہ الرحمتہ نے اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے حق میں محبت کا لفظ اختیار فرمایا اور ان کی دوستی و محبت کو سنت کی علامات سے فرمایا ہے اور کسی قسم کا توقف نہیں کیا اور ہو بھی کیسے سکتا ہے جب کہ احناف کی کتب اس مضمون سے بھری ہیں کہ ان کی افضلیت ان کی خلافت کی ترتیب پر ہے الغرض شیخین کی افضلیت یقینی ہے اور حضرت عثمانؓ کی افضلیت اس کمتر ہے لیکن اصول یہی ہے کہ حضرت عثمانؓ کی افضلیت کے منکر بلکہ شیخین کی افضلیت کے منکر کو کافر نہ کہیں اور بدعتی اور گمراہ جانیں کیونکہ اس کی تکفیر میں علماء کا اختلاف ہے۔

(مکتوبات شریفہ حصہ چہارم صفحہ 167 تا 148)

صحابہؓ کے اختلاف اجتہادی خطائیں ہیں :۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

اِذَا ذُكِرَ اَصْحَابِیْ فَاَمْسِكُوْا۔	جب میرے اصحابؓ کا ذکر کرو تو اپنی زبانوں کو بند رکھو۔

حضرت سیدنا امام ربانی قدس اسرارہ دفتر دوم مکتوب 36 میں اس حدیث کو نقل

marfat.com

کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "یعنی جب میرے صحابہؓ کا ذکر ہو اور ان کے تنازعات کے تذکرے چھڑیں تو تم احتیاط کرو اور انہیں ایک دوسرے پر ترجیح نہ دو۔

حضرت امیرؓ و حضرت معاویہؓ:- لیکن جمہور اہل سنت اس دلیل پر جو انہیں معلوم ہوئی ہے اس پر ہیں کہ حق حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی طرف تھا اور آپ کے مخالف خطا پر تھے۔ لیکن یہ خطا چونکہ خطا اجتہادی ہے اس لیے ملامت و طعن سے دور اور تشنیع و تحقیر سے پاک و مبرا ہے۔ حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہمارے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کی ہے۔ وہ نہ کافر ہیں نہ فاسق۔ کیونکہ انہیں تاویل کی گنجائش حاصل ہے۔ جو انہیں کفر و فسق سے بچاتی ہے۔ پس اہل سنت اور شیعہ دونوں حضرات امیر سے لڑنے والوں کو خطا کار کہتے ہیں۔ اور دونوں ہی حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی حقیت کے بھی قائل ہیں لیکن اہل سنت لفظی خطا اور وہ بھی تاویل پر مبنی سے زیادہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے والوں کے حق میں کچھ تجویز نہیں کرتے اور زبان کو طعن و تشنیع سے بچاتے ہیں۔

عقیدہ:- اہل بیتؓ نبیؐ کی تعظیم و توقیر اور ان سے محبت کرنا بھی لازم ہے خاص طور پر ان حضرات کی جن کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب دی ہے اور جس پر سلف صالحین عمل پیرا ہیں۔

اہل بیت کی شان میں بکثرت آیات و احادیث وارد ہیں چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر والو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور فرمائے اور تمہیں خوب پاک اور ستھرا رکھے۔

اور ازواج مطہرات کے بارے میں فرمایا۔

marfat.com

اَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ۔ اور نبی (ﷺ) کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

اہل بیت کی تفسیر میں چند اقوال ہیں کبھی ان لوگوں پر اطلاق ہوتا ہے جن پر صدقہ حرام ہے اور وہ ہیں آل علی' آل جعفر اور آل عباس رضی اللہ عنہم اور کبھی اس میں اولاد رسولؐ اور ازواج مطہرات شامل ہوتے ہیں۔ اور کبھی مخصوص سیدہ فاطمہ' امام حسن و حسین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم مراد ہوتے ہیں۔ اس بناء پر کہ ان میں فضیلت بکثرت ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ کہ ان تفسیری اقوال میں یوں تطبیق دی جا سکتی ہے کہ بیت کی تین صورتیں ہیں۔ اول بیت نسب' دوم بیت سُکنیٰ' سوم بیت ولادت لہٰذا حضرت عبدالمطلب کی اولاد اہل بیت نسب ہیں۔ ازواج مطہرات اہل بیت سکنی اور اولاد کرام اہل بیت ولادت ہیں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ اگرچہ اہل ولادت سے نہیں لیکن سیدہ فاطمہ زہرہؓ کی بوساطت اہل بیت ولادت سے ملحق ضرور ہیں۔

اب مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ آیۂ کریمہ میں اہل بیت سے کون مراد ہے۔ اکثر اس پر ہیں کہ اس سے مراد سیدہ فاطمہ' حسن و حسین اور حضرت علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہم ہیں جیسا کہ اکثر روایتیں اس پر دلالت کرتی ہیں لیکن تقاضائے انصاف یہ ہے کہ اس میں ازواج مطہرات بھی داخل ہیں اس بناء پر کہ آیۂ کریمہ کا سیاق و سباق اور اس کا نزول انہیں ازواج مطہرات کے ضمن میں ہے جس طرح کہ ارشاد باری تعالیٰ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ شامل ہیں رَحْمَتُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَبَرَکَاتُہٗ اَہْلَ الْبَیْتِ۔

(مدارج النبوت ج 1 صفحہ 544)

دوسری آیت۔

قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی۔ فرما دو میں تم سے اس پر اجر نہیں مانگتا مگر قرابت والوں میں

marfat.com

محبت۔

مروی ہے کہ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا۔ من اہل قرابتک۔ آپ کی قرابت والے کون ہیں۔ فرمایا علی، فاطمہ، اور ان کے دونوں فرزند رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ درست یہی ہے کہ اس میں تمام قرابت دار شامل ہیں اور ان میں یہ چاروں نفوس عمدہ ہیں اور باقی سب ان کے ماتحت ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا۔

لَا یُحِبُّکَ اِلاَّ مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُکَ اِلاَّ مُنَافِقٌ۔ (مشکوۃ)

اے علی مسلمان ہی تجھ سے محبت رکھے گا اور منافق ہی تم سے عداوت رکھے گا۔

نیز فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ ۝

اے خدا جو علی سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اسے دشمن قرار دے۔ میں جس کا مولیٰ ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے

حضرت فاطمہ زہرہؓ کے متعلق ارشاد فرمایا۔

فَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِنِّیْ یُؤْذِیْنِیْ مَنْ اٰذَاھَا وَیَسُرُّنِیْ مَنْ سَرَّھَا۔

فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس سے اسے اذیت ہوتی ہے اس سے مجھے اذیت ہوتی ہے اور جس سے وہ خوش ہوتی

marfat.com

ہے اس سے میں خوش ہوتا ہوں۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے۔

اَحَبُّ النِّسَاءِ اِلَی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَاطِمَۃُ وَ اَحَبُّ الرِّجَالِ زَوْجُھَا عَلِیٌّ۔ (ترمذی)

رسول خدا ﷺ کے نزدیک عورتوں میں سے سب سے زیادہ پیاری فاطمہؓ ہیں اور مردوں میں سے پیارے ان کے شوہر علی مرتضیٰؓ ہیں۔

حسنین کریمینؓ کے متعلق فرمایا

ھُمَا سَیِّدَا شَبَابِ اَہْلِ الْجَنَّۃِ

دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

نیز فرمایا

اَللّٰھُمَّ اَحِبَّھُمَا وَ اَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا۔ (مشکوٰۃ)

اے اللہ ان دونوں سے محبت کر اور جو انہیں محبوب رکھے اسے بھی محبوب سمجھ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ نے امام حسن کا دہن مبارک کھول کر اپنی زبان ان کے منہ میں رکھی اور فرمایا کرتے کہ اے خدا میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو اے خدا تو بھی اسے محبوب رکھ اور اس سے بھی جو اسے محبت رکھے تین مرتبہ یہ دعا مانگی۔ اور فرمایا جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ ان دونوں سے محبت رکھے گا اور ان کی والدہ سیدہ فاطمہ زہراءؓ میرے ساتھ میرے درجہ میں قیامت کے دن ہوں گی۔

اسی طرح عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میری جان ہے کسی آدمی کے دل میں اس وقت ایمان داخل نہ ہو گا۔

marfat.com

جب تک کہ خدا و رسولؐ کی محبت کی بناء پر تم سے محبت نہ رکھے۔ اور فرمایا۔

مَنْ آذىٰ عَمِّيْ فَقَدْ آذَانِيْ وَ اِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ

جس نے میرے چچا کو اذیت دی یقیناً اس نے مجھے تکلیف دی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ چچا باپ کا قائم مقام ہوتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے سیدہ ام سلمہؓ سے فرمایا عائشہؓ کے بارے میں مجھے ایذاء نہ دو اسی طرح سیدہ فاطمہ زہراؓ سے فرمایا میری محبت یہ ہے کہ عائشہ سے بھی محبت رکھو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت امام حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے کاندھے پر اٹھا کر فرماتے یہ میرے نبی کریم ﷺ کے مشابہ ہیں حضرت علیؓ سے انہیں کوئی مشابہت نہیں۔ اس پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہنسا کرتے تھے۔

عقیدہ:۔ ہر مسلمان کے لیے تقلید شخصی لازم ہے اور تقریباً تمام محدثین۔ مفسرین۔ فقہاء۔ اور بزرگان دین کسی نہ کسی امام کے مقلد تھے البتہ جو درجہ اجتہاد کو پہنچ جائے اس کے لیے تقلید لازم نہیں۔

تقلید کی تعریف :۔ "کسی شخص کا کسی صاحب علم بزرگ مقتدائے دین کے فعل و قول کو محض حسن ظن اور اعتماد کی بناء پر شریعت کا حکم سمجھ کر اس پر عمل کرنا اور عمل کے لیے مجتہد پر اعتماد کرتے ہوئے دلیل کا انتظار نہ کرنا"

نامی شرح حسامی میں ہے۔

اَلتَّقْلِيْدُ اِتِّبَاعُ الْغَيْرِ عَلىٰ ظَنِّ اَنَّهٗ مُحِقٌّ بِلَا نَظَرِ الدَّلِيْلِ

دوسرے کو اہل حق تسلیم کرتے ہوئے اس کی دلیل کی فکر میں پڑے بغیر اس کی تابعداری کر لینا تقلید ہے

marfat.com

تقلید کی دو قسمیں ہیں۔

1- شخصی :۔ یعنی ایک خاص مجتہد کی طرف جو مذہب و مسلک منسوب ہو اس کے جملہ مسائل مفتی بہا کو دلیل طلب کیے بغیر قبول کرلینا اور اس کو اپنے عمل کے لیے کافی سمجھنا۔ یہ مسائل مفتی بہا اس امام مجتہد کے بھی ہو سکتے ہیں اور اس کے شاگردوں کے بھی ہو سکتے ہیں۔ جو امام مجتہد کے مقلد ہوں - بہرکیف ان سب کا مجموعہ ایک مذہب معین کہلاتا ہے جیسے فقہ حنفی، مالکی وغیرہا۔

2- غیر شخصی :۔ مختلف مذاہب کے متعدد مجتہدین کے مسائل کو ان کی دلیل طلب کیے بغیر اپنا معمول بہا ٹھہرانا یعنی کوئی مسئلہ کسی مجتہد کے مذہب کا لے کر عمل کر لینا اور ایک معین مذہب کے تمام مسائل مفتی بہا کا پابند نہ ہو۔

ضرورت تقلید :۔ شریعت مطہرہ میں مسائل کئی طرح کے ہیں۔ ایک وہ جو منصوصہ ہیں جن کا آیات و احادیث صحیحہ سے ثبوت ملتا ہے جن میں کوئی تعارض بھی نہیں۔ ایسے مسائل منصوصہ غیر متعارضہ کہتے ہیں ایسے مسائل میں اجتہاد کی ضرورت نہیں اور نہ ہی مجتہد ایسے مسائل میں اجتہاد کرتا ہے کیونکہ اجتہاد کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ ایسے مسائل میں اجتہاد ہو جو منصوص نہ ہوں۔

دوسرے وہ مسائل جن کا ثبوت کسی آیت و احادیث سے صراحۃً ثابت نہیں

marfat.com

یا ثبوت تو ہے مگر اس آیت و حدیث میں متعدد معانی کا احتمال ہونے کی وجہ سے قطعی طور پر کسی ایک معنی پر معمول نہیں کیا جا سکتا یا وہ آیت یا حدیث کسی دوسری آیت یا حدیث سے بظاہر متعارض ہے اس قسم کے مسائل میں اجتہاد کو اجتہاد غیر منصوصہ کہا جاتا ہے اس قسم کے مسائل میں اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے اور ان کا صحیح حکم مجتہد کے اجتہاد سے معلوم ہو سکے گا اور یہی وہ مسائل ہیں جن میں غیر مجتہد کو مجتہد کی ضرورت ہوتی ہے۔

اب چونکہ شرع شریف کے تمام جزئی مسائل ایسے نہیں ہیں کہ ہر شخص ان کا حکم صحیح طور پر سمجھ سکے۔ بلکہ بہت سے مسائل اجتہادی ہیں۔ جن میں اجتہاد کی ضرورت ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس امت مرحومہ کے مخصوص افراد جن کو اس نے ملکہ استنباط و اجتہاد عطا فرمایا ہے کہ وہ آیات و احادیث میں غور و فکر کر کے ان جزئی مسائل کے احکام معلوم کر سکتے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خیر القرون میں بے شمار صحابہ کرامؓ تابعینؒ و تبع تابعینؒ اور ان کے بعد لوگوں کو قوت اجتہادیہ عطا فرمائی اور خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن روانہ فرماتے ہوئے اجتہاد تعریف فرمائی۔

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر روانہ فرمایا تو یہ سوال کیا اگر کوئی واقعہ پیش آئے تو اسے کس طرح حل کرو گے عرض کیا کہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا فرمایا کہ اگر وہ مسئلہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مقدس سے فیصلہ کروں گا۔ فرمایا کہ اگر اس میں نہ ملے تو عرض کیا اس وقت اجتہاد کر کے اپنی رائے کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ اور تلاش میں کوئی کمی نہ چھوڑوں گا حضرت معاذ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر (خوشی سے) اپنا دست اقدس میرے سینہ پر مارا اور کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے

marfat.com

اپنے رسولؐ کے قاصد کو اس بات کی توفیق دی جس پر اللہ کا رسولؐ راضی اور خوش ہے۔"

فائدہ :- اس حدیث پر غور فرمایئے کہ یہ امر واقعہ تقلید و اجتہاد دونوں مسئلوں کے لیے شمع ہدایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اہل یمن کے لیے اپنے فقہاء صحابہؓ میں سے ایک جلیل القدر صحابیؓ کو روانہ کیا اور انہیں قاضی۔ مجتہد اور معلم بنا کر اہل یمن پر لازم کر دیا کہ وہ ان کی تابعداری کریں انہیں صرف قرآن و سنت ہی نہیں بلکہ قیاس اور اجتہاد کے مطابق اپنا فتویٰ صادر کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ آپ ﷺ نے اہل یمن کو ان کی تقلید شخصی کی اجازت دی بلکہ اس کو ان کے لیے لازم قرار دیا۔

تقلید کا ثبوت :- تقلید کے جواز بلکہ لزوم پر بکثرت آیات و احادیث اور اقوال علماء موجود ہیں باختصار ایک دو دو آیات و احادیث ذکر کیے جاتے ہیں۔

1- سورہ نساء میں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ

اے ایمان والو! تم اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور تم میں سے جو اولی الامر (دین کے مجتہدین) ہیں۔

اس آیت میں اولی الامر کی اطاعت کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ اس کی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں۔ حاکم وقت اور بادشاہ، شیخ طریقت، امام مجتہد کیا جائے تو ان میں کچھ تناقض نہیں۔ یہ سب اولی الامر ہیں کیونکہ امر دینی اور دنیاوی دو طرح کے ہیں دنیاوی امر میں سربراہ مملکت بھی اولی الامر ہیں ان کا حکم بجا لانا ضروری ہے ورنہ دنیاوی معاملات میں سخت انتشار اور فساد پیدا ہو گا۔ اس طرح گھریلو معاملات میں جو گھر میں بڑے ہیں ان کا حکم ماننا ضروری ہے ورنہ گھر کا نظام صحیح نہیں رہ سکتا۔

marfat.com

امر دین کی دو قسمیں ہیں۔ ظاہری اور باطنی

ظاہری دینی امور کو شریعت کہتے اس میں اولی الامر ائمہ مجتہدین ہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے واقف ہیں مسائل کے استنباط پر قدرت رکھتے ہیں لہٰذا ائمہ مجتہدین کی شرعی امور میں تابعداری لازم ہے یہ امر ظاہر ہے کہ تابعداری اسی وقت تک ضروری ہے کہ جب تک مرتبہ اجتہاد کو نہ پہنچا ہو۔ اور باطنی امور جن کو طریقت کہتے ہیں ان شیوخ طریقت کی اتباع لازم ہے ورنہ نفس و شیطان کے مکرو فریب سے بچنا انتہائی دشوار ہے۔

اب ائمہ مجتہدین کے زمرہ میں چاروں امام داخل ہیں لہٰذا ان کی اتباع اور اقتداء لازم ہو گئی۔

ائمہ مجتہدین کے جو اقوال قرآن سے متعلق سے ہوں گے وہ اطیعو اللّٰہ میں داخل ہوں گے۔ اور جو روایات اور اقوال سنت رسول ﷺ سے منقول ہیں وہ اطیعو الرسول میں شامل ہوں گے۔

تیسرے درجہ میں مجتہدین کی درائت یعنی مسائل اجتہادیہ کا واجب الاتباع ہونا متعین ہوا۔ اطیعو اولی الامر کے ساتھ اعادہ نہ کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے اجتہادیہ مسائل میں اصالہ" اطاعت نہیں بلکہ قرآن و حدیث سے ہی ماخوذ ہیں۔

2- وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا.	اور وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا اور ہمیں متقین کا امام بنا۔

اس کی تفسیر کرتے ہوئے صاحب معالم التنزیل لکھتے ہیں۔ ہم پرہیزگاروں کی پیروی کریں اور پرہیزگار ہماری پیروی کریں"

3- حضرت معاذ بن جبل کی حدیث جس کا بیان پہلے مذکور ہو چکا ہے۔

marfat.com

4- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِىَ اللّٰهُ	حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ لَاَ اَدْرِىْ مَاقَدَرَ بَقَائِىْ فِيْكُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِىْ وَ اَشَارَ اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ کو معلوم نہیں کہ میں کب تک زندہ رہوں گا تم لوگ میرے بعد والوں کی اقتداء کرنا اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی اشارہ فرمایا۔

(ترمذی)

ظاہر ہے "من بعدی" سے ان دونوں حضرات کا زمانہ خلافت ہے مطلب یہ ہے کہ ان کے خلیفہ ہونے کی حالت میں ان کا اتباع کرنا اور ظاہر ہے کہ ایک وقت میں ایک ہی خلیفہ ہوں گے لہذا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ان کی پیروی کرنا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت میں حضرت عمر کی پیروی کرنا۔

پس ایک زمانہ خاص میں ایک معین شخص کی اتباع کا حکم فرمایا اور یہ نہیں فرمایا کہ ان سے احکام اور مسائل کی دلیل بھی طلب کرنا اور اسی کو تقلید شخصی کہتے ہیں۔

مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِىْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَاتَ مَيْتَةً جَاهِلِيَّةً

جو اس حالت میں مرے کہ اس کے گلے میں کسی کی بیعت نہ ہو تو وہ جہالت کی موت مرا۔

(مشکوۃ کتاب الامارۃ فصل اول)

اس حدیث میں امام کی بیعت۔ یعنی تقلید اور بیعت اولیاء و مشائخ عظام سب داخل ہیں جس سے معلوم ہوا کہ تقلید لازم ہے اور اسی اولیاء عظام بھی شامل ہیں

6- مشکوۃ باب الا اعتصام بالکتاب و السنہ میں ہے۔

اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِى النَّارِ۔

بڑی جماعت کی اتباع کرو جو اس سے الگ ہوا وہ جہنم میں جائے گا۔

تقریباً" امت مسلمہ میں اسی فی صد مقلد ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بڑی جماعت مقلدین ہے تو تم بھی اس کی اقتداء کرتے ہوئے تقلید اختیار کرو۔

marfat.com

علماء و مفسرین و محدثین و صوفیاء کے اقوال

تفسیر در منشور میں فاسئلو اہل الذکر کے تحت ہے کہ ابن مردویہ انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ بعض شخص نماز پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، حج اور جہاد کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ منافق ہوتے ہیں عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ کس وجہ سے ان میں نفاق آگیا فرمایا کہ اپنے امام پر طعنہ کر نے سے امام کون ہے؟ فرمایا جس کا ذکر رب نے فاسئلو اہل الذکر میں کیا ہے۔

اسی طرح تفسیر صاوی سورہ کہف و اذکر ربک انا نسیت کی تفسیر میں ہے۔ "چار مذاہب کے علاوہ کسی کی تقلید جائز نہیں اگرچہ وہ صحابہؓ کے اقوال اور صحیح حدیث اور آیت کے موافق ہی ہو جو ان مذاہب ا ربعہ سے خارج ہے وہ گمراہ گمراہ کرنے والا ہے کیونکہ حدیث و قرآن کے ظاہری معنی کفر کی جڑ سے ہے۔

فتاویٰ شامی میں ہے کہ

تَقْلِیْدِ الْمَفْضُوْلِ مَعَ وُجُوْدِ الْاَفْضَلِ وَ بِهٖ قَالَ الْحَنَفِیَّةُ وَ الْمَالِکِیَّةُ وَ اَکْثَرُ الشَّافِعِیة والحنابلہ۔

کہ افضل کی موجودگی کے باوجود مفضول کی تقلید جائز ہے حنفی، مالکی اور اکثر شافعی اور حنبلی علماء کا یہ قول ہے۔ اور عام آدمی کے متعلق چند سطور بعد لکھتے ہیں والواجب علیه تقلید المجتهداس پر کسی مجتہد کی

marfat.com

تقلید واجب ہے۔

۔ مکتوبات میں امام ربانی فرماتے ہیں کہ

ارباب ولایت خاصه یا عائمه مومناں در تقلید مجتهداں برابر اند کشف و الهامات ایشاں رامزیت نمے بخشد واز ربطه تقلید نمے برآرد و نوالنون مصری و بسطامی و جنید و شبلی با یزید و عمر و بکر و خالد که از عوام مومناں اند تقلید مجتهداں در احکام اجتهادیه مساوی اند۔

خاص اولیائے عظام ہوں یا عام مومن ائمہ مجتہدین کی تقلید میں مساوی ہیں ان کا کشف و الہام اس معاملہ میں باعث فضیلت نہیں اور تقلید کے طوق سے آزاد نہیں چنانچہ کاملین و اکملین صوفیاء ذوالنون مصری، ابویزید بسطامی، جنید بغدادی اور شیخ شبلی علیہم الرحمتہ بھی زید، عمر، بکر اور خالد جیسے عام مومنین کے ساتھ اجتہادی مسائل میں مجتہدین کی تقلید میں یکساں ہیں

یعنی امام ربانی قدس اسراره کے نزدیک جیسے عام مومن کے لیے کسی مجتہد کی تقلید واجب ہے ایسے ہی صوفیاء کرام کے لیے بھی امام مجتہد کی تقلید واجب ہے۔

تقلید شخصی کا اجراء:۔ دوسری صدی ہجری میں جب علمائے ربانین نے اصول و فروع کی تدوین، تصنیف اور تالیف کا سلسلہ بتدریج شروع کیا تب بعض بعض مسائل کے ایسے مجموعے پائے جانے لگے جن کے ذریعہ ائمہ مجتہدین کے قابل ترین اور لائق تلامذہ نے اپنے اپنے اساتذہ و اکابر کے مذاہب و مسالک کی بقاء اور ترویج میں شدید جدوجہد شروع کر دی۔ اس طرح دوسری صدی ہجری کے بعد اکثر لوگوں میں تقلید

marfat.com

شخصی کے رواج کی ابتدا ہو چکی تھی لیکن اس وقت چونکہ مذاہب مدونہ کا اس قدر عام رواج نہ ہو سکا تھا کہ اور ہر شخص کو باآسانی دستیاب ہو سکیں اور مجتہدین کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی اس لیے جن لوگوں کو مذاہب مدونہ پورے طور پر میسر نہ آ سکے وہ اس وقت بھی حسب دستور سابق تقلید شخصی پر عامل رہے اور اکثر نے ایک ایک مذہب کی پابندی کر کے تقلید شخصی کا التزام کر لیا اور پھر اس وقت تقلید شخصی بھی ان چار مشہور مذاہب میں منحصر نہ تھی کیونکہ ان کے علاوہ اس وقت اور بھی مجتہدین کے مذاہب پائے جاتے تھے۔

تقلید کا مذاہب اربعہ میں انحصار۔ چوتھی صدی ہجری میں جب مذاہب اربعہ حنفی' مالکی' شافعی اور حنبلی کی کتب فقہ مدون ہو کر اکناف عالم میں پھیل گئیں اور ان مذاہب اربعہ میں سے کسی نہ کسی مذہب پر ہر جگہ اور ہر شخص کے لیے عمل کرنا آسان ہو گیا اور بتقدیر الٰہی ان چار مجتہدین امام ابو حنیفہ' امام مالک' امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے مذاہب کے سوا تمام مذاہب جو چوتھی صدی سے قبل پائے جاتے تھے اسباب حفاظت کی کمی اور کسی اور وجہ سے ختم ہو گئے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ مشیت ایزدی اس طرح تھی کہ جس کا باقی رہنا مقصود تھا باقی رہا ورنہ ختم ہو گیا۔ اور اہل سنت والجماعت میں ان چار مذاہب کے سوا اور کوئی مذہب مروج نہ رہا اور بوجہ عدم ضرورت اجتہاد میں کمی آ گئی تب چوتھی صدی ہجری میں ان چاروں ائمہ کے مذاہب میں تقلید شخصی منحصر ہو گئی۔

علامہ ابن خلدون اپنی تاریخ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

"دیار و امصار میں ان ہی ائمہ اربعہ میں تقلید منحصر ہو گئی اور ان کے سوا جو امام تھے ان کے مقلد ناپید ہو گئے اور لوگوں نے اختلافات کے دروازے اور راستے بند کر دیئے اور چونکہ اصطلاحات علمیہ مختلف ہو گئیں اور لوگ مرتبہ اجتہاد تک پہنچنے سے قاصر ہو گئے اور اس امر کا اندیشہ پیدا ہوا کہ اجتہاد کے میدان میں کہیں ایسے لوگ کود پڑیں جو نہ تو اس کے اہل ہیں' نہ ان کا دین اور ان کی رائے قابل اعتماد ہے لہٰذا علمائے

marfat.com

زمانہ نے جو محتاط تھے انہوں نے اجتہاد سے اپنا عجز ظاہر کر دیا اور اس کے دشوار و مشکل ہونے کی تصریح فرما دی۔ ان ہی ائمہ مجتہدین کی تقلید کے لیے جن کے لوگ مقلد ہو رہے تھے۔ ہدایت و راہنمائی کرنے لگے اور تقلید غیر شخصی یعنی اس طرح تقلید کرنے میں کہ کبھی ایک امام کی تقلید اور کبھی دوسرے امام کی طرف رجوع کرنے سے دین ایک کھلونا بن جاتا اس لیے ایسی تقلید سے لوگوں کو سختی سے منع کیا اور ایک ہی امام کے مقلد ہونے پر زور دینے لگے۔ اور صرف نقل مذہب ہی باقی رہ گیا اور بعد تصحیح اصول و اتصال السند بروایتہ ہر مقلد اپنے اپنے امام مجتہد کی تقلید کرنے لگا اور فقہ سے آج بجز اس امر کے اور کچھ مطلب نہیں اور فی زمانہ مدعی اجتہاد مردود اور اس کی تقلید مجھور اور متروک ہے اور اہل اسلام ان ہی چار اماموں کی تقلید پر مستقیم و گامزن ہو گئے۔

اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ "بجز مذاہب اربعہ" دوسرے تمام مذاہب تقریباً" معدوم ہو گئے تب ان ہی چاروں کا اتباع سواد اعظم قرار پایا اور ان سے باہر ہونا سواد اعظم سے نکلنا ٹھہرایا" (عقید الجید)

نیز شاہ صاحب موصوف حجتہ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں۔

"تمام امت نے یا امت کے قابل لحاظ افراد نے ان مذاہب اربعہ مشہورہ کی تقلید کے جواز پر اجماع کر لیا ہے۔ جو آج تک جاری ہے"

چاروں مذاہب میں انحصار فضل الٰہی ہے:۔ شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں۔

"ائمہ مجتہدین کے مذاہب اربعہ کا پابند ہونا ایک راز خداوندی ہے جس کو اللہ تعالیٰ علماء کے دلوں میں الہام فرمایا اور اس پر ان کو جمع کر دیا ہے وہ سمجھیں یا نہ سمجھیں" (انصاف)

بحوالہ (تقلید ائمہ اور مقام ابو حنیفہ صفحہ 44)

صوفیاء کرام بھی مقلد تھے:۔ شیخ شبلی۔ داؤد طائی۔ سری سقطی۔ حضرت ابراہیم بن ادھم، شقیق بلخی، حضرت معروف کرخی۔ حضرت فضیل بن عیاض۔ حضرت شیخ

marfat.com

عبدالقادر جیلانی۔ عبداللہ بن مبارک امام ابوالقاسم قشیری حضرت ذوالنون مصری۔ حضرت بشر حافی۔ ابو سعید خراز۔ داتا گنج بخش علی ہجویری۔ حضرت سید مودود حق' حضرت عثمان ہارونی۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری۔ قطب الاقطاب بختیار کاکی۔ حضرت فرید الدین گنج شکر۔ حضرت فرید الدین عطار۔ حضرت سیدنا بہاء الدین نقشبند۔ حضرت ابوالحسن خرقانی۔ حضرت نجم الدین کبریٰ۔ شیخ شہاب الدین سہروردی۔ حضرت جنید بغدادی۔ علیہم الرضوان المختصر جتنے بھی بزرگان دین گزرے ہیں وہ تمام کے تمام مقلد تھے اور ان میں اکثر مشائخ عظام حنفی مذہب پر کاربند تھے۔

تمام محدثین مقلد تھے:۔ اسی طرح تمام محدثین مقلد تھے چنانچہ امام محمد بن اسماعیل بخاری صاحب صحیح بخاری شافعی مذہب پر تھے چند مسائل جن میں ان کو درجہ اجتہاد حاصل تھا صرف ان میں امام شافعی کی مخالفت کی ہے۔

امام مسلم بن حجاج قشیری صاحب صحیح مسلم بھی شافعی مذہب رکھتے' سنن ابوداؤد کے مصنف سلیمان بن اشعث بجستانی حنبلی مذہب رکھتے تھے' جامع ترمذی کے مصنف امام ابوعیسیٰ بن سورت الترمذی کے متعلق شاہ ولی اللہؒ نے کہا کہ حنفی مذہب پر تھے۔ اور بعض اہل تحقیق نے شافعی کہا ہے۔ سنن ابن ماجہ کے مصنف ابن ماجہ اور اسی طرح سنن داری کے مصنف دونوں حنبلی تھے۔ امام عبدالرحمٰن احمد نسائی صاحب سنن نسائی بھی شافعی تھے۔ لیث بن سعد جو امام بخاری کے استاد ہیں وہ حنفی مذہب پر کاربند تھے۔ امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری اور امام محمد بن حسن شیبانی دونوں امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں اور حنفی مذہب پر ہیں۔ حافظ زیلعی' بدرالدین عینی۔ محقق ابن ہمام' ملا علی۔ عبدالحق دہلوی حنفی المذہب ہیں ابن عبدالبر محدث مالکی ہیں۔ امام نووی' بغوی۔ خطابی۔ ذہبی۔ عسقلانی۔ قسطلانی اور سیوطی جیسے نابغہ روزگار محدثین مذہب شافعی کے مقلد تھے۔

مسلک حنفی کی برتری:۔ امام الائمہ امام ابو حنیفہ نے اجتہاد و استنباط کے ایسے زریں اصول وضع کئے ہیں جن کی وجہ سے آپ کا مسلک دیگر ائمہ کے مذاہب کے

marfat.com

مقابلہ میں سب سے زیادہ عقل کے قریب ہے اور آپ نے سب سے زیادہ مزاج رسالت کو سمجھا اور اس کی رعائت فرمائی حنفی مذہب کی خصوصیات تو بے شمار ہیں اختصار کے پیش نظر چند بطور نمونہ تحریر کی جاتی ہیں۔

1- **مقصد حکم:-** نماز میں خشوع و خضوع مقصود ہے تو اس میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کرنا' فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنا' بلند آواز کے ساتھ آمین نہ کہنا خشوع خضوع کے زیادہ قریب ہے۔ اسی طرح روزہ میں مقصود نفس کی سرکوبی اور اس کو مغلوب کرنا ہے۔ دوسرے آئمہ کے نزدیک قصداً" کھا' پی لینے سے بھی کفارہ لازم نہیں ہوتا اور سیدنا امام اعظم نے روزہ کی اس حکمت کو مد نظر رکھتے ہوئے قصداً" کھا' پی لینے سے بھی کفارہ لازم قرار دیا اسی طرح طہارت میں نظافت ہے اس لیے خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ نابالغ احکام شرعیہ کے مکلف نہیں لہذا اس پر زکوۃ فرض نہیں۔

2- **احتیاط:-** فقہ حنفی میں بہت زیادہ احتیاط سے کام لیا جاتا ہے۔ اسی لیے ایک دو چسکی دودھ لینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے' وتر کی تین رکعات کے ساتھ اس کی تعیین اور قربانی کی تین دن کے ساتھ تحدید وغیرہا وہ مثالیں ہیں جن سے امام اعظم کی عظمتِ فقاہت اور دینی معلامات میں گہری احتیاط کا پتہ چلتا ہے۔

3- دو متعارض احادیث کے مقابلہ میں دیگر ائمہ قیاس کو ترجیح دیتے ہیں جب کہ امام ابو حنیفہ تطبیق دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر جن میں کسی کو ترجیح نہ دی جا سکتی ہو۔

4- قرآن و حدیث میں تعارض معلوم ہو تو دیگر ائمہ قرآن پر عمل کرتے ہوئے حدیث کو ترک کر دیتے ہیں جب کہ امام اعظم ایسا طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ دونوں پر عمل ہو سکے جیسے قرآن کہتا فاقرء و ماتیسر منہ جتنا آسان معلوم ہو اس کو پڑھو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فاتحہ کے بغیر بھی نماز ہو جاتی ہے اور حدیث میں کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی تو امام

marfat.com

صاحب نے فرمایا کہ مطلق قرات فرض اور سورت فاتحہ واجب ہے اس طرح کثیر مثالیں اصول فقہ کی کتب میں موجود ہیں۔

مرسل حدیث کے مقابلہ میں دیگر ائمہ قیاس پر عمل کرتے ہیں جب کہ امام صاحب مرسل حدیث کو قیاس پر ترجیح دیتے۔

امام مہدی اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی مذہب حنفی کے مطابق فیصلے کریں گے۔ امام ربانی علیہ الرحمتہ نے دفتر دوم کے مکتوب نمبر55 میں اس کی وضاحت فرمائی کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ حنفی مذہب کے مقلد ہوں گے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے سیدنا امام ابوحنیفہ علیہ الرحمتہ کے بیان کئے ہوئے قواعد و ضوابط کے مطابق اجتہادی مسائل بیان فرمائیں گے۔

صوفیائے عظام کی کثیر جماعت نے اس کو قبول کیا ہے جیسا کہ مذکورہ سطور میں ان کے اسمائے گرامی تحریر ہوئے ان میں زیادہ تر حنفی ہیں چنانچہ تاج الاولیاء رئیس الصوفیاء حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش کشف المحجوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ "میں ایک بار شام میں تھا اور حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ موذن رسول اللہ ﷺ کے مزار کے سرہانے سو رہا تھا کہ خواب میں خود کو مکہ معظمہ میں دیکھا اسی وقت حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی کہ آپ باب بنی شیبہ سے تشریف لا رہے ہیں اور ایک معمر بزرگ کو اپنے مخصی پہلو میں اس طرح لے رکھا ہے جیسے بچوں کو شفقت سے لیتے ہیں۔ میں فرط محبت سے دوڑا اور حضور علیہ السلام کے پائے اقدس کو چومنے لینے کے بعد میں سوچ ہی رہا تھا کہ یہ معمر بزرگ کون ہیں؟ تو حضور ﷺ میرے دل کے اس خیال مطلع ہوئے اور فرمانے لگے یہ تمہارے اور تمہارے شہر کے لوگوں کے امام ہیں یعنی امام ابو حنیفہؒ ہیں۔ اس خواب کو دیکھنے سے میرا یہ خیال قوی ہو گیا کہ امام اعظم ان پاک ہستیوں میں سے ہیں جو اوصاف طبع سے فانی اور احکام شرع کے ساتھ باقی

marfat.com

ہیں کیونکہ ان کے چلانے والے خود نبی اکرمؐ ہیں اگر وہ خود چلتے تو ان کے صفات باقی ہوتے اور جس کے صفات باقی ہوں وہ اپنے اجتہاد کے صواب علاوہ خطا بھی کر سکتا ہے۔ اور جب سیدنا امام اعظم ایک قائد حضورؐ علیہ السلام ہیں تو آپ فانی الصفات ہوئے اور آقا علیہ السلام کی صفت بقا سے قائم ہوئے تو جب حضور علیہ السلام سے خطا محال ہے تو جو آپ کے چلانے سے چل رہا ہو اور اپنی صفات فنا کر کے آپ کی صفت سے قائم ہو تو اس سے بھی خطاء نہیں ہو سکتی پس ثابت ہوا کہ اور کسی امام سے مسائل میں خطا ہو یا نہ ہو آپ سے خطا نہیں ہو سکتی۔

امام الائمہ سراج الامۃ مجتہد مطلق سیدنا امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجمالی تعارف۔

تعارف:۔ حضرت امام الائمہ سراج الامۃ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام فقہاء اور مجتہدین کے رئیس۔ ماہرین حدیث کے امام اور استاذ' وارفتگان شوق کے قبلہ' عابدوں کے رہنما' زاہدوں کے قافلہ سالار' صوفیوں کے پیشوا الغرض نبوت و صحابیت کے بعد ایک ایک انسان میں جس قدر کمالات اور فضائل و محاسن اور مناقب ہو سکتے ہیں۔ آپ ان سب کے جامع تھے بلکہ ان اوصاف میں سب کے ہادی اور مقتدیٰ تھے۔

نام و نسب:۔ آپ کا نام نامی نعمان ابوحنیفہ کنیت' نسب اس طرح نعمان بن ثابت مر زبان امام صاحب کے پوتے اسماعیل بن حماد نے اپنا نسب اسی طرح بیان کیا ہے نیز آپ نے فرمایا ہم اہل فارس ہیں اور ہمیشہ سے آزاد ہیں۔ ہمارے خاندان میں کبھی غلامی

marfat.com

نہیں آئی خطیب بغدادی نے اسی روایت کو پسند کیا ہے اور دیگر محققین نے بھی اسے قبول کر کے اس پر اعتماد کیا ہے حوالہ کے لیے دیکھئے تہذیب التہذیب ج 10 صفحہ 249 از ابن حجر عسقلانی اور ذیل الجواہر المضیئہ ج 2 صفحہ 452 از ملا علی قاری

مفہوم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:- رافضی لوگ اس کا غلط معنی بیان کرتے ہیں اس کا معنی ہے صاحب ملت حنیفہ اور اس کا مطلب ہے باطل ادیان سے اعراض کر کے دین حق کو اختیار کرنے والا اسی معنی کی غرض سے یہ کنیت اختیار کی گئی ورنہ حنیفہ کے نام کی کوئی آپ کی لڑکی نہیں ہوئی۔

بشارت نبویؐ:- حضرت سیدنا امام اعظم کے ظہور کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ملتی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اسی مجلس میں سورہ جمعہ نازل ہوئی جب آپ نے اس سورت کی آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ۔ کی تلاوت فرمائی تو حاضرین میں سے کسی نے پوچھا حضور یہ دوسرے کون ہیں جو ابھی تک ہم سے نہیں ملے حضور علیہ السلام نے اس کے جواب میں سکوت فرمایا جب بار بار یہ سوال کیا گیا تو آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر دست اقدس رکھ کر فرمایا۔

لَوْكَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ۔

اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہو گا تو اس کی قوم کے لوگ ضرور تلاش کریں گے۔

علامہ ابن حجر ہیتمی مکی علیہ الرحمتہ نے امام جلال الدین کے بعض شاگردوں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ہمارے استاد (سیوطی) یقین کے ساتھ کہتے تھے کہ اس حدیث کے اولین مصداق صرف امام اعظم ہیں کیونکہ امام اعظم کے زمانہ میں اہل فارس میں

marfat.com

سے کوئی شخص بھی آپ کے علمی مقام کو نہ پا سکا بلکہ آپ کا مقام تو الگ رہا آپ کے تلامذہ کے مقام کو بھی آپ کے معاصرین میں سے کوئی شخص حاصل نہ کر سکا۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مصداق ہیں اس کی تائید مرجع عام و خاص عارف کامل حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش" کی اس حکایت سے معلوم ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں "حضرت یحیٰی بن معاذ رازیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا حضورؐ میں آپ کو کہاں تلاش کروں فرمایا "ابو حنیفہ کے علم کے نزدیک"

وہ اوصاف جن کی وجہ سے آپ اپنے بعد والوں سے ممتاز ہیں:۔ وہ بہت سی ہیں۔

اول:۔ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ایک جماعت کو دیکھا اور متعدد طریقوں سے ۔بسند صحیح ثابت ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوشخبری ہے اس کے لیے جس نے مجھے دیکھا اور جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور جس نے ان کے دیکھنے والے کو دیکھا۔

"**دوم:۔** آپ خیر القرون علی الاطلاق قرن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے جس کے بارے میں متعدد طریقوں سے ۔بسند صحیح ثابت ہے۔ کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ** اور مسلم شریف کی روایت میں ہے بہترین لوگ وہ ہیں جو اس زمانہ میں ہیں۔ جس میں میں ہوں اس کے بعد دوسرے پھر تیسرے۔

سوئم:۔ آپ نے تابعین کے زمانے میں اجتہاد کرنا اور فتویٰ دینا شروع کیا بلکہ جب امام اعمش حج کو جانے لگے باوجود جلالت شان کے آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے لیے مناسک حج تحریر فرماویں اور یہ فرمایا کرتے مناسک حج امام ابو حنیفہ سے حاصل کرو میرے

marfat.com

علم میں فرض و نفل کا ان سے زیادہ جاننے والے کوئی بھی نہیں ہے غور کر کے دیکھئے کہ امام اعظمؒ کے کمال علمی کی شہادت اعمشؒ جیسے محدث دے رہے ہیں۔

چہارم:۔ آپ کے اکابر شیوخ مثل عمرو بن دینار وغیرہ نے آپ سے روایت کی کہ امام صاحب خلیفہ منصور کے پاس تشریف لے گئے عیسیٰ بن موسیٰ نے خلیفہ سے کہا اے امیر المومنین! روئے زمین کے علماء سے آج یہ اعلم ہیں۔ خلیفہ نے پوچھا آپ نے کن سے علم حاصل کیا فرمایا تلامذہ عمرو شاگردان علی و مستفیدان ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس نے کہا واہ واہ آپ نے اپنے نفس کے لیے خوب مضبوط کام کیا۔

پنجم:۔ جس قدر آپ کے شاگرد ہوئے آپ کے بعد کسی کے نہ ہوئے ایک شخص نے وکیع کے پاس جا کر کہا کہ امام ابوحنیفہ نے غلطی کی وکیع نے اس کو بہت زور سے ڈانٹا اور فرمایا جو کوئی ایسی بات کہتا ہے وہ چوپایہ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ گمراہ ہے وہ کیسے خطا کر سکتے ہیں۔ جس کے پاس ابویوسف و محمد جیسے فقیہ اور فلاں فلاں ایسے محدث فلاں فلاں ایسے لغوی ادیب فضیل و داؤد طائی ایسے زاہد و پرہیز گار ہیں جس کے شاگرد ایسے ایسے لوگ ہوں وہ شخص خطا نہیں کر سکتا اس لیے کہ اگر بالفرض ان سے کسی بات میں غلطی ہوتی تو یہ لوگ حق کی طرف پلٹا دیتے۔

ششم:۔ انہوں نے سب سے پہلے علم فقہ مدون کیا اور ابواب و کتب پر ترتیب دی جس طرح آج تک ہے امام مالک نے اپنی موطا میں اسی کا اتباع کیا ہے۔ ان کے قبل لوگ اپنی یاد پر بھروسہ کرتے تھے سب سے پہلے کتاب الفرائض ~~اب الشروط انہوں نے وضع کی۔

ہفتم:۔ آپ کا مذہب ان ملکوں تک پہنچا جہاں اس مذہب کے سوا کوئی دو~~را مذہب نہیں جیسے ہند۔ سندھ روم' ماوراءالنہر۔

ہشتم:۔ آپ اپنے ہاتھ کی کمائی کا مال اپنی جان کے علاوہ علماء وغیرہ پر صرف فرمایا کرتے

marfat.com

تھے اور کسی کا صلہ و انعام قبول نہیں فرماتے تھے اور آپ کی کثرت عبادت اور زہد اور بہت سے حج اور عمرہ وغیرہا کا کرنا جو تواتر سے ثابت ہیں ان سب فضل و کمال کے علاوہ ہے۔

نہم:۔ آپ نے قید میں مظلومانہ زندگی کے آخری دن پورے کئے اور مسموم ہو کر دنیا کو خیرباد کہا۔ کمایاتی۔

آپ کے بارے اقوال علماء و مشائخ

○ شیخ السلام علامہ محمد علاؤ الدین حصکفی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اَبَا حَنِیْفَةَ النُّعْمَانَ مِنْ اَعْظَمِ مُعْجِزَاتِ الْمُصْطَفٰی بَعْدَ الْقُرْآنِ۔

بے شک امام ابوحنیفہ قرآن کے بعد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعظم معجزات سے ہیں۔

سیدنا امام ابوحنیفہ جامع شریعت و طریقت ہیں۔ جلیل القدر اولیاء کرام حضرت ابراہیم ادھم، شقیق بلخی، معروف کرخی، بایزید بسطامی، فضیل بن عیاض، داؤد طائی، عبداللہ بن مبارک، وکیع بن الجراح، ابوبکر الوراق ایسے عظیم و جلیل عرفا رحمتہ اللہ اجمعین آپ کے مقلد و نیاز مند ہیں۔

○ وہ امام اعظم جن کی شان اعظم کا اعتراف سید العرفاء ابو علی دقاق یوں فرماتے ہیں۔

اَنَا اَخَذْتُ هٰذِهِ الطَّرِیْقَةَ مِنْ اَبِی الْقَاسِمِ النَّصْرِ آبَادِی۔ وَهُوَ اَخَذَهَا مِنَ الشِّبْلِیِّ وَهُوَ اَخَذَهَا مِنَ السَّرِیِّ السَّقْطِیِّ وَهُوَ مِنْ مَعْرُوْفٍ

میں نے شریعت کا علم حضرت ابوالقاسم نصر آبادی سے انہوں نے حضرت شبلی سے، انہوں نے حضرت سری السقطی سے انہوں نے معروف کرخی سے، انہوں

marfat.com

وَالْکَرْخِیُّ وَهُوَمِنْ دَاوٗدَ الطَّائِیِّ وَهُوَ اَخَذَ عِلْمَ الطَّرِیْقَةِ مِنْ اَبِی حَنِیْفَةَ

(در المختار)

نے داؤد طائی سے اور انہوں نے سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ سے حاصل کیا۔

امام اعظم ابو حنیفہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ 80ھ میں پیدا ہوئے اور سات صحابہ کرام علیہ الرحمتہ و الرضوان۔ جناب انس۔ جناب عبد . الرحمٰن بن یزید' سہل بن سعد' عبداللہ بن عامر' ابن ابی اد کی' مقداد' ابن عباس سے آپ نے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور حدیثیں بیان فرمائیں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کے والد مکرم حضرت ثابت امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوئے اور حضرت علی مرتضیٰؓ نے ان کے لیے اور ان کی اولاد کے لیے دعائے برکت فرمائی۔

فَدَعَالَهٗ وَذُرِّیَّتِهٖ بِالْبَرَکَةِ۔

یہ امیر المومنین علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی دعائے برکت کا نتیجہ تھا کہ امام اعظم کو معجزہ مصطفیٰ علیہ التحیہ و الثناء ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمتہ نے عشاء کے وضو سے چالیس سال تک نماز فجر ادا فرمائی پچپن (55) حج کیے اور خواب میں ایک سو مرتبہ دیدار رب العزت جل مجدہ سے مشرف ہوئے۔ سید نا امام اعظم علیہ الرحمتہ کی جلالت شان اور علم و فہم اور فقہی بصیرت کا یہ عالم ہے کہ جناب امام شافعی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

وَاللّٰهِ مَاصِرْتُ فَقِیْهًا اِلَّا کُتُبَ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ۔

(در مختار)

خدا کی قسم میں امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام محمد کی تالیفات کے مطالعہ سے فقیہ بن گیا۔

لَقَدْ زَانَ الْبِلَادُ وَمَنْ عَلَیْهَا اِمَامُ الْمُسْلِمِیْنَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ

امام المسلمین ابو حنیفہ نے شہر اہل شہر روشن و منور کر دیے۔

marfat.com

بِاَحْكَامٍ وَ اٰثَارٍ وَ فِقْهٍ كَاٰيَاتِ الزَّبُوْرِ عَلَى الصَّحِيْفَةِ فَمَا فِى الْمَشْرِقَيْنِ لَهٗ نَظِيْرٌ وَلَا فِى الْمَغْرِبَيْنِ وَلَا بِكُوْفَةٍ

آثار و فقہ و احکام سے جو زبور کی آیتوں کی طرح واضح ہیں امام ابو حنیفہ خوف و خشیت الہی کی بنا پر رات عبادت الہی میں اور دن روزے سے گزارتے۔ امام موصوف کا نہ مشرق و مغرب میں کوئی نظیر ہے اور نہ کوفہ میں۔

کون سے سلسلہ میں فیض نہ پہنچا ان کا:۔ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف فقیہ اعظم، مجتہد مطلق تھے۔ بلکہ سید المحدثین اور امام المحدثین، استاذ المحدثین بھی تھے۔ حافظ الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارک مروزی (پیدائش 118ھ وفات 181ھ جن کو تمام اکابرین، محدثین و اجلہ نقادین حدیث نے ثقہ، حجتہ، امام، صاحب حدیث، حافظ حدیث، فقیہ، عالم، عابد، زاہد، سخی، شجاع، صحیح الحدیث، مامون، کثیرالحدیث، صالح، قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ میں نے کوفہ میں پہنچ کر لوگوں سے دریافت کیا۔ کوفہ میں سب سے بڑھ کر فقہ کا ماہر کون ہے؟ اس شہر میں سب سے بڑھ کر زاہد کون ہے؟ اس شہر میں سب سے بڑھ کر متقی کون ہے؟ تو لوگوں نے میرے ان سوالات کے جواب میں کہا۔ امام ابوحنیفہ۔

امام بخاری کے استاد حضرت مکی بن ابراہیم امام بلخ متوفی 140ھ بحضور امام ابوحنیفہ متواتر دس برس تک فقہ و حدیث سنتے رہے۔ فرماتے ہیں کہ امام صاحب متقی، زاہد، صادق اور اہل زمانہ میں سب سے زیادہ حافظ حدیث تھے۔ حضرت زید بن ہارون کہتے ہیں۔ ایک ہزار استادان علم حدیث و فقہ سے میں نے علم حاصل کیا۔ مگر واللہ سب سے زیادہ امام ابوحنیفہ کو تقویٰ والا پایا۔

marfat.com

حضرت خارجہ بن مسعب کہتے ہیں کہ کعبہ کے اندر چار اماموں نے پورا قرآن ختم کیا ہے۔ ایک حضرت عثمان بن عفان خلیفہ رسول اللہ' دوسرے حضرت تمیم داری' تیسرے حضرت سعید بن جبیر صحابی رسول اللہ' چوتھے سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ تابعی۔

#P حضرت اعمش نے امام ابوحنیفہ سے چند مسائل دریافت کیے۔ امام صاحب نے حدیثوں سے جواب دیا تو اس پر حضرت اعمش نے فرمایا' اے گروہ فقہا تم طبیب ہو' اور ہم لوگ یعنی محدثین عطار کہ راویوں کے نام کے اور الفاظ پہنچانتے ہیں' اور آپ لوگ احادیث کے معنی و مفہوم کو بھی جانتے ہو۔

○ حضرت مجدد الف ثانی قیوم زمانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں۔

درفقہہ صاحب خانہ است و دیگران ہم عیال وے اند باوجود التزام ایں مذاہب مرا با امام شافعی گویا محبت ذاتی است و بزرگ میدانم دربعضے اعمال نافلہ تقلید مذہب اومی نمائم اما چہ کنم کہ دیگر آزا کاوجودوفور علم و کمال تقوے درجنب امام ابی حنیفہ دررنگ طفلاں می یابم (مکتوبات)	علم فقہ میں امام اعظم ابو حنیفہ صاحب خانہ میں اور باقی آئمہ ان کے عیال و خوشہ چیں ہیں۔ باوجود مذہب امام حنیفہ پر کاربند ہونے کے امام شافعی سے ذاتی محبت رکھتا ہوں۔ اور بعض اعمال نافلہ میں ان کی تقلید بھی کرلیتا ہوں مگر کیا کروں کہ دیگر آئمہ کرام باوجود وفور علم و کمال تقویٰ کے سیدنا امام ابُوحنیفہ علیہ الرحمتہ کے سامنے طفل مکتب نظر آتے ہیں۔

marfat.com

حضرت خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمتہ نے فصول ستہ میں تحریر فرمایا ہے۔

کہ جناب **عیسیٰ علیٰ نبینا و علیه الصلوٰة والتسلیم** جب نزول فرمائیں گے تو وہ بھی

بعد نزول بمذہب امام ابو حنیفه عمل خواہد کرد۔ یعنی اجتہاد روح اللّٰہ موافق اجتہاد امام اعظم خواہد بود۔ (مکتوبات)

امام ابو حنیفہ کے مذہب کے مطابق عمل فرمائیں گے۔ یعنی حضرت روح اللہ کا اجتہاد امام ابو حنیفہ کے اجتہاد کے موافق ہو گا۔

بے شائبہ تکلف و تعصب گفته شده که نورانیت ایں مذہب حنفی بنظر کشفی دررنگ دریائے عظیم می نمایدو سائر مذہب دررنگ حیاض وجداول بنظر می

تکلف و تعصب کی آمیزش کے بغیر کہا جائے گا۔ کہ نورانیت مذہب حنفی کشف و شہود کی نظر میں ایک عظیم الشان سمندر ہے اور باقی مذاہب اس کے مقابل نہر و حوض ہیں۔

شافعی مالک احمد امام حنیف
چار باغ پہ لاکھوں سلام

بہر حال تفصیل کے لیے تو دفتر درکار ہے۔ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استاذ المحدثین (امام المحدثین و قدوۃ الفقہا ہونا واضح و ثابت ہے۔ محدثین و حفاظِ حدیث امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں کے شاگرد نظر آتے ہیں۔

marfat.com

عقیدہ

کرامات اولیاء برحق ہیں۔

ولی کی تعریف:۔ ولی اس مومن کامل کو کہتے ہیں جو اللہ کی ذات و صفات کا حسب قدرت عارف ہو حسب امکان عبادات پر مواظبت کرے گناہوں اور لذات و شہوات سے کنارہ کش ہو۔

کرامت سے مراد ہے کوئی خرق عادت امر اس سے ظاہر ہو۔ جیسے بے موسم کا کھانا۔ حاجت کے وقت ظاہر ہونا۔ حجاب کے باوجود کسی کو دیکھ لینا یہ کرامت اس نبیؑ کے لیے کہ جس کی ا ۔۔ یہ ولی ہے معجزہ ہے کیونکہ یہ نبیؑ کی صداقت پر دلالت کرتی ہے کہ اس کے ایک امتی سے یہ امر خرق عادت ظاہر ہوا۔

کرامت اولیاء کا ثبوت قرآن و حدیث سے ثابت ہے چنانچہ بے موسم کا کھانا حضرت ذکریا علیہ السلام نے حضرت مریمؑ کے پاس دیکھا حالانکہ وہ نبی نہ تھیں قرآن حکیم میں ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا۔

یعنی جب مریمؑ کے عبادت خانہ میں ذکریا علیہ السلام گئے تو وہاں ان کے پاس بے موسم کھانا موجود تھا۔

تعجب سے پوچھا۔

قَالَ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ

کہ یہ تیرے پاس کہاں سے آیا جواب کہ یہ اللہ کے ہاں سے

marfat.com

آیا ہے۔

اسی طرح کئی سو میل سے آصف بن برخیا حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتی نے تخت بلقیس ایک دم میں منگایا۔ **فلما راٰہ مستقرا** جب سلیمان علیہ السلام نے اس تخت کو اپنے دربار میں کھڑا دیکھا

ابو نعیم نے روایت کیا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک شخص کو جس کا نام ساریہ تھا فوج کا سپہ سالار بنا کر نہاوند کی طرف جو مدینہ منورہ سے کئی سو میل دور تھا۔ روانہ کیا ایک روز کفار نے یہ چال چلی کہ پہاڑ کے پیچھے گھات لگا کر بیٹھ گئے۔ جنگ شروع ہوئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبۂ جمعہ کے درمیان اس کو مشاہدہ کرتے ہوئے ندا دی کہ یا ساریۃ الجبل اے ساریہ پہاڑ سے بچ پہاڑ سے بچ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کی آواز کو ساریہ تک پہنچا دیا اور ساریہ اس آواز کو سمجھ کر سنبھل گئے۔

حضرت بہاء الدین نقشبند کا واقعہ :۔حضرت بہاؤالدین شاہ نقشبند نے حضرت امیر کلال علیہ الرحمتہ کی عبادت و ولایت کا شہرہ سنا تو ان کی زیارت کو گئے۔ جب ان کی خانقاہ کے قریب پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ لوگوں کا ایک ہجوم ہے جو ایک میدان کے گرد جمع ہے جب آپ قریب پہنچے تو آپ کو معلوم ہوا کہ اس میدان میں کشتی ہو رہی ہے۔ اور حضرت امیر کلالؒ بھی شریک کشتی ہیں۔ آپ کو یہ بات ناگوار گزری کیونکہ آپ عالم جلیل اور پابند شریعت تھے۔ آپ کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی ایسے لوگوں کے لئے یہ کام مناسب نہیں کہ اسی وقت آپ پر بیٹھے بیٹھے غنودگی طاری ہو گئی۔ آپ نے خواب دیکھا کہ معرکہ حشر بپا ہے ان کے اور جنت کے درمیان ایک دلدل کا دریا حائل ہے یہ اس پار جانا چاہتے ہیں۔ یہاں تک کہ بغلوں تک دھنس جاتے ہیں اسی صورت میں سخت پریشان ہو جاتے ہیں کہ اس میں سے کیسے نکلا جائے۔ اتنے میں حضرت امیر کلالؒ تشریف لاتے ہیں اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو دلدل سے باہر نکال کر دوسری طرف جنت میں لے جاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کی آنکھ کھل جاتی

marfat.com

ہے۔ تو آپ اس سے پہلے کہ امیر کلال علیہ الرحمتہ سے کچھ عرض کریں آپ خود انہیں مخاطب کر کے فرمانے لگے "بہاؤالدین اگر ہم کشتی نہ لڑیں تو یہ طاقت کہاں سے آئے جس سے تمہیں دلدل سے نکال سکیں" یہ سن کر حضرت خواجہ بہاء الدین حضرت امیر کلال قدس اسرارہ کے دست مبارک پر بیعت کر لیتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا روحانی تصرف :-ایک درویش آدمی جس کا نام میر شرف الدین حسین تھا۔ بیان کرتا ہے کہ ایک دن میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ چند نفیس قسم کپڑے جو میرے گھر میں موجود ہیں۔ اور کچھ مصالحہ جات جو کھانوں میں ڈالے جاتے ہیں۔ آپ کی خدمت میں بھیجوں۔ میں نے ان چیزوں کو نکال کر اکٹھا کیا۔ اور اپنے رضاعی بھائی اللہ یار کے ہاتھ روانہ کیا۔ اتفاق سے ایک عورت جو میری عزیزہ تھی میرے گھر مہمان آئی تھی۔ کہنے لگی کہ اس قسم کے کپڑے درویش لوگ کیا کریں گے وہ خود تو پہنیں گے نہیں۔ میں نے کہا بالفرض اگر آپ نہ پہنیں گے تو آپ کے اہل خانہ تو پہن لیں گے۔ جب اللہ یار نے وہ کپڑے آپ کی خدمت میں پیش کیے تو آپ نے ایک نظر دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ مصالحہ جات لے جائیں اور کپڑوں کے متعلق فرمایا کہ میر شرف الدین سے کہنا کہ واقعی کپڑے بڑے نفیس ہیں مگر درویشوں کے کس کام اور بعض عورتیں جو تمہارے گھروں میں موجود ہیں۔ انہیں دے دو کیونکہ وہ عورتیں اس قابل ہیں۔ کہ پہن سکیں اس طرح وہ کپڑے وغیرہ آپ نے واپس کر دیئے یہ منظر دیکھ کر وہ عورت تائب ہو گئی۔

راقم الحروف کا واقعہ بیعت :-میری پہلی بیعت سلسلہ چشتیہ کے آستانہ عالیہ تو گرے شریف ضلع بہاولنگر میں حضرت خواجہ مجذوب الٰہی' میاں مشتاق احمد علیہ الرحمتہ سجادہ نشیں سے تھی حضرت موصوف علیہ الرحمتہ کی اولاد کا استاد ہونے کے سبب مجھ پر آپ کی بے حد عنایات تھیں روحانیت کا مقام بھی کافی حاصل تھا مگر حضرت کے وصال اور کچھ بے ادبی کی بناء پر وہ منزل و مقام چھن گیا عرصہ سات سال تک مختلف مقامات

marfat.com

بہت سے مشائخ اور صوفیوں کے پاس حاضری دی مگر بات نہ بنی اور نہ سکون قلب نصیب ہوا۔ ایک دن داروغہ والا لاہور کی جامعہ مسجد عثمانیہ میں مغرب کی فرض نماز سے سلام پھیرتے ہوئے ایک درویش پر نظر پڑی جو کہ وہاں مہمان آیا ہوا تھا۔ کہ اس کا قلب ذاکر ہے سنت و نوافل سے فارغ ہو کر جلدی سے اس کے پاس جاکر دریافت کیا کہ آپ کو یہ دولت کہاں سے میسر ہوئی تو اس نے شیخ المشائخ قیوم زمان فائز بمقام عبدیت و قیومیت حضرت خواجہ آخند زادہ سیف الرحمٰن صاحب پیرارچی خراسانی کا تعارف کرایا۔ میرے شوق میں مزید اضافہ ہوا حضرت موصوف کے اس وقت لاہور میں خلیفہ حاجی عبدالغفور تھے ان کی معرفت آپ کے پاس حاضر ہوا۔ حضرت قدس اسرارہ پشتو میں گفتگو فرما رہے تھے فارسی اور عربی زباں پر بھی عبور حاصل ہے صبح کا وقت تھا ناشتہ کے بعد تقریباً" نو بجے آپ نے حسب دستور دور کے مہمانوں سے فرمایا کہ آپ نے رات بھر سفر کیا ہے کچھ دیر آرام کریں آپ گھر تشریف لے گئے اور ہم اٹھ کر حجرہ میں آرام کے لیے آ گئے مگر نیند کہاں وہ تو عنقاء ہو چکی تھی حضرت کی زیارت سے دل فریفتہ ہو چکا تھا میں اٹھ کر مسجد میں گیا وہاں طلباء پڑھ رہے تھے۔ ان سے کاغذ لیا اور فارسی میں ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اپنے مافی الضمیر کا اظہار کیا ظہر کی نماز کے بعد حاجی عبد الغفور نے آپ سے عرض کیا یہ ایک عالم دین ہیں انہیں بھی ذکر قلبی کا بہت شوق ہے آپ کی توجہ خاص کے متمنی ہیں۔ فقیر نے وہ عریضہ ساتھ ہی پیش کر دیا آپ نے اسے پڑھنے کے بعد عربی میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایاھل تتکلم العربیہ کیا آپ عربی میں گفتگو کر سکتے ہیں۔ جبکہ میں نے فارسی میں عریضہ لکھا تھا۔ مگر عربی کے متعلق دریافت فرما رہے ہیں۔ کیونکہ معلوم کر چکے تھے کہ یہ فارسی کی بجائے عربی میں گفتگو بہتر طریقہ سے کر سکتا ہے چنانچہ آپ نے مختلف کتب کے حوالہ جات کے ذریعے علم باطن اور تزکیہ نفس کی اہمیت بیان فرمائی اور ایک کتاب جو مجھے یاد نہیں کون سی تھی عربی زبان میں تھی سے ایک صفحہ نکال کر فرمایا اسے تنہائی میں بیٹھ کر غور اور پوری توجہ سے پڑھ اور عصر کی نماز کے بعد حسب معمول ختم خواجگاں ہوا پھر مجھے نقشبندی سلسلہ میں بیعت فرما کر توجہ فرمائی جس کے اثر سے مجھ پر عشاء کی نماز تک تقریباً" چار گھنٹے تک

marfat.com

وجدانی کیفیت طاری رہی پہلے جس مقام تک پہنچ کر وہ مقام و روحانیت سلب ہوئی تھی ایک لحظہ میں وہیں پہنچا کر اس سے آگے ترقی شروع ہوئی اس کے بعد تو آپ کی خاص عنایات سے اب تک مستفید ہو رہا ہوں۔ بڑے بڑے مکاشفات ہوئے جن کا بیان اپنے قلم سے مناسب نہیں سمجھتا بس یہی کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری عمر بھی آپ کو عطا فرمائے اور آپ کے مقامات درجات میں مزید سے مزید ترقی عطا فرمائے۔

کرامت کی اقسام

خرق عادت کی اقسام تو بہت ہیں جیسے معدوم کو موجود کرنا' موجود کا معدوم کرنا' ایک پوشیدہ امر کا ظاہر کرنا' ظاہر امر کا چھپا دینا' دعا کا مقبول ہونا' مسافت طویلہ کا تھوڑی مدت میں طے کر لینا' امر غائب کی خبر دینا' بیک وقت متعدد مقامات و مکانات میں پایا جانا' زندوں کو مردہ کرنا' مردوں کو زندہ کرنا' حیوانات' نباتات و جمادات کی تسبیح سننا اور ان کی گفتگو سمجھنا' بوقت حاجت بغیر اسباب کے کھانے پینے کے سامان کا موجود ہونا علاوہ ازیں اور بہت سے امور ہیں جیسے پانی پر چلنا' ہوا میں سیر کرنا' کسی غیر ماکولات کو بطور ماکولات استعمال میں لانا' وحشی جانوروں کا مسخر کرنا' ظاہری اجسام میں بے پناہ قوت کا آجانا جیسے ایک شخص سماع میں حالت وجد میں ہو اور وہ اپنی ٹھوکر سے درخت کو جڑ سے اکھاڑ دے یا اس کے دیوار پر ہاتھ مارنے سے دیوار شق ہو جائے یا کسی ولی کا کسی شخص کی جانب انگلی سے اشارہ کرنا اور اس کا گر جانا یا اشارہ سے کسی کی گردن کاٹ دیں اور فوراً اس شخص کا سر کٹ جائے خلاصہ یہ کہ حق تعالیٰ نے اپنے دوستوں میں بعض کو اپنی قدرت کاملہ کا مظہر بنایا ہے تو وہ جہاں ہوں اور جس طرح چاہیں تصرف کر سکتے ہیں۔ حقیقت میں وہ اثر د تصرف اللہ تعالیٰ کا ہی ہوتا ہے اور اس وقت اس محبوب حق کی ذات درمیاں میں نہیں ہوتی ہے۔

ایک جلیل القدر صوفی نے فرمایا ہے کہ خرق عادت و کرامات کی اصل یہ ہے جو تمام امور کی جامع ہے کہ جس شخص نے دوسروں کی عادات کو ترک کر دیا ہے۔ یا خود اپنی عادت سے دستبردار ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مقابل میں ایسی ہی خرق عادت

marfat.com

اس کو عطا کر دیتا ہے اس کو عام طور پر کرامت کہا جاتا ہے لیکن خواص کے نزدیک کرامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وہ خاص عنائت ان کے شامل حال ہو جس نے ان کو وہ قوت و توفیق بخشی ہے جس کے باعث وہ اپنے نفوس کی عادتوں سے دستبردار ہو جاتے ہیں ہمارے نزدیک یہی کرامت ہے اور عوام جس کو کرامت کہتے ہیں خواص اس سے بے اعتنائی اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ اس عام کرامت میں تو استدراج بھی شامل ہے اس لیے یہ بھی ایک قسم کا معارضہ ہے اور ان کو یہ خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ کہ کہیں یہ ان کے عمل کی جزاء نہ بن جائے کیونکہ ثواب کا مقام دار آخرت ہے اور اگر اس جزاء میں سے کچھ حصہ ان کو دنیا میں مل جائے تو وہ اس سے اعراض کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ کل اعمال کا ثمرہ نہ ہو اس بارے میں چند احادیث بھی وارد ہیں اور کرامت وہ جو خوف سے خالی ہو اور یہاں خوف موجود ہے اور جب خوف موجود ہے تو وہ کرامت نہ ہوئی البتہ یہ خرق عادت ضرور ہے ہاں اگر اس خرق عادت کے ساتھ یہ بشارت اور نوید مل جائے کہ "یہ تمہارے اعمال کی جزاء نہیں بلکہ ایک اضافی چیز ہے تو پھر ثواب کے بعد کا خطرہ اور خوف باقی نہ رہے گا اور نہ کوئی حجاب" تو اس وقت اس کو کرامت کہنا درست ہے پس یہ خوشخبری بھی حقیقت میں کرامت ہے۔

ایک بزرگ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ خلوت و جلوت میں عبادت کرنے میں حظ و راحت محسوس ہو نیز کوئی سانس یاد الٰہی سے غافل نہ ہو اور یہ کہ جب بسا اوقات کوئی خاص چیز وارد ہو یعنی کوئی حال پیش آئے تو معبود کے ادب کا اس میں لحاظ یعنی حد ادب سے قدم آگے نہ بڑھانا تمام احوال میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو پیش نظر رکھنا اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دار آخرت میں سعادت ابدی کی خوشخبری بھی ملے اس کا نام سب سے بڑی کرامت ہے۔

(نفحات الانس مترجم صفحہ 173) تالیف حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ

عقیدہ:۔ میت کو جب قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو دو فرشتے منکر و نکیر آکر میت کو بیٹھا کر تین سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کون ہے؟ اس شخص کے متعلق

marfat.com

تیرا کیا خیال ہے؟ اگر مسلمان ہو تو وہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ میرا مذھب اسلام ہے اور یہ شخص محمد رسول اللہ (ﷺ) ہیں دونوں فرشتے کہتے ہیں تو نے سچ کہا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ کے ساتھ بقیع غرقد میں گئے رسول اکرم ﷺ بھی تشریف لائے اور آ کر بیٹھ گئے ہم بھی آپ کے گرد حلقہ بنا کر اس طرح بیٹھ گئے جیسے ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں (نہایت خاموشی و سکون کے ساتھ) مومن کے فوت جانے کا وقت آتا تو حد نگاہ تک فرشتے اس کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور ان کے چہرے سورج کی مانند چمک رہے ہوتے ہیں ثم ملک الموت اس کے سر کے پاس آ کر بیٹھ جاتا ہے اور بندے سے مخاطب ہو کر کہتا ہے "اے نفس مطمئنہ اللہ کی مغفرت اور رضا کی طرف نکل کر چل تو روح نکلتی ہے تو اس طرح بہتی ہے یعنی قطرے گرتے ہیں جیسے مشک سے پانی کے قطرے بہتے ہیں فرشتے ان قطروں کو محفوظ کر لیتے ہیں اور انہیں اس کے کفن پر لگا دیتے ہیں یہ حنوط ہے (خوشبو) روح کے نکلتے وقت کستوری سے بڑھ کر خوشبو آتی ہے اب اس روح کو لے کر چلتے ہیں تو فرشتوں کی جس جماعت سے بھی گزرتے ہیں تو وہ جماعت ان سے دریافت کرتی ہے کہ یہ کس کی روح ہے تو وہ کہتے ہیں فلاں ابن فلاح کی روح ہے اور اس شخص کا نام دنیا والوں سے بھی اچھے سے اچھا نام بولتے ہیں یہاں تک کہ وہ سماء دنیا پر پہنچ جاتے ہیں (المختصر) ساتوں آسمانوں سے گزر کر عرش پر پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کا نام علیین میں لکھ دو اور واپس زمین میں لے جاؤ کہ میں نے اپنے بندے سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں میں نے زمین سے پیدا کیا زمین میں ہی لوٹاؤں اور اسی سے دوبارہ نکالوں گا تو اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آ کر اسے بیٹھا کر سوال کرتے ہیں۔ من ربک؟ تیرا رب کون ہے تو وہ جواب دیتا ہے۔ ربی اللہ میرا رب اللہ ہے دوسرا سوال کرتے ہیں۔ مادینک؟ تو وہ جواب دیتا ہے۔ دینی الاسلام میرا دین اسلام ہے پھر سوال کرتے

marfat.com

ہیں یہ شخص کون ہے جو تم میں مبعوث ہوا؟ تو وہ جواب دیتا ہے۔ **ھو رسول اللہ** وہ اللہ کے رسول ہیں۔ فرشتے پوچھتے ہیں تجھے ان کا کیسے علم ہوا تو بندہ جواب دیتا ہے میں نے قرآن پڑھا اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی پھر آسماں سے نداء آتی ہے۔ کہ میری بندے نے سچ کہا اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھا دو جنت کی طرف دروازہ کھول دو اس سے جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے اور حد نگاہ تک قبر کشادہ ہو جاتی ہے۔ اور ایک آدمی نہایت حسین و جمیل اعلیٰ لباس والا اور اعلیٰ خوشبو والا اس کے پاس آ کر کہتا ہے اس انعام پر تمہیں مبارک ہو جس کا آج کے دن کے لیے تجھ سے وعدہ کیا گیا ہے میت اس سے پوچھتی ہے تو کون ہے؟ جو یہ خوشخبری سنا رہا ہے تو جواب ملتا میں تیرا عمل صالح ہوں تو بندہ تمنا کرتا ہے کہ اے اللہ قیامت قائم کر کہ اپنے اہل و عیال کے پاس لوٹ جاؤں۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مرنے والا کافر ہو تو فرشتے اس حالت میں اس کے ساتھ بیٹھتے ہیں کہ ان کے چہرے سخت سیاہ ہوتے ہیں پھر ملک الموت ڈراؤنی شکل میں آ کر اس کے سر کے پاس بیٹھ کر کہتا اے خبیث نفس' اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کے ساتھ نکل تو روح نکلتی ہے اس سے انتہائی بد بو دار قطرے گر رہے ہوتے ہیں جو فرشتے اس کے کفن پر مل دیتے ہیں کافر کی روح نکلتے وقت اتنی بدبو آتی ہے کہ ایسی پوری دنیا میں کہیں نہیں جب اس روح کو لے کر چلتے ہیں تو جس فرشتے کی جماعت سے ملاقات ہوتی ہے وہ پوچھتے ہیں تو اس کے لیے آسمان کا دروازہ نہیں کھلتا اس مقام پر رسول اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ	اس کے لیے آسمان کا دروازہ کھلے گا اور نہ ہی وہ جنت میں داخل ہو سکیں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے۔

marfat.com

اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کا نام سجین میں درج کرو اور زمین کی نچلی تہہ میں پھینک دو چنانچہ نچلی تہہ میں پھینک دیا جاتا ہے پھر آپ نے یہ آیت فرمائی۔

وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ۔

اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے نیچے گرتا ہے تو اسے پرندے نوچ لیتے ہیں یا ہوا اسے گندے بدبودار مقام پر پہنچا دیتی ہے۔

تو اس کی روح جسم میں لوٹ آتی ہے۔ تو دو فرشتے اس کو بیٹھا کر دریافت کرتے ہیں۔ من ربک ما دینک۔ تو وہ کہتا ہے "ھاہ ھاہ" لا ادری افسوس میں نہیں جانتا پھر پوچھتے ہیں یہ شخص جو تم میں مبعوث ہوئے تھے کون ہیں؟ تو پھر بھی کہتا ہے " ہائے افسوس میں نہیں جانتا" تو آسمان سے ندا آتی ہے کہ میرے بندے نے جھوٹ بولا اس کے لیے آگ کا بستر بچھاؤ اور دوزخ کی طرف سے دروازہ کھول دو تاکہ اس کی طرف گرم اور بدبودار ہوا آتی رہے اور قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں آپس میں مل جاتی ہیں پھر ایک شخص نہایت کریہ الصورت جس کے جسم بدبودار آ رہی ہوتی ہے آ کر کہتا ہے جس تکلیف اور عذاب کا آج کے دن کے لیے تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا اسے چکھ کافر پوچھتا ہے کہ تو کون ہے تو جواب دیتا ہے میں تیرا برا عمل ہوں تو وہ کہتا ہے اے خدا قیامت قائم نہ کرنا (مسند امام احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔) کتاب الروح ابن قیم جوزی صفحہ 41 تا 42 و اسی کتاب کے 46 47 پر ایک ہے۔ مومنین کے عزت و تکریم کا باعث اور کافر منافق فاسق فاجر کے لیئے قبر میں ذلت و تحقیر کا موجب ہیں۔ (التذکرہ للامام قرطبی)

سوال نمبر۔ جو قبور میں دفن نہیں ہوتے دریا میں ڈوب جاتے ہیں یا آگ میں جل کر راکھ ہو جاتے ہیں یا درندے کھا جاتے ہیں یا ویسے ہی زمین پہ پڑے پڑے لاشیں ختم

marfat.com

ہو جاتی ہیں ان کا بھی حساب ہوتا ہے اور کیسے ہوتا ہے؟

جواب:۔عذاب قبر اصل میں عذاب برزخ ہے جس کا دنیا سے بھی تعلق ہے کہ دنیا کی تکالیف مانند اس کی بھی انتہاء و اختتام ہے اخروی عذاب سے بھی متعلق ہے کہ سختی میں آخرت سے مشابہت رکھتا ہے جیسے کہ مذکورہ بالا احادیث سے ماخوذ ہے تو جو بھی مرتا ہے تو اس سے حساب لیا جاتا ہے۔ اور اگر ثواب و انعام کا مستحق ہو تو اسے انعام دیا جاتا ہے خواہ کسی بھی حالت میں ہو اگر مستحق عذاب ہے تو عذاب میں مبتلا ہو جاتا اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کچھ بعید نہیں۔

ذکر ملک الموت:۔مذکورہ بالا حدیث براء ابن عازب میں گزر چکا ہے کہ جب بندہ مومن کی روح قبض کرنے کے لیے ملک الموت آتا ہے تو بڑی احسن صورت میں ہوتا ہے۔ اور جب کسی کافر و منافق اور فاسق و فاجر کی روح قبض کرتا ہے تو بڑی ڈراؤنی اور مہیب شکل میں آتا ہے۔ اسی طرح

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ مجھے اپنی شکل دکھا جس میں صالح کی روح قبض کرتا ہے تو اس نے عرض کیا آپ مجھ سے ایک دفعہ نظر ہٹالیں تو آپ نے رخ تبدیل کر لیا پھر اسے دیکھا تو وہ ایک حسین و جمیل نوجوان کی شکل میں جس کے بدن پر حدیث براء بن عازب سے روایت کی جس میں مذکورہ بالا حدیث سے کچھ الفاظ مختلف ہیں۔ بعض روایات میں کافر کے متعلق فرمایا کہ اس پر بہرا گونگا مقرر کیا جاتا ہے جس کے ہاتھ لوہے کا ہتھوڑا ہوتا ہے کہ اگر وہ پہاڑ پر مار دے تو وہ مٹی کی طرح دھول بن جائے اس سے کافر کو مارتا ہے جس کی آواز جن و انسان کے بغیر تمام مخلوق سن لیتی ہے۔

منکر و نکیر کی صفات:۔ترمذی شریف کی حدیث عذاب قبر میں ہے کہ وہ دونوں سیاہ

marfat.com

نیلی آنکھوں والے ہوتے ہیں جن میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔

اسی طرح محدثین نے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیث معراج میں روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جبرئل سے کہا مافاک؟وہ کیا ہے تو اس نے جواب دیا منکر اور نکیر جو ہر اس انسان کے پاس آتے ہیں جو دفن کیا جاتا ہے میں نے کہا ان کے اوصاف بیان کر تو اس نے جواب دیا کہ ان کی لمبائی چوڑائی بیان کیے بغیر جو گھبراہٹ پیدا کرنے والے ہیں ان میں سے صرف یہی بیان کرتا ہوں ہے کہ ان کی آواز ایسی ہے جیسے بجلی کڑک رہی ہو۔ اور ان کی آنکھیں چمکنے والی بجلی کی مانند ان کے دانت جیسے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں ان کے ناک نتھنے کی ہوا سے خاک اڑتی ہے اپنے ناخنوں سے زمین کھودتے ہیں دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ لوہے کا ایک ستون ہے اگر تمام اہل زمین اس کو اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھا سکیں (آخر حدیث تک)

وجہ تسمیہ:۔ان فرشتوں کو منکر و نکیر کیوں کہتے ہیں تو ابو عبد اللہ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ ان کی تخلیق انسان' فرشتوں' پرندوں' چوپائے اور حشرات میں سے کسی کے بھی مشابہ اور ہم شکل نہیں بلکہ ایک نئی اور عجیب مخلوق ہیں جن کے دیکھنے سے خوف آتا نہایت عمدہ لباس اور بہت ہی نرالی خوشبو آ رہی تھی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اگر مومن کو کسی دوسری خوشخبری نہ بھی ملے تو یہی خوشی کافی ہے پھر آپ نے فرمایا اب وہ شکل دکھاؤ جس میں کافر کی روح قبض کرتے ہو۔ تو اس نے کہا کہ آپ اس کی تاب نہیں لا سکو گے۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں آپ مجھے ضرور شکل دکھایئے تو ملک الموت نے کہا آپ ایک دفعہ اپنا رخ دوسری طرف کیجیے چنانچہ خلیل اللہ علیہ السلام نے رخ پھیرنے کے بعد جو دیکھا کہ ایک نہایت سیاہ فام انسان جس کے پاؤں زمین پر ہیں تو سر آسماں کو مس کر رہا ہے اہل زمین سے سب سے زیادہ قبیح صورت جس کے ہر بال کے تحت آگ کا جلتا ہوا شعلہ ہے تو آپ نے فرمایا تیری یہ مہیب شکل کافروں کے لیے بطور عذاب کافی ہے۔

marfat.com

عقیدہ :- قبر کا عذاب کافروں کو اور بعض گنہگاروں کے لئے حق ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کی خبر دی ہے۔

حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں قبر دنیا و آخرت کے درمیان ایک برزخ ہے اس کا عذاب ایک لحاظ سے دنیاوی عذاب سے مناسبت رکھتا ہے کہ ختم ہونے والا ہے اور دوسری وجہ سے عذاب آخرت سے مناسبت رکھتا ہے کہ یہ درحقیقت آخرت کے عذابوں میں سے ہے آیت کریمہ

النار یعرضون علیہا غدوا و عشیًا	صبح و شام ان پر آگ پیش کی جاتی ہے - یہ آیت عذاب قبر کے متعلق نازل ہوئی ہے

اسی طرح قبر کا آرام بھی دو پہلو رکھتا ہے وہ شخص بہت ہی سعادت مند ہے جس کی لغزشوں اور جرموں کو کمال عنایت و مہربانی سے بخش دے اور اس کا مواخذہ نہ ہو اگر مواخذہ کے مقام پر آئے بھی تو اس کو دنیا کے مصائب و آلام کو کفارہ بنا کر معاف کر دیا جائے اور جو کچھ بقیہ رہ جائے تو قبر کی تنگی اور ان کی تکلیفوں کو جو قبر میں مقرر ہیں اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیا جائے تاکہ محشر کو پاک و صاف ہو کر اٹھے اور جس شخص کے لیے ایسا نہ ہو اور اس کا مواخذہ آخرت پر موقوف رکھیں تو اس کے حق میں عدل ہے لیکن گنہگار کے حال پر افسوس ہے ہاں جو کوئی اہل اسلام سے ہے تو اس کا انجام رحمت ہے اور عذاب قبر و دوزخ سے ابدی طور پر محفوظ رکھے تو یہ بڑی نعمت ہے

امام شمس الدین محمد بن احمد الانصاری القرطبی رقمطراز ہیں عذاب قبر اور اسکے فتنہ پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کی تصدیق لازم ہے مخبر صادق ﷺ نے اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے

marfat.com

(التذکرہ ج 1- صفحہ 124)

اسی طرح علامہ ابن قیم لکھتے ہیں کہ مذکورہ بالا احادیث جو ہم نے نقل کی ہیں اور جن سے عذاب قبر منکر و نکیر کا سوالات کرنا وغیرہ ثابت ہوتا ہے۔ یہ احادیث متواتر اور کثیرہ ہیں

ایک دوسرے مقام پر فصل ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ان احادیث صحیحہ کے مقتضی کے مطابق اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے مروزی نے ذکر کیا کہ ابو عبداللہ (امام اسماعیل بخاری) نے کہا عذاب قبر حق ہے اس کا انکار وہی کرتا ہی جو ضال اور مضل (گمراہ و گمراہ کرنے والا) ہے۔ نیز انہوں نے فرمایا یہ احادیث صحیحہ ہیں ان پر ہمارا ایمان ہے اس کا اقرار کرتے ہیں جو بھی رسول ﷺ سے مروی ہے جس کی اسناد جید ہیں

(الروح صفحہ 57)

ضغطہ قبر:-گھبراہٹ اور تنگی کو کہتے ہیں تھوڑی دیر کسی گناہ کے سبب یا کسی نعمت کے شکر ادا نہ کرنے کے سبب کبھی اچھے بندوں کو بھی تنگی قبر ہو جاتی ہے پھر اسی وقت دور ہو جاتی ہے چنانچہ امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر تشریف لائے ان کی نماز جنازہ ادا کی اور قبر میں اتارنے کے بعد مٹی برابری تو رسول ﷺ تھوڑی دیر کے لئے کھڑے ہو کر تسبیح پڑھتے رہے پھر کسی نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا ان پر قبر تنگ ہوگئی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے کھول دی گویا اس کے لئے تسبیح و تکبیر فرماتے رہے۔

امام نسائی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے سعد کی نسبت یوں فرمایا کہ اس کی موت سے عرش کو حرکت ہوئی اور آسمانوں کے دروازے ان کے لئے کھولے گئے اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازہ میں شریک ہوئے ان کو بھی تھوڑی سے قبر کی تنگی ہوئی تو اور کا کیا حال ہوگا امام بیہقی نے نبی اکرم

marfat.com

ﷺ سے روایت کیا کہ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ حضرت سعد بن معاذ کے ضغطہ کا کیا سبب ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پیشاب سے پاک رہنے میں کچھ کمی رہ جاتی تھی۔

امام بیہقی نے مزید روایت کیا کہ حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا کہ جب سے آپ نے منکر و نکیر اور ضغطہ قبر کا ذکر فرمایا میرے دل کو چین نہیں آتا تو آپ نے ارشاد فرمایا اے عائشہ منکر و نکیر کی آواز مسلمان کے کان میں ایسی نرم معلوم ہوگی جیسے آنکھ میں سرمہ ضغطہ قبر ایسا ہوگا جیسے کسی کے سر میں درد ہو تو اس کی ماں نہایت مہربانی سے اس کے سر کو نرم نرم دبائے

آٹھ لوگوں سے سوال نہیں ہوتا۔ علامہ شامی فرماتے ہیں آٹھ قسم کے لوگوں سے قبر میں سوال نہیں ہوگا۔

(1) مسلمان ملک کی سرحد کی حفاظت کرنے والا۔ (2) شہید۔ (3) مرض طاعون میں مرنے والا۔ (4) طاعون کے زمانہ میں بغیر طاعون کے مرنے والا جب کہ صابر ہو۔ (5) صدیق۔ (6) بچے ۔(7) جمعہ کے دن یا رات کو فوت ہونے والا۔ (8) ہر رات کو سورۃ ملک کی تلاوت کرنے والا۔ (9) اسی طرح مرض موت میں سورت اخلاص پڑھنے والا ۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے سوال نہیں ہوتا کیونکہ وہ صدیقین شہداء سے افضل ہیں۔

عذاب قبر سے نجات اسباب :۔امام قرطبی نے عذاب قبر سے نجات کے پانچ اسباب بیان فرمائے ہیں

1 ۔اسلامی سرحد کی حفاظت کرنا مسلمان ملک کی حفاظت کرنے والا عذاب قبر سے محفوظ ہو جاتا ہے

ترمذی شریف میں فضالہ بن عبید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

marfat.com

فرمایا ہر مرنے والے کا عمل وہیں رک جاتا ہے مگر وہ شخص جو سرحد پر حفاظت کے لیے گھوڑا باندھے ہوئے فوت ہو جائے تو اس کا یہ عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے اور قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے نیز امام ترمذی نے اس کو حدیث حسن کہا ہے۔

سرحد کی حفاظت کی فضیلت میں اور بھی متعدد احادیث ذکر کی ہیں۔ اختصار کے پیش نظر نقل نہیں کیں۔

شہادت :-اللہ تعالیٰ کی راہ میں دین اسلام کی حفاظت کے لئے شہید ہونے سے بھی عذاب قبر سے محفوظ ہو جاتا ہے امام ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا شہید کو چھ چیزیں عطا ہوتی ہے - (1) پہلی ہی بار میں اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (2) جنت میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے۔ (3) عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ (4) فزع اکبر (قیامت) کی ہولناکی سے امن میں رہتا ہے۔ (5) اس کے سر پر عزت و وقار، یاقوتی تاج رکھا جائے گا۔ (6) جو 72 بہتر۔ بہتر حوروں سے اس کا نکاح ہوگا۔ (7) اپنے عزیز رشتہ دار میں سے 27 بہتر کی شفاعت کرے گا۔ (8) ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ اسے ایمان کا زیور بھی پہنایا جائے گا۔

سورہ ملک:۔ ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے ایک مقام پر خیمہ لگایا دراصل وہاں کسی مومن کی قبر تھی۔ اور اسے علم نہ تھا تو وہاں سے انسان کی آواز آرہی تھی۔ یہاں تک کہ اسنے پوری سورہ ملک سماعت کی رسول خدا ﷺ سے ماجرا عرض کیا تو آپ نے فرمایا یہ سورت ملک پڑھنے کی بندہ مومن کو عذاب قبر سے نجات دلانے والی ہے نیز ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک ایسی حدیث نہ سناؤں کہ جس سے تو خوش ہو جائے گا تو اس نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمایئے سورت **تبارک الذی بیدہ الملک** (یعنی سورہ ملک) کو پڑھ اس کو یاد کر اور اس کی اپنی اہلیہ تمام اولاد اور گھر میں رہنے والے دیگر بچوں اور ہمسایوں کو تعلیم دے کہ یہ سورت نجات دلانے والی

marfat.com

اور جھگڑنے والی ہے کہ روز محشر اپنے رب سے اپنے قاری کے متعلق جھگڑا کر کے جہنم کے عذاب سے نجات دلائے گی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ یہ ہر مسلمان کے قلب میں محفوظ ہو۔ نیز آپ سے مروی ہے کہ جو مسلمان اسے ہر رات پڑھتا ہے تو وہ قبر میں جھگڑ کر کے اسے نجات دلائے گی۔

دائمی مرض :-اگر کسی مرض میں فوت ہوا تو وہ بھی عذاب سے نجات کا سبب ہوگا چنانچہ ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ جو مرض میں فوت ہوا تو وہ شہادت کی موت مرا اور فتنہ قبر سے محفوظ ہو گیا اور اسے جنت سے رزق اور خوشبو عطا ہوگی۔

جمعرات اور جمعہ کے دن وصال :-جو شخص جمعرات اور جمعہ کے دن مرتا ہے تو وہ بھی عذاب قبر سے نجات پاتا ہے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو جمعرات یا جمعہ کے دن مرتا ہے اللہ تعالی اسے عذاب قبر سے محفوظ فرما دیتا ہے۔

ابن قیم جوزی نے ایک طویل حدیث اپنی کتاب الروح میں نقل کی ہے جس میں نیکیوں کا ذکر ہے جن کی وجہ سے انسان عذاب قبر سے محفوظ ہو جاتا ہے ان نیکیوں میں سے ایک اپنے والدین سے نیکی کرنا (1) برالوالدین) (2)- ذکر الہی - (3) نماز پڑھنا۔ (4) صیام رمضان۔ (5) غسل جنابت۔(6)حج و عمرہ۔ (7) صدقہ - (8) صلہ رحمی۔ (9) امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔ (10) حسن خلق - (11)خوف الہی - (12) نابالغ اولاد کا مرنا۔ (13)امید و رجاء۔ (14) خشیت الہی سے آنسوؤں کا رواں ہونا۔ (15) اللہ تعالی کے ساتھ حسن ظن۔ (16) شہادت توحید و نبوت

حافظ ابو موسی نے کہا یہ نہایت ہی عمدہ حسن ہے(حسن جدا)

ابن قیم اس روایت کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں اور اپنے ظاہر پر محمول ہوتے ہیں۔

marfat.com

ان رویا الانبیاء وحی فھو علی ظاھر ھا

وہ اسباب جن سے عذاب قبر ہوتا ہے:۔ عذاب قبر یا حشر یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اثر ہے لہٰذا ہر اس امر سے عذاب ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی کا سبب بنے پھر توبہ نہ کی اور بغیر توبہ کئے ہی مر گیا۔ چنانچہ ان اسباب میں پیشاب کے قطروں سے نہ بچنا چغلی کھانا ہے۔ جیسا کہ صحیحین کی حدیث ہے کہ رسول اکرم ﷺ دو قبروں سے گزرے تو فرمایا انہیں عذاب ہو رہا ہے ایک کو پیشاب کے قطروں سے نہ بچنے کی وجہ سے تو آپ نے فرمایا کہ استبرؤ عن السول فان عمامتہ عذاب القبر منہ۔ پیشاب کے چھنٹوں سے بچو کہ عذاب قبر اکثر اسی بناء پر ہوتا ہے دوسرے کے متعلق فرمایا یہ چغلی کھایا کرتا تھا تو آپ نے کھجور کی ٹہنی منگائی اور اس کے دو حصہ کر کے دونوں قبروں پر ایک ایک حصہ رکھ کر فرمایا جب تک یہ شاخ خشک نہ ہوگی ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

فائدہ:۔ اسی حدیث کے پیش نظر اہل سنت قبور پر پھول وغیرہ سبز چیزیں رکھتے ہیں کہ یہ ذکر الٰہی کرتی ہیں جس سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔

دیگر جرائم میں سے (3) نماز میں کاہلی۔ تقدیر کا انکار۔ زنا۔ سود لینا۔ دینا۔ سود لکھنا۔ سود کے معاملہ میں معاونت کرنا۔ یتیموں کا مال کھانا۔ غیبت کرنا۔ لوگوں کی کسی کی عزت کو اچھالنا۔ شراب پینا۔ شراب بنانا۔ شراب بیچنا۔ جھوٹی گواہی۔ رشوت:۔ لواطت۔ چوری۔ ڈکیتی۔ فرائض کا ترک کرنا۔ محارم کے ارتکاب کے لئے حیلہ وسیلہ تلاش کرنا۔ حاکم کا ناجائز فیصلہ کرنا۔ مفتی کا قصداً قرآن و سنت کے خلاف فتویٰ دینا۔ گناہ و زیادتی پر مدد کرنا۔ سلف صالحین پر طعن کرنا۔ بدعات سیئہ کی (الروح صفحہ 78-77)

عقیدہ:۔ زندوں کے عمل اور سعی سے موتیٰ (فوت شدگان) کو فائدہ پہنچتا ہے خواہ ثواب پہنچانے کے ارادہ سے کوئی نیک عمل کر لیا جائے۔ یا عمل صالح کے بعد اس

marfat.com

کا ثواب پہنچا جائے بہر دو صورت جائز ہے یہ اہل سنت فقہاء محدثین و مفسرین کا متفق علیہ (اجماعی) مسئلہ ہے۔

ایصال ثواب:۔ زندہ مومنوں کی دعا اور صدقہ دینے سے متوفی مومن کو فائدہ پہنچتا ہے اگر فوت شدہ مومن کسی عذاب میں مبتلا ہے تو اس کی دعا و صدقات سے تخفیف ہو جائیگی یا بالکل معاف ہو جائے گا اور اگر وہ عذاب میں مبتلا نہیں تو پھر دعا و صدقات سے اس کے درجات میں اضافہ ہو جائیگا بہر صورت اسے نفع ضرور پہنچتا ہے قرآن و حدیث اور اجماع صحابہ اس پر دلیل ہیں اللہ تعالی کا فرمان ہے۔

والذین جاؤ وا من بعد ہم یقولون ربنا اغفرلنا ولا خوننا الذین سبقونا بالایمان

وہ لوگ جو مہاجرین و انصار کے بعد آئے اور کہتے ہیں کہ آہی ہمیں اور جو ہمارے بھائی ہم سے پہلے ایمان لائے ان کو بخش دے

ظاہر ہے کہ یہ دعا فوت شدہ کو بھی شامل ہے اگر اس دعا سے پہلوں کو کچھ نفع نہ ہوتا تو اللہ تعالی بعد میں آنے والوں کی تعریف میں یہ ذکر نہ فرماتے بلکہ یہ دعا فضول شمار ہوتا۔

اسی طرح نماز جنازہ جو فرض کفایہ ہے زمانہ نبوت سے آج تک تسلسل سے اس پر عمل جاری ہے جس کے انکار سے کفر لازم آتا ہے اس میں دعائے مغفرت اموات کے لئے بھی کی جاتی ہے **اللھم اغفر الحسینا و میتنا** اے اللہ ہمارے زندوں اور مردوں کی مغفرت فرما اگر میت کو اس سے فائدہ و نفع نہ ہوگا تو گویا یہ ایک فضول امر ہو جائیگا کس طرح یہ فعل فضول ہو سکتا ہے جب کہ رسول خدا ﷺ اس کی بہت زیادہ تعریف فرمائی ہے اور میت کو اس سے منتفع ہونے کی صراحت موجود ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس میت پر سو مسلمان نماز پڑھیں اور اس کے لئے سفارش کریں تو اللہ تعالی ان کی سفارش قبول فرماتا ہے کہ میت کو بخش دیتا ہے طبرانی نے اوسط میں نقل کیا ہے کہ سرور عالم

marfat.com

ﷺ نے فرمایا میری امت پر اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے کہ جو قبر میں گنہگار داخل ہونگے مسلمانوں کی دعا و استغفار سے بے گناہ ہو کر نکلیں گے۔

صدقہ سے میت کو فائدہ:۔بخاری و مسلم میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ میری ماں فوت ہوگئی ہے اگر اسے موقع ملتا تو ضرور وصیت کرتی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو اس کو ثواب ملے گا تو آپ نے فرمایا ہاں (الروح) اسی طرح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول ﷺ سے پوچھا کہ مرا باپ فوت ہو گیا ہے اپنے بعد مال چھوڑا ہے مگر کوئی وصیت نہیں کی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو اس کو کافی ہوگا تو آپ نے فرمایا ہاں میں جواب دیا(الروح) اسی طرح ابن قیم کی کتاب الروح میں ہے کہ عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے عاص بن وائل نے جاہلیت میں سو اونٹ نحر کرنے کی نذر مانی تھی ہشام بن عاص نے بچپن اونٹ ذبح کر دیئے ہیں اور عمرو بن عاص نے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر عاص توحید(یعنی ایماں) پر مرا ہے تو اسکی طرف سے روزہ رکھ یا صدقہ دے اسے اس سے فائدہ ہوگا۔(الروح)

طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر والے میت کی طرف سے بعد از موت صدقہ دیتے ہیں جبرئیل امین اسے نور کے طباقوں میں لگا کر اس کے پاس لے جاتے ہیں اور وہ نہایت خوش ہوتا ہے اور اس کے پاس والے کہ جن کے پاس کسی نے کچھ ہدیہ نہیں بھیجا غمگین ہوتے ہیں۔

اور دیلمی میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میت قبر میں غریق کی مانند ہوتا ہے جو دعا کا منتظر رہتا ہے پس جب ماں باپ یا مخلص دوست کی طرف سے اسے دعا پہنچتی ہے تو اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب رکھتا ہے اور بلا شبہ

marfat.com

زندوں کی دعا کو قبر میں پہاڑ کی مانند بنا کر بھیجتا ہے اور زندوں کی طرف سے مردوں کے لئے استغفار تحفہ ہے۔

نیز روزہ کا ثواب بھی پہنچتا ہے چنانچہ ابن قیم حج اور روزہ کے متعلق مختلف احادیث ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ ثواب نیکی کرنے والے کا حق ہے جب وہ اپنے مسلمان بھائی کو ھبہ کر دیتا ہے تو اس میں کوئی ممانعت نہیں جیسے زندگی میں مال ھبہ کر دے

فقہی مسئلہ:۔ عبادت کی تین اقسام ہیں۔ محض بدنی۔ محض مالی۔ مالی و بدنی کا مجموعہ بدنی عبادت جیسے روزہ چنانچہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا **من مات و علیه صیام صام عنه و لیه** جو فوت ہو جائے اور اس پر روزے لازم ہوں تو ولی اس کی طرف ادا کرے

نیز صحیحین میں ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول ﷺ سے عرض کیا مری ماں فوت ہوگئی ہے اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے ہیں تو اس کی طرف سے میں ادا کردوں تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرنا زیادہ بہتر ہے ان احادیث سے اور ان کے متعلق اور بھی متعدد احادیث ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے میت کو بدنی عبادت کا ثواب پہنچتا ہے۔

دوسری مالی عبادت تو سابقہ سطور میں گزر چکا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مالی عبادت کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے یہ ایسا مسئلہ ہے جس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔

تیسری مالی و بدنی عبادت کا مجموعہ جیسے حج تو یہ بھی غیر کی طرف جائز ہے چنانچہ امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے **جہینہ** کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی کہ میری ماں نے حج کی نذر مانی اور نذر ادا کئے بغیر ہی فوت ہو گئی ہے تو کیا اس کی طرف سے میں حج کر سکتی ہوں؟ تو آپ نے فرمایا اگر تیری ماں پر کسی کا قرض ہوتا تو کیا اسے ادا کرتی؟ اس کو بھی ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ کا قرض

marfat.com

ادا کرنا سب سے زیادہ اچھا ہے۔ (بخاری صفحہ 250)

نسائی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ایک عورت نے بارگاہ نبوی میں عرض گذار ہوئی کہ میرا بیٹا حج کئے بغیر فوت ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اس کی طرف سے حج ادا کر دے

لہٰذا تیسری قسم کی عبادت سے ایصال ثواب کرنا نص صریح سے ثابت ہو گیا۔

اگر اختلاف ہے تو صرف محض بدنی عبادت جس میں دوسرے نیابت نہیں ہو سکتی اس میں حضرات احناف اور حنبلی تو مطلقاً" جائز کہتے ہیں۔ امام شافعی اور امام مالک اسے جائز نہیں سمجھتے مگر ہم تو فقہ حنفی کے تابع اور ملقد ہیں تو ہمارے لئے مطلقاً" جائز ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت اور دیگر اذکار کا ثواب :-قرآن مجید کے پڑھنے' اعتکاف اور نوافل وغیرہ کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے چنانچہ بیہقی نے شعب الایمان میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میت کو بند کر کے نہ رکھا کرو۔ اسے جلدی دفن کرو۔ اور اسکے سر کی جانب سورت بقرہ کا پہلا رکوع اور پائنتی اس کا آخری رکوع پڑھو۔

اسی طرح امام احمد۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مردوں پر سورت -یسین پڑھا کرو۔

خلال نے شعبی سے روایت کیا کہ انصار میں جب کوئی مر جاتا تو اس کی قبر پر قرآن پڑھا کرتے تھے ابو محمد سمرقندی نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا کہ جو شخص قبرستان میں جا کر گیارہ بار سورت اخلاص پڑھ کر مردوں کی روح کو بخش دے تو اس کو بھی جس قدر مردے وہاں ہیں کے برابر ثواب ملے گا۔

ابو القاسم سعد بن علی نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ سید

marfat.com

الرسل ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قبرستان جا کر سورت فاتحہ، اخلاص اور الھاکم **التکاثر** پڑھ کر اہل قبور کی روحوں کو بخش دے تو تمام مومنین و مومنات قیامت کو اس کے شفیع ہونگے۔

امام غزالی علیہ الرحمتہ نے احیاء العلوم میں امام احمد بن حنبل سے روایت کیا کہ اگر قبرستان میں جا کر سورت فاتحہ۔ اخلاص اور معوذ تین تین تین بار پڑھ کر اہل قبور کی روح کو بخش دے تو ان کی ارواح کو اس کا ثواب پہنچے گا۔ یہ سب قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے کشف الصدور مولفہ امام سیوطی میں نقل کیا ہے۔

اسی طرح اس میں ہے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ حسنین کریمین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے غلام آزاد کیا کرتے تھے نیز اسی کتاب میں ہے حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کی رات کو قبرستان میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ پورے قبرستان میں بڑی روشنی ہے اور ایک ہاتف غیبی سے آوازی دی کہ یہ زندہ مومنین کا اہل قبور کے لئے ہدیہ و تحفہ ہے اس رات کو ایک شخص آیا اس نے احسن طریقہ سے وضو کیا دو رکعت نفل پڑھے جن میں اسنے سورت کافرون اور اخلاص کی تلاوت کی اور ان کا ثواب اہل قبور کو بخش دیا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ یہ نور روشنی اور قبور میں وسعت فرمائی امام مالک فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں ہر جمعرات کو قبرستان میں جانے اور ان نوافل کو معمول بنا لیا تو ایک رات نبی کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اے مالک وہ نور جو ہر جمعرات کو میری امت کو ھبہ کرتا دیتا ہے اس کی تعداد کے مطابق اللہ تعالیٰ نے تجھے ثواب عطا کیا ہے اور تیری گناہ معاف کر کے جنت میں تیرا گھر بنا دیا ہے (رواہ ابن نجار صفحہ نمبر586)

علماء کے اقوال و فتاوی:۔ علامہ ابن عابدین رد المحتار فرماتے ہیں

صرح علما نافی باب ہمارے علماء نے باب الحج عن

marfat.com

الحج عن الغير ان يجعل
ثواب عمله لغيره صلواة
صومًا او صدقة او غير ها
گنا فی الهدية بل فی زكواة
فی التتارخانية عن المحيط
الا فضل لمن يتصدق نفلاً
ان ينوی لجميع المومنين
و المومنات لا نها تصل
اليهم ولا ينقص من اجره
شيئی وهو منهب اهل السنة
والجماعة لكن استشنی
مالک والشافعی العبادات
البدينة المحضة الصلوة و
التلاوة فلايصل ثوابها الی
الميت عندهما بخلاف غير
ها كالصدقة والحج و
خالف المعتزلة فی االكل
تمامه فی فتح القدير اقول
مامر عن الشافعی هو
المستهور عنه والذی حرره
المتاخرون من الشا فعية
وصول القرنا ۞ للميت
انكانت بحضرته او دعی له

الغیر میں اس کی تصریح کی ہے
کہ جو جائز ہے کہ اپنے عمل کا
ثواب دوسرے کو دیدے خواہ وہ
عمل نماز ہویا روزہ یا کچھ اور
جیسا کہ ہدیہ میں موجود ہے۔ بلکہ
تتار خانیہ کے باب الزکوۃ میں
محیط سے منقول ہے کہ افضل یہ
ہے کہ ایصال ثواب کرنیوالا تمام
مومنین مومنات کی نیت کرے
تو ثواب سب کو پہنچے گا کسی کے
ثواب میں کمی نہ ہوگی یہی اہل
سنت و جماعت کا مذہب ہے ہاں
امام مالک و امام شافعی نے
عبادات بدینہ محضہ کا استثناء کیا
ہے جیسے نماز و روزہ اور تلاوت
ان دونوں کے نزدیک عبادت
بدینہ محضہ کا ثواب میت کو نہیں
پہنچتا ان کے علاوہ دیگر عبادتوں کا
ثواب ان کے ہاں بھی پہنچتا ہے
جیسے صدقہ حج اور معتزلہ نے
سب میں اہل سنت سے اختلاف
کیا جیسا کہ فتح القدیر میں ہے -
علامہ شامی فرماتے ہیں- میں کہتا

marfat.com

عقبها ولو غائبًا لان محل القرئا ○ تنزل الرحمة والبرلة والدعاء عقبها ارجی للقبول و مقتاضا○

ان المراد انتقاع الميت يا بالقرئاة ○ لا حصول ثبابها له و لهذا اختا روا فی الدعا اللهم او صل اليه مثل ثواب ما قرئته الى فلان بن فلان واما عندنا فالو اصل اليه نفس الثواب وفی البحر من صام او صلی اوتصدق وجعل ثوايه للغير من الاموات والاحياء جاز و يصل ثوابها اليهم عند اهل السنة والجماعة كذا فی البدئع

(رد المختار 243- ج 2-جدید مطبوعہ کراچی)

ہوں کہ امام شافعی کا مذہب جو کہ مذکور ہوا ہے یہی انکا مشہور مذہب ہے لیکن متاخرین شافعیہ نے لکھا ہے میت کے لئے قرات پہنچتی ہے جب کہ میت کے سامنے ہو یا قرات کے بعد میت کے لئے دعا کی جائے اگرچہ غائبانہ ہو اس لئے قرات کی جگہ رحمت و برکت نازل ہوتی ہے اور قرات کے بعد دعا کے مقبول ہونے کی زیادہ امید ہوتی ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ قرات سے میت کو نفع پہنچتا ہے ثواب کا پہنچنا مراد نہیں اس لیے میت کے لیے دعا یوں کرتے ہیں اے اللہ جو میں نے پڑھا ہے اس جیسا ثواب فلاں کو پہنچا اور ہمارے نزدیک (احناف) ثواب پہنچتا ہے۔

اور بحرالرائق میں ہے کہ جس نے روزہ رکھا یا نماز پڑھی یا صدقہ کیا اور اس کا ثواب دوسروں کو بخشا خواہ مردوں کو خواہ زندوں کو تو یہ جائز ہے اور ان چیزوں کا ثواب

marfat.com

ان لوگوں کو پہنچتا ہے یہ اہلسنت و جماعت کے نزدیک سب کا مذہب ہے جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے۔

علامہ شامی کی عبارت سے روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ ایصال ثواب کا انکار اہلسنت و جماعت کے مسلمہ عقیدہ کے منافی ہے اور گمراہ فرقہ معتزلہ کی اتباع ہے۔

شیخ صدرالدین ابو عبد اللہ دمشقی اپنے کتاب (رحمتہ الامتہ فی اختلاف الائمہ" میں لکھتے ہیں۔

اجمعو علی ان الا ستغفار والدعاء والصدقة والحج العتق ينفع الميت و يصل اليه ثوابه

اس پر اجماع ہے کہ استغفار - دعا - صدقہ۔ حج اور غلام آزاد کرنے سے میت کو نفع پہنچتا ہے اور انکا اسے ثواب ملتا ہے۔

تفسیر صاوی حاشیہ علی جلالین میں ہے

قال الشيخ تقى الدين ابو العباس من اعتقد ان اللانسان لا ينفع الا بعمله فقد خرق الا جماع

شیخ تقی الدین ابو العباس نے فرمایا جو یہ اعتقاد کرے کہ انسان کو صرف اپنے عمل سے ہی نفع پہنچتا ہے تو اس نے اجماع سے اختلاف کیا

ابن قیم نے لکھا ہے

انها تنتفع من سعى الا حياء مجمع عليها با مرين بين اہل السنة من الفقهاء و اہل الحديث والتفيسر

زندہ کی سعی و عمل سے میت کو دو طریقہ سے نفع پہنچتا ہے اس پر اہل سنت فقہا محدثین اور مفسرین کا اتفاق ہے

marfat.com

ابن قیم زندہ کے میت کو (الروح صفحہ) نفع پہنچنے پر قرآن و حدیث سے کثیر دلائل کرنے کے بعد مخالفین کے تمام دلائل نقل کر کے اپنی کتاب الرح میں ہر ایک کا الگ الگ فصل قائم کر کے جواب دیتا ہے تحقیق کے متلاشیوں کے لیے انکا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں یہ کتاب ان سوالات و جوابات کی متحمل نہیں کہ ضخیم ہو جائے گی۔

فائدہ:۔ سیوئم۔ ساتواں۔ چہلم برسی اور عرس کا ثبوت بھی یہی ایصال ثواب ہے کہ ان تمام مواقع پر میت کے لئے ایصال ثواب کیا جاتا ہے اس پر دن مقرر کرنے کا اعتراض کیا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ **انما الاعمال بالنیات** اعمال کی دارو مدار نیت پر ہے اگر اچھی نیت ہے تو اس میں کچھ حرج نہیں (1) مثلاً دن مقرر کر کے ایصال ثواب کرنے سے کھانا کھانے کے لئے فقراء و مساکین خودبخود آجاتے ہیں اور مجلس ذکر وعظ میں شمولیت کے لئے اہل سلام جمع ہو جاتے۔

(2) دن مقرر کرنے سے اہل اسلام و مساکین اکھٹے ہو جانے سے باہمی محبت و میل جول بڑھتا ہے ایک دوسرے کو دینی و دنیاوی فوائد حاصل ہو جاتے ہیں۔

و جبت محبتی للمحابین فی والمتجالسین فی المتز ورین فی والمتباز لین فی (مشکوۃ)	میری محبت ان لوگوں کے لئے لازم ہوگی جو میری محبت کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے ہیں اور میرے لئے آپس میں ملکر بیٹھنے والے اور زیارت کرنے والے اور میرے لئے ہی آپس میں خرچ کرنے والے ہیں۔

marfat.com

اس حدیث پر بطریق احسن عمل ہو جاتا ہے۔

(3) دن مقرر کرنے سے عمل میں مداومت مقصود ہوتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

احب الاعمال الی اللہ ادومہا وان قل

محبوب ترین وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ قلیل ہو

(مشکوۃ)

مولانا ابو الرشید محمد عبد الحکیم دہلوی "ہدیۃ الحرمین" باب الثالث عشر میں ملا علی قاری علیہ رحمتہ الباری سے نقل کرتے ہیں

وفی فتاوی الا وز جندی" کان یوم الثالث من وفات ابراھیم بن محمد ﷺ وجاء ابو نر بالتمر واللبن و الشعیر فقراہ علیہ رسول اللہ ﷺ الفاتحۃ و سورۃ الاخلاص ثلاث مرات (ان قال) رفع ید یہ للدعا ومسح بوجھہ فامر رسول ﷺ ابازر ان یقسمھا بین الناس وایضا قال وھبت ثواب ھذا ابنی ابراھیم

فتاوی اور جندی میں ہے کہ جب جناب ابراہیم بن رسول ﷺ کے وصال کا تیسرا دن تھا تو ابوذر کچھ خشک کھجوریں اونٹنی کا دودھ اور جو کی روٹی لائے تو آپ نے اس پر ایک بار فاتحہ تین بار سورہ اخلاص پڑھی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے اس کا ثواب اپنے بیٹے ابراہیم کو بخشا پھر ابو ذر کو حکم دیا کہ اسے لوگوں میں بانٹ دے یہ تیجا کے لئے بین ثبوت ہے

marfat.com

مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ اس سوال کہ کیا تیجا دسواں اور چالیسواں متعین کر کے کرنا جائز ہے یا نہیں کے جواب میں فرماتے ہیں ! اموات مسلمین کو ایصال کا ثواب کرنا قطعاً مستحب ہے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ (جو اپنے بھائی کی مدد کر سکتا ہے تو ضرور کرنی چاہیے)

یہ تعینات تعینات عرفیہ (دن مقرر کرنا) میں ہے ان میں بالکل حرج نہیں جب کہ انہیں لازم نہ جانے انہیں دنوں میں ثواب پہنچے آگے پیچھے نہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **صوم السبت لالک ولا علیک** ہفتہ کو روزہ رکھنا (ہفتہ کا دن روزہ کے لیے مقرر کرنا) نہ مفید اور نہ ہی نقصان وہ ہے (فتاوی رضویہ جلد چہارم)

مقام افسوس:۔ تیجہ دسواں چہلم کے جواز کا یہ معنی نہیں اس پر کھانوں کا اہتمام کیا جائے دعوت کی طرح کثرت سے لوگوں کو بلایا جائے۔ ایسی صورت میں دعوت کی شکل بن جاتی ہے میت کے گھر دعوت کا اہتمام حرام ہے ایسی چہلموں پر جانے کا اتفاق ہوا کہ جہاں برادری اور امراء کی ہی بلایا گیا ہے اور غریب وہاں موجود نہیں جب کہ ایسے مواقع پر صرف غرباء کو ہی بلانا چاہیے اور انہیں میں کھانا تقسیم کیا جائے برادری اگر دور سے آئی ہوئی ہے تو ان کے لیے الگ کھانا پکا جب گھر والوں پر بوجھ پڑتا ہو بالخصوص آج کل شدید ترین مہنگائی کے دور میں تو دور کی برادی کو آنا ہی نہیں چاہیے اور قرب و جوار والے صرف دعا میں شریک ہو کر بغیر کھائے خود بخود چلے جانا چاہیے۔ اور ناراضگی کا اظہار کرنا دین سے ناواقفیت کا موجب ہے۔

تیجہ وغیرہ کے جواز پر سب سے زیادہ مواد حضرت مولانا احمد رضا علیہ الرحمتہ کے فتاوی رضویہ جلد چہارم میں موجود ہے اور آپ بھی متعدد فتاوا جات میں دعوت کا سختی

marfat.com

سے رد کرتے ہیں۔

چنانچہ آپ کے اس مذکورہ حصہ کے صفحہ 223 میں ہے کہ

سوم۔دہم و چہلم کا کھانا مساکین کو دیا جائے برادی کو تقسیم یا برادری کو جمع کر کے کھلانا بے معنی ہے کمانی مجمع البرکات میں دعوت ناجائز ہے اور فتح القدیر وغیرہ میں ہے

انها بدعة مستقبحة لا نها شرعت فی السرور ولا فی الشرور	یہ دعوت بدعت قبحہ ہے کیونکہ دعوت خوشی کے مواقع پر مشروع ہے اور غمی پر مشروع نہیں)

تین دن تک اس کا محمول ہے علامہ شامی فرماتے ہیں

لا سیما اذ کان فی الورثة صغائر و غائب	خصوصاً جب کہ ورثاء میں بچے اور غائب لوگ ہوں۔

نیز معراج سے نقل کرتے ہیں کھانے کے لئے قرآن خوانی کے وقت دعوت پکانا میت کے گھر سے تین دن کھانا پکانا مکروہ ہے اس کے بعد لکھتے ہیں۔

هذ الافعال کلها للسمعة والریاء فیحتر زعنها لانهم لایریدون بها وجه الله تعالی	یہ تمام افعال ریا کاری اور دیکھاوے کے لئے ہوتے ہیں ان سے گریز کرنا چاہیے کہ اس سے مقصود خدا تعالی کی رضا نہیں ہوتی

اس قول کی تائید اس بات بھی ہوتی ہے کثرت سے میں نے خود سنا ہے کہا جاتا ہے سوم چہلم نہ کیا جائے یا اچھا کھانا نہ پکایا جائے لوگ کہیں گے کہ اس کو تو میت سے

marfat.com

کسی قسم کی کوئی ہمدردی نہ تھی اسی طرح کچھ کہتے ہیں کہ برداری میں ناک نہ رہے گی اب تو یہ حال ہو گیا کہ لوگ شادیوں کی طرح امیر گھروں میں چہلم کا کھانا کھڑے ہو کر کھایا جاتا ہے ان حالات سے بالکل عیاں ہو جاتا ہے کہ میت کے گھر نہیں بیٹھے بلکہ شادی والے گھر میں بیٹھے ہیں نیز ریاء کاری و دکھاوا کا ثبوت اظہر من الشمس ہو گیا ہے ان رسوم کو ختم کرنا چاہیے اور حقیقت میں جو ایصال ثواب کا طریقہ ہے وہی اپنانا چاہیے کہ قرب و جوار کے لوگ اکٹھے ہو کر قرآن خوانی کلمہ طیبہ کا ورد کر کے ایصال کے لئے دعا کی جائے اور بغیر کچھ کھائے چلے جائیں میت کے گھر والے اگر بالغ ہیں تو اپنی جیب سے یا متوفی کے ترکہ کے تہائی حصہ تک میں سے تھوڑا بہت پکار کر یا جو نقد کسی غریب کی مدد کریں یا ادارہ یا رفاء عاملہ میں صرف کر دیں ایصال ثواب کے لئے کھانا ہی ضروری نہیں بلکہ رقم۔ کپڑے آٹا سے کسی کی مدد کی جائے اور نیت ایصال ثواب کی ہو تو اس سے بھی میت کو اتنا ہی فائد و نفع پہنچتا ہے۔

کھانا وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنے کا جواز:۔ کھانا وغیرہ پر فاتحہ و اخلاص پڑھنے کے جواز میں حضرت مولانا ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی علیہ الرحمتہ کے باقاعدہ رسالہ تحریر فرمایا ہے راقم الحروف نے یہی مناسب سمجھا کہ حضرت موصوف کی بعینہ عبارت نقل کر دی تاکہ قارئین اس عبارت سے محظوظ ہو سکیں چنانچہ دلائل المسائل کے صفحات 194 تا 202 ملاحظہ فرمائیں۔

شاہ ولی اللہ سے طعام پر فاتحہ کا ثبوت

زبدۃ النصائح کے صفحہ 132 میں شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ اگر ملیدہ و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پزندہ بخور انند مضائقہ نیست جائز است و طعام نذر اللہ اغنیاء را خوردن حلال

marfat.com

اگر کھیر۔ کھانے پر کسی بزرگ کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ پڑھی جائے تو کوئی قباحت نہیں جائز ہے۔ اگر یہ کھانا نذر برائے خدا ہے اغنیاء کو کھانا جائز نہیں اگر صرف بزرگ کی فاتحہ ہے تو اغنیاء بھی کھا سکتے ہیں۔

اگر فاتحہ بنام بزرگ دادہ شود پس اغنیاء راہم خوردن دراں جائز را است انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

پس دہ مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند و برقدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموما بخوانند وحاجت از خدائے تعالیٰ سوال نمائند۔ ہمیں طور ہر روزی خواندہ باشند۔

اس عبارت میں تھوڑی شیرینی پر فاتحہ کا لفظ پھر ہر روز کا ارشاد قابل غور ہے۔ ہمعات میں شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

ازیں جاست حفظ اعراس مشائخ و مواظبت قبور ایشاں و التزام فاتحہ خواندان و صدقہ دادن برائے ایشاں۔

اس سے معلوم ہوا کہ مشائخ کے عرس کی حفاظت اور ان کی قبور پر حاضری کی مواظبت کرنا فاتحہ پڑھنے کا التزام کرنا اور ان کے لئے صدقہ دینا جائز ہے۔

لفظ التزام فاتحہ خواندان قابل غور ہے۔

انفاس العارفین میں شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

حضرت ایشاں (یعنی شاہ عبد الرحیم والد ماجد شاہ ولی اللہ) در قصبہ ڈانسہ بزیارت مخدوم اللہ دیا رفتہ بودن۔ شب ہنگام دراں فرمودند کہ

والد ماجد شاہ عبد الرحیم قصبہ ڈانسہ میں مخدوم اللہ دیا کے مزار کی زیارت کو گئے رات کو وہیں قیام کیا اور کہا ہم مخدوم صاحب کے مہمان ہیں ہمارے کھانے کا

marfat.com

مخدوم
ضیافت ما میکنندمی گوئیند کہ چیزے خوردہ روید۔ توقف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد و ملال بریاراں غالب آمد آنگاہ زنے بیامد طبق برنج و شیرنی بر سرو گفت کہ نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہماں ساعت طعام پختہ بہ بشیسند درگاہ مخدوم اللہ دیار سانم۔ دراں وقت آمد۔ ایفائے نذر کردم کہ کسے آنجا باشد تاتناول کند۔

انتظام فرمائیں گے تھوڑی دیر بعد جب لوگ چلے گئے ساتھیوں پر ملال غالب آیا تو ناگاہ ایک عورت برنج کا تھال اور کچھ شیرنی لے کر آگئی کہ میرا شوہر باہر گیا ہوا تھا کہ میں نے مخدوم کی نذر مانی کہ اگر میرا شوہر واپس آجائے تو میں آپ کے مزار پر مصاحبین کو یہ پکا کر کھلاؤں گی چنانچہ میرا شوہر آگیا میں نے حسب نذر یہ طعام و شیرنی لے کر آگئی ہوں تا کہ آپ کے مہمان سائلین تناول کر سکیں۔

شاہ عبد العزیز سے طعام پر فاتحہ کا ثبوت:۔ شاہ عبد العزیز تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں۔

چنانچہ فاتحہ و قل و درود خواندن طریق متعین است برائے رسانیدن ماکولات و مشروبات بارواح

اہل اسلام میں فاتحہ، قل اور درود پڑھ کر ماکولات و مشروبات کا ثواب اموات کو پہنچانے کا طریقہ متعین ہے۔

سوانا عشرہ محرم کے سوال نہم کے جواب میں فرماتے ہیں۔

marfat.com

طعامے کہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمائندو بر آں فاتحہ و قل و درود خوانند تبرک می شود۔ خوردن آں بسیار خوب است۔

وہ کھانا کہ جس نیاز کا ثواب امامین کو پہنچاتے ہیں اور اس پر فاتحہ' قل اور درود شریف پڑھتے ہیں' تبرک ہو جاتا ہے۔ جس کا کھانا بہت خوب ہے۔

ملاحظہ فرمایئے کہ شاہ صاحب نے ایصال ثواب کی خاطر کھانے پر الحمد' قل' اور درود شریف کے پڑھنے کو باعث برکت لکھا ہے اور یہی ختم مروجہ میں ہوتا ہے۔
آپ کا وہ مکتوب جو آپ نے علی محمد خاں رئیس مراد آباد کو لکھا تھا اس میں یہ عبادت موجود ہے۔

پس برما حضراز طعام یا شیرنی فاتحہ خواندہ تقسیم آں بحاضرین مجلس می شود۔

پس ماحضر کھانے یہ شیرنی پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین مجلس میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اس میں طعام پر فاتحہ پڑھنے کی صراحت موجود ہے۔
زبدۃ النصائح کے صفحہ 42 میں فرماتے ہیں۔

آرے زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشاں باہداد ثواب و تلاوت قرآن و دعائے خیرو تقسیم طعام و شیرنی امر مستحسن و خوب است با جماع علماء۔
(فتاویٰ عزیزی صفحہ 52)

صالحین کی قبروں کی زیارت اور ان سے تبرک حاصل کرنا' تلاوت قرآن' دعائے خیر اور کھانے و شیرنی کی تقسیم مستحسن امر ہے جو کہ اجماع علماء سے ثابت ہے۔

فتاویٰ عزیزی کے صفحہ 40 میں ہے۔

marfat.com

آنکہ بیعت اجتماعیہ مرداں کثیر جمع شوند ختم کلام اللہ کنند و فاتحہ بر شیرنی و طعام نمودہ تقسیم درمیان حاضراں نمائنداین قسم معمول در زمانہ پیغمبر خدا و خلفائے راشدین نبود۔ اگر کسے این طور بکند باک نیست زیرا کہ دریں قسم قبحے نیست بلکہ فائدہ احیاء و اموات را حاصل می شود۔

وہ جو اجتماعی صورت میں بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اور ختم قرآن کرتے ہیں۔ اور کھانے و شیرنی پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین میں تقسیم کرتے ہیں، یہ قسم پیغمبر خدا اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں معمول نہ تھی۔ اگر کوئی شخص اس طرح کرے تو کوئی حرج نہیں اس لئے کہ اس قسم میں کوئی قباحت نہیں ہے بلکہ زندہ اور مردوں کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے۔

تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں۔

حضرت امیر و ذریت اورا تمام امت برمثال پیران و مرشدان می پرستند و امورراوابستہ بایشاں می دانند و درود و صدقات و نذر بنام ایشاں رائج و معمول گردید چنانچہ باجمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔

حضرت امیر اور ذریت طاہرہ کو تمام اہل امت پیروں اور مرشدوں کی طرح پیار کرتے ہیں اور امور **تکوینیہ** کو ان سے وابستہ جانتے ہیں۔ فاتحہ، درود، صدقات اور ان کے نام کی نذریں (امت) میں رائج اور معمول ہو گئیں۔ چنانچہ تمام اولیاء اللہ سے یہی معاملہ ہے۔

تفسیر عزیزی میں زیر آیت والقمر انا اتسق فرماتے ہیں۔

marfat.com

وارد است کہ مردہ درایں حالت مانند غریقے است کہ انتظار فریاد رسے می برد و صدقات وادعیہ و فاتحہ درایں وقت بسیار بکار اوی آید۔

وارد ہے کہ مردہ اس حالت میں اس ڈوبنے والے کی مانند ہوتا ہے جو کسی فریادرس کے انتظار میں ہو۔ صدقات دعائیں اور فاتحہ اس وقت مردہ کے بہت کام آتی ہیں۔

شاہ صاحب کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ آپ طعام یا شیرنی پر آیات کا پڑھنا جائز و مستحسن جانتے تھے اور ختم مروجہ کو حرام یا بدعت نہیں گردانتے تھے۔

مولوی اسماعیل دہلوی سے طعام پر فاتحہ کا ثبوت

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی سب سے زیادہ ختم فاتحہ کے منع کرنے میں مشہور ہیں لیکن وہ بھی تاریخ اور دن کی پابندی کو منع کہتے ہیں۔ اگرچہ ان کا یہ منع بھی بے دلیل ہے۔ لیکن کھانے کے ساتھ فاتحہ پڑھنے کو وہ بھی منع نہیں کہتے۔

چنانچہ صراط مستقیم میں لکھتے ہیں۔

نہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات بالطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست ہرگاہ ایصال نفع بمیت منظور وارد و موقوف بر طعام نگذارد اگر میسر باشد بہتر است والا صرف ثواب سورۂ فاتحہ و اخلاص بہترین ثواب است۔

یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ مردوں کو کھانے اور فاتحہ خوانی کے ساتھ نفع پہنچانا اچھا نہیں ہے۔ (یعنی اچھا ہے)۔ جب میت کو نفع پہنچانا مقصود ہو تو کھانے ہی پر موقوف نہ کرنا چاہئے۔ اگر میسر ہو تو بہتر ہے ورنہ صرف سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کا ثواب

marfat.com

بہترین ثواب ہے۔

تقریر زبیحہ میں لکھتے ہیں۔

اگر شخصے بزے راخانہ پرور کند تا گوشت اوخوب شود اور اذبح کردہ و پختہ فاتحہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواندہ بخور انندہ خللے نیست

اگر کوئی شخص گھر میں بکرا پالے تاکہ اس کا گوشت اچھا ہو اس کو ذبح کر کے پکائے، حضرت غوث الاعظم کے لئے فاتحہ پڑھ کر کھلائے تو کوئی خلل نہیں۔

جماعت اسماعیلیہ کو لفظ غوث الاعظم پر غور کرنا چاہیے۔

حاجی امداد اللہ صاحب کا فیصلہ

اس میں بھی وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولود میں مذکور ہوئی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب بارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اس میں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقیید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جب مصلحت نماز میں سورہ خاص کرنے کو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں یہ تو عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مساکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین میں سے کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کے لئے عوام کو زبان سے کہنا ہی مستحسن ہے۔ اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے، پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو، کھانا رو برو لانے لگے۔ کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کلام الہی بھی پڑھا جائے

marfat.com

تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا۔ کہ جمع بین العبادتین ہے۔

ع چہ خوش بود کہ آید بیک کرشمہ دو کار

قرآن شریف کی بعض سورتیں جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں' پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لئے رفع یدین سنت ہے تو ہاتھ بھی اٹھانے لگے۔ کسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مساکین کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے' پانی پلانا بھی بڑا ثواب ہے تو پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا۔ پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہو گئی۔

رہا تعین تاریخ۔ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت وہ یاد آ جاتا ہے اور ضرور ہو کر رہتا ہے۔ نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی بھی نہیں ہوتا۔ اس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے۔ محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ہے۔ ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے۔ اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ان میں بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ رہا عوام کا غلو تو اس کی اصلاح کرنی چاہئے۔ اس عمل سے کیوں منع کیا جائے؟ ثانیاً" ان کا غلو اہل فہم کے فعل میں موثر نہیں ہو سکتا۔

لنا اعمالنا ولکم اعمالکم

رہا شبہ کا اس میں بحث از بس طویل ہے۔ مختصر اتنا سمجھ لینا کافی ہے۔ کہ شبہ اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ عادت اس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہے کہ جو شخص وہ فعل کرے اسی قوم سے سمجھا جائے یا اس پر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں میں پھیل کر عام ہو جائے تو وہ شبہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلقہ عادات و ریاضیات جن غیر قوموں سے ماخوذ ہیں۔ مسلمانوں میں اس کثرت سے پھیل گئے عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں۔ یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے۔ قصہ تطہیر اہل قبا کا اس میں کافی حجت ہے۔ البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجب شبہ ہے اور ممنوع۔ پس یہ ہیئت مروجہ ایصال کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس

marfat.com

سرۂ کی، دسواں، بیسواں، چالیسواں، ششماہی اور سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبد الحق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اور حلوائے شب برات اور دیگر طریقے ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہیں مگر کرنے والوں پر انکار بھی کرتا اور جو عمل درآمد اس مسئلہ میں رکھنا چاہئے یعنی دو فرقوں کا مل جل کر رہنا اور مباحثہ اور قیل و قال نہ کرنا اور ایک دوسرے کو بدعتی نہ کہنا اور عوام کو غلو اور جھگڑوں سے منع کرنا یہ سب بحث مولد میں گزر چکا۔ انتھی۔

ناظرین سے درخواست ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب کی تحریری کو بار بار پڑھا جائے تاکہ حقیقت حال روشن ہو جائے۔

واللہ اعلم بالصواب

......

عقیدہ - ہر میت مسلمان ہو یا کافر آواز کو سنتی ہے اہل اللہ نے میت کی آواز کو سنا بھی ہے۔

سماع موتی میت کا آواز سننا اتفاقی مسئلہ ہے چنانچہ علامہ ابن قیم اپنی "کتاب الروح" میں رقمطراز ہیں۔

وَالسَّلْفُ مُجْمَعٌ عَلٰی هٰذا وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْاٰثَارُ عَنْهُمْ اَنَّ الْمَيِّتَ يَعْرِفُ زِيَارَةَ الْحَيِّ لَهٗ وَ يَسْتَبْشِرُ بِهٖ (صفحہ 5)

اس پر سلف کا اجماع ہے اور ان سے تواتر کے ساتھ منقول ہے کہ میت زیارت کرنے والے زندہ کو پہچانتی ہے اور اس سے خوش ہوتی ہے

دلیل نمبر1 امام مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ غزوہ بدر کے بعد جب کفار کی نعشیں ایک کنوئیں میں ڈالا گیا ان سے بدبو بھی آرہی تھی رسول اکرم ﷺ اس کنوئیں پر تشریف لا کر ان نعشوں سے مخاطب ہو کر فرمایا

marfat.com

يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَاوَعَدَكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ حَقًّا۔ فَاِنِّیْ وَجَدْتُّ مَاوَعَدَنِیْ رَبِّیْ حَقًّا

اے فلاں بن فلاں جو تم سے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا وہ کیا پورا ہو گیا جو میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا وہ تو پورا ہو گیا ؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا

كَيْفَ تُكَلِّمُ اَجْسَادًا لَاَارْوَاحَ فِيْهَا

آپ ایسے جسموں سے گفتگو فرما رہے ہیں جن میں روح نہیں۔

مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يَّرُدُّوْا عَلَيَّ شَيْئًا (مسلم)

تم اس سے زیادہ میری بات کو نہیں سن رہے مگر یہ اس کا جواب دینے کی استطاعت نہیں رکھتے

مسلم کی روایت میں یہ بھی مروی ہے آپ نے ابو جہل بن ہشام، امیہ بن خلف، عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کا نام لے کر مخاطب کیا اور مذکور بالا حدیث کے الفاظ بیان فرمائے تو حضرت عمر نے عرض کیا

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَسْمَعُوْنَ وَاَنّٰى يُجِيْبُوْنَ وَ قَدْجَيَّفُوْا۔

یارسول اللہ کس طرح سن سکتے ہیں اور کیسے جواب دے سکتے ہیں جب کہ وہ بدبو دار ہو چکے ہیں (یعنی مر کر ان کے جسم خراب بھی ہو چکے ہیں۔)

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ مَا اَنْتُمْ

خدا تم ان سے زیادہ میری بات

marfat.com

بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ لَا يَقْدِرُوْنَ اَنْ يُجِيْبُوْا (النوم) اَنَّ الْمَيِّتَ يَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اِذَا وَلَّوْا مُنْصَرِفِيْنَ (صفحہ 13)

نہیں سن سکتے مگر وہ جواب کی سکت نہیں رکھتے

میت کو لوگ دفن کر کے واپس ہوتے ہیں تو ان کی جوتوں کی آواز کو سنتا ہے

(سوم) ابن قیم لوگوں کے عمل کو دلیل تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سب لوگوں کا اب تک یہ معمول چلا آرہا ہے کہ دفن کرنے کے بعد اسے تلقین کرتے ہیں اگر میت قبر میں تلقین نہیں سنتا تو پھر تلقین بے سود ہے حضرت سیدنا امام احمد قدس اسرارہ سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے اسے مستحسن کہا اور لوگوں کے عمل سے استدلال کیا

مومن قبر میں سلام کا جواب دیتا ہے بندہ مومن قبر پر آنے کو والے پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا وہ جواب دیتا ہے ابن عبد البر نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا

مَامِنْ مُسْلِمٍ يَمُرُّ عَلٰى قَبْرِ اَخِيْهِ كَانَ يَعْرِفُهٗ فِى الدُّنْيَا فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ رُوْحَهٗ حَتّٰى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ

کوئی مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی قبر سے گذرتا ہے اور دنیا میں اسے جانتا تھا تو جب وہ اسے سلام کہتا ہے تو اس کی روح لوٹائی جاتی ہے اس کی سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچان لیتا ہے۔

اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جب کوئی آدمی اپنے بھائی کی قبر سے گزرتے ہوئے اس کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور اسے سلام کہتا ہے تو وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اس سے وہ

marfat.com

مانوس رہتا ہے یہاں تک کہ وہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ یہی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں اتنا اضافہ ہے اگر وہ اسے دنیا میں نہیں جانتا تھا تو پھر اسے صرف سلام کا جواب دیتا ہے۔" یہ احادیث سماع موتی ان کی معرفت اور ان کے جواب دینے میں مخصوص ہیں۔

ابو محمد نے بیان کیا کہ فضل بن الموفق ذکر کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ المرۃ کی قبر پر اکثر آیا کرتا تھا کہ ایک روز جنازہ میں شرکت کے لئے اسی قبرستان میں آیا جس میں باپ مدفون ہیں کہ بوجہ مجبوری باپ کی قبر پر نہ جا سکا تو خواب میں باپ نے فرمایا بیٹے اتنی جلدی تھی کہ میری قبر پر نہیں آسکا تو میں نے عرض کیا ابا جان آپ کو میرے آنے کا علم ہوتا ہے تو انہوں نے جواب دیا (قبرستان سے پہلے نہر آتی تھی) کہ بیٹے جب تو پل پر آتا ہے تو مجھے علم ہو جاتا ہے پھر یہاں میری قبر پر آتا ہے بیٹھتا ہے پڑھتا ہے واپس پل عبور کرنے تک میں تجھے جانتا ہوں (الروح صفحہ 12)

اولیاء کاملین اہل قبور کے جواب کو سنتے ہیں ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ بقیع میں تشریف لے گئے السلام علیکم یا اہل القبور ہمارے پاس یہ خبریں ہیں کہ تمہاری عورتوں نے نکاح کر لئے اور تمہارے گھروں میں اور لوگ سکونت پذیر ہیں تمہارے مال تقسیم ہو گئے۔ اس پر کسی نے جواب دیا اے عمر بن خطاب ہمارے پاس یہ خبریں ہیں کہ ہم نے جو اعمال کئے تھے وہ یہاں پا لئے اور جو راہ خدا میں دیا تھا اس کا نفع اٹھایا اور جو پیچھے چھوڑا وہ خسارے میں گیا۔

اسی طرح مسند احمد، بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم مولا علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کے قبرستان میں داخل ہوئے حضرت مولا علی نے اہل قبور کو سلام کر کے فرمایا تم ہمیں اپنی خبریں بتاؤ گے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم تمہیں خبر دیں راوی سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ میں نے آواز سنی کسی نے مولا علی سے سلام کے جواب کے بعد کہا "اے امیر المومنین!

marfat.com

آپ بتائیے ہمارے بعد کیا گذری امیر المومنین نے فرمایا تمہاری عورتوں نے تو نکاح کر لئے ہیں اور تمہارے مال تقسیم ہو چکے اولاد یتیموں کے گروہ میں شمار ہو گئی وہ مکانات جو تم نے تعمیر کئے تھے اس میں تمہارے دشمن رہائش پذیر ہیں ہمارے پاس تو یہ خبریں ہیں اب تمہارے پاس کیا خبر ہے؟ ایک مردے نے کہا کہ کفن پھٹ گئے۔ بال جھڑ گئے۔ کھالوں کے پرزے ہو گئے۔ آنکھوں کے ڈھیلے بہہ کر گالوں تک آئے نتھنوں سے پیپ اور گندا پانی جاری ہے اور جو آگے بھیجا تھا اس کا فائدہ ملا اور جو پیچھے چھوڑا اس کا خسارا ہوا اور اپنے اپنے اعمال میں محبوس ہیں (حیات الموات فی بیان سماع الاموات) فتاوی رضویہ

امام ابوالقاسم قشیری اپنے رسالہ قشیریہ میں مشہور ولی سیدنا ابو سعید خراز سے روایت کرتے ہیں کہ میں . . مکہ معظمہ میں تھا باب بنی شبیہ پر ایک نوجوان مردہ پڑا تھا جب میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا ابو سعید کیا تم نہیں جانتے ہو کہ اللہ کے پیارے زندہ ہیں اگرچہ فوت ہو جائیں وہ تو صرف ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہو جاتے ہیں نیز اسی رسالہ موصوفہ میں ہے کہ عارف کامل و اکمل امام ابو یعقوب فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں ایک مرید نے مجھ سے کہا۔ پیر و مرشد میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا حضرت یہ اشرفیاں ہیں ان سے میرا کفن دفن کر دینا جب دوسرا دن ہوا ظہر کا وقت آیا تو مرید مذکور نے آکر کعبہ شریف کا طواف کیا پھر کعبہ سے کچھ پیچھے ہٹ کر لیٹ گیا دیکھا تو اس میں روح نہ تھی جب میں نے قبر میں اسے اتارا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا موت کے بعد زندگی اس نے جواب میں کہا۔ انا حی وکل محب اللہ حی۔ میں زندہ ہوں اللہ تعالیٰ کا ہر دوست زندہ ہے (حیات الموات فی بیان سماع الاموات) فتاوی رضویہ

عقیدہ قبور مسلمین کی زیارت مستحب ہے البتہ مردوں اور عورتوں کا اختلاط حرام اور خلاف شرع ہے

زیارت قبور مسلمانوں کے قبرستان یا کسی خاص قبر کے پاس جانا صرف' جائز ہی

marfat.com

نہیں بلکہ مستحب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا

۱۔ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِی الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ (رواہ ابن ماجہ)

میں تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا تو اب قبور کی زیارت کیا کرو کہ اس سے دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے اور آخرت یاد آتی ہے

2- مسلم شریف حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام کو تعلیم دیتے تھے کہ جب تم قبرستان میں جاؤ تو یوں کہا کرو

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَ اِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْئَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ

اے مومنین و مسلمین کے گھر والو تم پر سلام ہو اور بیشک ہم اگر اللہ نے چاہا تو تم سے جلد ملنے والے ہیں ہم اپنے لئے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے ہیں

3- ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب مدینہ منورہ کے قبرستان سے گزرنے لگے تو قبرستان کی طرف ہو کر فرمایا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ (رواہ الترمذی)

اے اہل قبور تم پر سلام ہو اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے تم ہم سے پہلے یہاں آگئے اور ہم بعد میں آنے والے ہیں

4- بیہقی نے محمد بن نعمان سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر جمعہ اپنے والدین یا ایک کی قبر پر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے اور اسے

marfat.com

صالح لکھ دیا جاتا ہے

فتاوی شامی میں ہے
لَابَأْسَ بِهَابَلْ تُنْدَبُ كَمَا فِي الْبَحْرِ عَنِ الْمُجْتَبٰى

زیارت قبور میں کچھ حرج نہیں بلکہ مستحب ہے جب بحرالرائق میں مجتبیٰ سے منقول ہے

احادیث مبارکہ میں امر کے الفاظ سے تصریح موجود ہے (مذکورہ بالاحدیث نمبر1 میں فزوروھا صیغہ امر ہے اور امر کا کم از کم درجہ استحباب ہے) مختارات سے نقل کیا کہ ہفتہ بعد زیارت کی جائے شرح لباب المناسک میں ہے جمعہ' ہفتہ' پیر اور خمیس کا روز زیارت کے لئے افضل ہیں کہ حضرت محمد بن واسع نے فرمایا کہ جمعہ جمعرات اور ہفتہ کو اہل قبور زائرین کو زیادہ جانتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا کہ روز جمعہ افضل ہے شہداء غزوہ احد کی زیارت کرنا مستحب ہے جیسا ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال بعد احد کے شہداء کی قبور پر تشریف لے جاتے اور فرماتے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔

تم پر سلام ہو جو تم نے صبر کیا آخرت کا گھر کتنا اچھا ہے۔

اور افضل یہ ہے پاک صاف ہو کر باوضو صبح سویرے چلا جائے تاکہ ظہر کی نماز مسجد نبوی میں باجماعت ادا کر سکے (انتہی)

(علامہ شامی) میں کہتا ہوں کہ اس سے زیارت قبور کا استحباب مستفاد ہوتا ہے اگرچہ قبرستان کتنا ہی دور ہو اسی طرح مشائخ۔ علماء اور بزرگان دین کی زیارت قبور کے لئے سفر کرنے کا استحباب بھی ثابت ہوتا ہے ہمارے آئمہ میں سے کسی کی کوئی تصریح نہیں دیکھی کہ کسی نے سفر کو منع کیا ہو البتہ بعض شوافع نے مساجد ثلاثہ کے علاوہ سفر کو ممنوع قرار دیا اور اس کا امام غزالی علیہ الرحمتہ نے مختلف وجوہ سے اس کی تردید کی مثلاً" مساجد ثلاثہ (مسجد حرام، مسجد اقصی اور مسجد نبوی) کے علاوہ تمام مساجد فضیلت میں یکساں ہیں لہٰذا سفر کی ضرورت نہیں۔ اور اولیاء کرام کے قرب الٰہی کے درجات

marfat.com

میں مختلف ہیں اور اپنے اسرار و معارف کے لحاظ سے زائرین کو نفع دینے کے لحاظ سے بھی مختلف ہیں۔

حضرت ابن حجر علیہ الرحمۃ اپنے فتاوی میں تحریر فرماتے ہیں کہ مزارات پر منکرات اور خلاف شرع امور کے ارتکاب کی بناء پر حاضری نہیں چھوڑنی چاہیے مثلاً" عورتوں مردوں کا اختلاط وغیرہ کیونکہ قربات (ثواب کے اعمال اور قرب الٰہی کے اسباب) خلاف شرع امور کے ارتکاب کی بناء پر ترک نہیں کئے جاتے بلکہ انہیں کرنا لازم اور بدعات وغیرہ کا انکار لازم ہے حتی الامکان انہیں دور کرنے کی سعی کرنی چاہیے (انتھی کلامہ)

میں کہتا ہوں کہ اگر جنازہ کے ساتھ بین کرنے والی عورتوں کی شمولیت سے جنازہ نہیں چھوڑا جاتا یہاں بھی اسی طرح ہونا چاہیے (رد المختار صفحہ ج 2 / 242)

فتاوی عالمگیری میں ہے معھود معروف یہ ہے کہ قبر کی زیارت کرنا اور کھڑے ہو کر دعا مانگنا (صفحہ 126 ج 1)

مشکوٰۃ شریف کے باب زیارت القبور کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لمعات شرح شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں وہی مستحبۃ فانہ یورث رقۃ القلوب ویذکر الموت۔ زیارت قبور مستحب ہے کہ دل رقیق ہوتا ہے موت یاد آتی ہے

والبلی غیر الی غیر ذالک	اور مصائب یاد آتے اس کے
من الفوائد	علاوہ بہت فوائد ہیں

اسی طرح ابو داؤد باب زیارۃ القبور کے حاشیہ پر یہی تحریر ہے کہ زیارت قبور مستحب ہے اس کے بہت فوائد ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع تشریف لے جایا کرتے تھے۔ (صفحہ ج 2 / 105)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت میں فرماتے ہیں ایسی زیارت جو معنی و غرض کے لئے ہو اور اس میں کسی بدعت و کراہت کے ارتکاب کی کوئی راہ نہ ہو وہ مسنون و مستحب ہے (مدارج صفحہ ج 1 / 709)"

marfat.com

نیز شرح سفر السعادة میں اسی عبارت کے آگے لکھتے ہیں امام شافعی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار تو اجابت دعا اور حل مشکلات کے لئے تریاق ہے (صفحہ 272)

اولیائے کاملین کے مزارات سے استفادہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجتہ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں۔ بے شک شریعت سے بدرجہ شہرت ثبوت کو پہنچا ہے کہ مقرب فرشتے خدا اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں انسانوں کے قلوب میں نیک بات کا القاء کرتے ہیں ان کے لئے امداد ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ چاہے اور جہاں چاہے اسی لحاظ سے انہیں ملاء اعلیٰ کہتے ہیں اور اسی طرح شرع محمدی سے یہ بات پایہ شہرت کو پہنچ چکی ہے کہ بزرگان دین کی روحیں بھی ان میں داخل ہوتی اور ان سے ملتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف پلٹ اس حال میں کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش ہیں میرے بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آجا

ملاء اعلیٰ کی تین اقسام ہیں ان میں ایک قسم وہ ارواح انسانی ہیں جو ہمیشہ نجات دہندہ کام کرتی ہیں یہاں تک کہ جب بدن کی نقابیں پھینکیں تو ملاء اعلیٰ میں داخل ہو گئے انہیں میں سے شمار ہوئے حضرت خواجہ خواجگان شیخ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ حضرت تاج الولیاء مخدوم داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمتہ کے مزار پر اخذ فیض کے لئے چلہ اعتکاف کیا اور حضرت موصوف کے فیض سے مستفید ہوئے تو اپنے ممدوح کی شان میں شعر کہا جو ہر خاص و عام کی زبان جاری ہے

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں پیر کامل کاملاں را رہنما

marfat.com

کشف قبور شاہ ولی اللہ علیہ الرحمتہ القول الجمیل میں فرماتے ہیں مشائخ چشتیہ علیہم الرحمتہ نے فرمایا کہ جب قبرستان میں داخل ہو تو سورت فتح دو رکعت نماز میں پڑھے پھر میت کی طرف سامنے ہو کر کعبہ معظمہ کو پشت کر کے سورہ ملک پڑھے اور اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہے اور گیارہ بار سورت فاتحہ پڑھے پھر میت سے قریب ہو کر یارب یارب اکیس بار کہے پھر یا روح اس کو آسمان میں ضرب مارے اور یا روح الروح کی دل کی جانب یہاں تک کہ کشائش اور نور پائے پھر منتظر رہے اس کا جس کا فیضان صاحب قبر سے دل پر ہو سکے (مترجم القول الجمیل صفحہ 86)

قرب ولایت کا فیض امام ربانی واقف اسرار نہانی سیدنا مجدد الف ثانی دفتر سوم مکتوب نمبر 123 صفحہ 144 پر فرماتے ہیں کہ جناب الٰہی کے وصول کے دو راستے میں ایک کا تعلق قرب نبوت سے ہے اور یہ اصل الاصل راستہ ہے اس راہ پر چلنے والے حقیقتہً تو انبیاء علیہم السلام ہیں پھر ان کی اتباع میں آپ کے صحابہ کرام اور ان کے علاوہ اور جو بھی اس راہ چلا اگرچہ وہ نہایت قلیل بلکہ اقل افراد ہیں اس ذریعہ سے فیض حاصل کرنے والے کے لئے کسی دوسرے واسطے کی ضرورت نہیں ہو گی بلاواسطہ اپنے اصل سے فیض اخذ کرتا ہے

دوسرا راستہ جو قرب ولایت سے تعلق رکھتا ہے۔ اقطاب۔ اوتاد۔ نجباء اور عام اولیائے عظام نے اس ذریعہ سے فیض حاصل کیا ہے راہ سلوک بھی اسی کو کہتے ہیں نیز مشہور جذب بھی اس راہ میں داخل ہے اس ذریعہ سے فیض اخذ کرنے والے کے لئے کسی توسط کی ضرورت ہوتی ہے اس راستہ سے فیض حاصل کرنے والوں کے منبع اور مرکز حضرت امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں اور اس مقام میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مقدس قدم جناب امیر کرم اللہ وجہہ کے سر اقدس پر ہیں اور سیدنا فاطمہ الزہرا اور حضرات حسنین کریمین بھی آپ کے ساتھ اس مرکزیت و ملویت میں شریک ہیں جناب امیر کرم اللہ وجہہ کو عالم ارواح میں اور ابتدائے خلق سے حاصل ہے لہٰذا پہلی امتوں میں بھی جس کو اس راہ سے فیض ملا تو آپ کے ذریعہ و واسطہ سے ملا آپ کی شہادت کے بعد امام حسن پھر امام حسین پھر امام زین العابدین اسی

marfat.com

طرح ائمہ اثنا عشریہ (امام باقر، امام جعفر صادق، امام موسی کاظم، امام علی موسی رضا، امام محمد تقی، امام محمد نقی، امام حسن عکسری اور محمد مہدی) ان کے زمانہ میں جس کو بھی جو کچھ فیض ملا ان کے توسط سے ملا اگرچہ وقت کے قطاب اور نجباء بھی کیوں نہ ہوں کیونکہ اطراف کو مرکز سے ملے بغیر چارہ نہیں (حسن عسکری کے بعد ظہور مہدی تک) شیخ المشائخ حضرت عبدالقادر جیلانی قدس اسرارہ کا ظہور ہوا تو یہ منصب جلیلہ رفیعہ آپ کو تفویض ہو گیا ائمہ کرام اور شیخ جیلانی علیہ الرحمتہ کے درمیان کسی دوسرے کو یہ منصب نصیب نہیں ہوا لہٰذا اقطاب، نجباء وغیرہ تمام اولیائے کرام آپ کے وسیلہ سے فیض پا رہے ہیں اسلئے آپ نے خود فرمایا۔

افلت شموش الاولین و شمسنا ۔ ابدا علی افق العلی لاتغرب

(پہلوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا آفتاب ہمیشہ بلندیوں پر ہے غروب نہیں ہوتا)

تو آفتاب سے مراد آفتاب ارشاد و ہدایت ہے اور غروب سے مراد فیض کا عدم ہے۔ تو شیخ مذکور علیہ الرحمتہ کا تعلق اور معاملہ پہلے ائمہ سے ہے اور مضبوطی ہے لہٰذا اس تعلق کی مضبوطی کی بنا پر آپ نے یہ فرمایا ہمارا آفتاب ہدایت بلندیوں پر ہے

سوال۔ دفتر دوئم کے مکتوب نمبر چار میں آپ نے مجدد الف ثانی کا معنی بیان فرمایا کہ اس پوری مدت ہزار سالہ میں سب کو وصول فیض مجدد کے وسیلہ ہوتا ہے خواہ اقطاب، اوتاد اور نجباء سرخیل اولیاء ہی کیوں نہ ہوں تو یہ مفہوم اس مکتوب کے سراسر خلاف ہے

جواب ان دونوں مکتوبات میں تناقض نہیں کہ مجدد الف ثانی اس معاملہ میں حضرت شیخ عبدالقادر علیہ الرحمتہ کے قائم مقام ہے اور مشہور مقولہ ہے ماہتاب نور آفتاب سے حاصل کرتا ہے لہٰذا کوئی تناقض نہ ہوا۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے پیر کے حال بیان کرتے ہوئے صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ جناب غوث الثقلین کی روح اور جناب خواجہ بہاء الدین نقشبند کی روح ان کی

marfat.com

طرف متوجہ ہوئیں تقریباً" ایک ماہ تک ان دونوں مقدس روحوں کے درمیان تنازع رہا کہ ہر ایک روح چاہتی کہ وہ اسے اپنا فیض عطا کرے ایک ماہ بعد دونوں مقدس روحیں اس بات پر متفق ہوئیں کہ دونوں اکٹھی ہی توجہ کریں چنانچہ تقریباً" ایک گھنٹہ پوری قوت کے ساتھ اس پر توجہ فرمائی اور دونوں نے اپنے اپنے سلسلہ کی نسبت عطا فرمائی۔

اسی کتاب میں دوسرے مقام پر خواجہ خواجگان قطب الاقطاب بختیار کاکی علیہ الرحمتہ سے حصول نسبت کا ذکر کیا ہے کہ میرے شیخ نے ان کے مزار حاضری دی اور مراقبہ کیا شیخ المشائخ کی روح پر فتوح کی علامت ظاہر ہوئیں اور اپنی پوری ہمت سے توجہ کی اور سلسلہ چشتیہ کی نسبت عطا فرمائی۔

ابوالحسن خرقانی کا حضرت بایزید بسطامی سے اخذ فیض

حضرت سیدنا ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمتہ کا ابتداء میں معمول تھا کہ عشاء کی نماز خرقان میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے پھر حضرت بایزید علیہ الرحمتہ کے مزار شریف کی زیارت کے لئے روانہ ہو جاتے وہاں پہنچ کر یوں دعا کرتے اے خدا جو خلعت تو نے بایزید کو عطا کیا ہے وہ ابوالحسن کو بھی عطا فرما پھر زیارت سے فارغ ہو کر خرقان کو آتے تو تمام راستے میں مزار مبارک کی طرف پیٹھ نہ کرتے اور فجر کی نماز عشاء کے وضو کے ساتھ خرقان میں پڑھتے بارہ برس کے بعد مزار مبارک سے آواز آئی۔ اے ابوالحسن اب تمہارے بیٹھنے کا وقت آگیا ہے۔ یہ سن کر عرض کیا کہ میں ان پڑھ ہوں۔ رموز شریعت سے چنداں واقف نہیں۔ آواز آئی کہ تم نے جو کچھ خدا سے مانگا وہ تمہیں مل گیا۔ فاتحہ شروع کیجئے جب خرقان میں پہنچے تو پورا قرآن ختم کر لیا اور علوم ظاہری و باطنی آپ پر منکشف ہو گئے۔

اویسی فیض لینے کا طریقہ: حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس اسراہ فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اکرم ﷺ سے اویسی طور پر فیض لینا چاہتا ہے وہ عشاء کی نماز کے بعد خیال میں رسول اکرم ﷺ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر کہے۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بَایَعْتُکَ عَلٰی	یارسول اللہ میں آپ کی پانچ
خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا	چیزوں پر بیعت کرتا ہوں کلمہ

marfat.com

اللّٰہُ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَحِجِّ الْبَیْتِ اِنِ اسْتَطَعْتُ اِلَیْہِ سَبِیْلاً

رسالت (توحید و شہادت) نماز قائم کرنا زکوۃ دینا ماہ رمضان کے روزے اور حج بیت اللہ پر اگر مجھ سے وہاں پہنچنے کی ہمت ہوئی

اور اگر کسی بزرگ کا اویسی ہونا چاہے تو خلوت میں بیٹھ کر دو رکعت اس کی روح کے لئے پڑھے یہ اس بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کرے پھر اس بزرگ کی روح کیطرف متوجہ ہو کر بیٹھ جائے (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ صفحہ 332)

میرے پیر و مرشد قیوم زمان شیخ المشائخ حضرت سیف الرحمٰن آخند زادہ پیر ارچی خراسانی دامت برکاتہم العالیہ نے سلسلہ نقشبندیہ اور قادریہ کی تکمیل کے بعد سلسلہ چشتیہ اور سہروردیہ کے اسباق حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی علیہ الرحمتہ سے حاصل کر چکے تھے کہ مولانا موصوف کا وصال ہو گیا تو آپنے انکے مزار پر مراقبہ کیا تو آپ کو حکم ہوا کہ افغانستان طالقان چلے جائیں اور پیر و مرشد شاہ رسول علیہ الرحمتہ کے مزار پر حاضری دیں یاد رہے حضرت طالقانی علیہ الرحمتہ میرے حضرت کے پیرو مرشد ہیں اور مولانا موصوف کے بھی جب حسب حکم حضرت شاہ رسول طالقانی کے مزارت پر حاضری دی اور مراقبہ میں دونوں سلسلوں کی اجازت طلب کی تو مزار شریف سے آپ کو چشتی سہروردی سلسلہ کی اجازت ملی یوں آپ ان دو سلسلوں میں اویسی بھی ہوئے۔

مؤلف فقیر سیفی تو گیروی آج سے دو سال قبل جب آستانہ عالیہ توگیرے شریف حضرت خواجہ غلام رسول توگیروی کے عرس پر حاضر ہوا تو خواجہ صاحب کے مزار پر فاتحہ خوانی کرتے ہوئے عرض کیا۔ یا حضرت میرے لطائف سلسلہ نقشبندیہ کے مواقف جاری ہیں۔ لیکن اس نکما کی نسبت آپ کے آستانہ سے بھی ہے تو سلسلہ چشتیہ کے مطابق بھی لطائف ستہ جاری ہو جائیں تو آپ کی ذرہ نوازی ہو گی چنانچہ آپ نے مجھ نکمے پر مہربانی فرماتے ہوئے توجہ کی تو چشتیہ سلسلہ کے بھی لطائف جاری ہو گئے

الحمد للہ والشکر للہ علی ھذہ النعمتہ

marfat.com

مزار پر حاضری دینے کا طریقہ علامہ شامی اپنی معرکۃ الاراء کتاب "رد المحتار شرح در مختار" میں فرماتے ہیں ملا علی قاری کی شرح الالباب میں ہے کہ آداب زیارت یہ بیان کئے گئے ہیں کہ زائر قدموں کے جانب سے آئے اور سر کی جاب سے نہ آئے کہ اسے سر پھیر کر دیکھنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے دقت ہوتی ہے یہ اس وقت حکم ہے کہ پائتی کی جانب سے آنا آسان ہو ورنہ جدھر سے ممکن ہو حاضر ہو کر **اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَومٍ مُّؤمِنِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَة** پھر کھڑے کھڑے طویل دعا مانگے اگر بیٹھنا چاہتا ہے تو بیٹھ جائے نزدیک یا۔ دور جیسے دنیا میں بیٹھا جاتا ہے (الی قال) قرآن پاک کی جتنی تلاوت کر سکتا ہے' کرے سورت فاتحہ' سورت بقرہ کا پہلا اور آخری رکوع' آیت الکرسی' سورت یٰسین' سورت الملک' سورت التکاثر' اور سورت اخلاص بارہ بار یا گیارہ' سات یا تین مرتبہ پڑھ کر کے اے اللہ اس کا ثواب جو میں نے تلاوت کی فلاں کو یا سب کو پہنچا۔ (صفحہ 243 . 242)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ عمل صالح نماز' روزہ' صدقہ خلوص نیت کے ساتھ کر کے اس کا ثواب صاحب مزار کو بخشے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کا سوال کرے اگر صاحب نسبت ہے تو خود کو خالی دامن خیال کر کے صاحب مزار سے فیض طلب کرتے ہوئے مراقبہ میں بیٹھ جائے۔ (آداب المریدین صفحہ 20)

کچھ دیر کے بعد فیوضات کا سلسلہ جاری ہو جائے گا زائر کی استعداد کے مطابق فیض ملتا ہے۔ جیسے جیسے اس کی تعداد میں اضافہ ہوتا جائیگا فیض میں بھی اضافہ ہوتا جائیگا یہاں تک کہ پھر نور ہ ی شکل میں بہت زیادہ فیض میں اضافہ ہو جائیگا۔

عقیدہ اولیاء کاملین ربانین کے مزارات پر گنبد بنانا جائز ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمتہ الباری مرقات شرح مشکوۃ جلد ثانی صفحہ 372 میں لکھتے ہیں

قَدْ أَبَاحَ السَّلَفُ الْبِنَاءَ عَلٰی قَبْرِ الْمَشَائِخِ وَ الْعُلَمَاءِ	علماء و مشائخ عظام کی قبور پر تعمیر کرنا (قبہ بنانا) کہ لوگ ان کی

marfat.com

اَلْمَشْهُوْرِیْنَ لِیَزُوْرَھُمْ النَّاسُ وَیَسْتَرِیْحُوا بِالْجُلُوْسِ فِیْهِ

زیارت کریں اور اس میں بیٹھنے سے راحت حاصل کریں۔ سلف نے اسے مباح کہا ہے۔

فتاوی شامی میں ہے (وفی الاحکام عن جامع الفتاوح وقیل لایکرہ) احکام میں جامع الفتاوی سے ہے کہ قبر پر تعمیر کرنا اَلْبِنَاءَ اِذَا کَانَ اَلْمَیِّتُ مِنَ الْمَشَایِخِ وَالْعُلَمَاءِ وَالسَّادَاتِ الخ قُلْتُ) مکروہ نہیں جب میت مشائخ علماء اور سادات سے ہو

لٰکِنَّ ھٰذَا فِی غَیْرِ الْمَقَابِرِ الْمُسْبِلَتِهِ کَمَالَا یَخْفیٰ

(صفحہ ج 6 / 237)

میں کہتا ہوں کہ یہ موقوفہ قبرستان کے غیر میں ہے جیسا کہ مخفی نہیں

تقریرات رافعی برفتاوی شامی میں ہے

شیخ عبدالغنی نابلی حنفی علیہ الرحمتہ نے اپنے رسالہ کشف النور میں لکھا ہے "کہ علماء و اولیاء اور صلحاء کی قبور پر گنبد بنانے جائز ہیں جب کہ اس میں عام لوگوں کی نظروں میں تعظیم مقصود ہو کہ لوگ اس قبر والے کو حقیر نہ سمجھیں اسی طرح ان کی قبور پر چادر۔ دستار اور کپڑے رکھنا بھی جائز ہے۔ صفحہ 123 در آخر شامی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت صفحہ 274 پر تحریر فرماتے ہیں جس کا ترجمہ درج ذیل ہے اس آخر زمانہ میں مشائخ عظام اور دیگر محترم دینی شخصیات کے مقابر و مشاہد کو بلند کرنا عوام کے پیش نظر مستحسن ہے تاکہ اسلام کا رعب و دبدبہ قائم رہے خصوصاً" ہندوستان میں کہ دشمنان اسلام کفار بہت کثرت میں ہیں یہ اہل اسلام کی ترویج و تکثیر کا باعث بنتے ہیں اگرچہ ان چیزوں کو سلف نے مکروہات سے شمار کیا ہے مگر اخیر زمانہ میں مستحسنات میں ایسے ہیں کہ تغیر زمانہ سے بعض احکام بدل جاتے ہیں کہ پہلے ناپسندیدہ ہوں اور اب مستحسن ہو جائیں

نیز شیخ موصوف مدارج النبوت (مترجم کے صفحہ 708) پر تحریر فرماتے ہیں کہ مطالب المومنین میں کہا گیا ہے کہ سلف صالحین اسے مباح جانتے ہیں کہ مشہور علماء مشائخ کی قبروں پر مقبرے تعمیر کئے جائیں تاکہ لوگ زیارت کو آئیں اور ان میں

marfat.com

استراحت فرمائیں اور اس کے سایہ میں بیٹھیں اسے مفاتح شرح مصابح سے نقل کیا گیا ہے اور فرمایا کہ میں نے بخارا میں ایسی قبریں دیکھیں ہیں جن کو تراشی ہوئی اینٹوں سے تعمیر کیا گیا اور اسے اسماعیل زاہد نے جو کہ مشاہیر فقہاء میں سے ہیں جائز قرار دیا ہے (انتھی)

امام عبدالغنی نابلسی حنفی علیہ الرحمتہ اپنے رسالہ کشف النور صفحہ 13 پر فرماتے ہیں کہ

ان کی تعظیم میں سے ان کی قبروں پر قبے و گنبد بنانا اور لکڑی کا صندوق بنانا کہ عام لوگ انہیں حقیر نہ جانیں اگرچہ ابتداء میں یہ چیز نہ تھی مگر یہ مستحسن ہے

اسی طرح تنویر الابصار میں ہے ولا یرفع علیہ بناء کہ قبر پر کوئی تعمیر نہ کی جائے بعض نے کہا کہ کوئی حرج نہیں اور یہی قول (حرج نہیں) مختار ہے (کشف النور صفحہ 13)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمتہ نے بستان المحدثین میں علامہ کرمانی شاہ بخاری شریف کے حالات تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "اپنے زندگی میں انہوں نے اپنے لئے قبر بنوالی اور اس پر عالی شان گنبد بنوایا پھر اسی میں دفن ہوئے

محدث ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری شریف نے اس حدیث کے تحت کہ حضرت خارجہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور ہم جوان تھے زمانہ عثمان رضی اللہ عنہ میں کہ ہم میں سب سے بڑا چھلانگ لگانے والے وہ شخص ہوتا تھا جو حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کی کو عبور کر جاتا فیہ جواز ا لتعلیتہ رفعه عن وجه الارض۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر کو بلند کرنا اور زمین سے اونچا کرنا جائز ہے۔

پھر تھوڑا آگے لکھتے ہیں کہ ابن منیر نے حاشیہ میں کہا کہ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ اہل قبور کو ان کے اعمال صالحہ نفع دیتے ہیں قبروں پر قبہ بنانا اور قبر پر بیٹھنا وغیرہ اس صورت میں مضر نہیں البتہ اس کے معنی کے لحاظ سے مضر ہے کہ بیٹھنے والے بیہودہ باتیں اس پر کریں

اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاری کے نزدیک قبہ وغیرہ بنانا جائز ہے اور اس صورت میں مضر نہیں

marfat.com

ملائکہ کا بیان

عقیدہ :- فرشتے گناہوں سے پاک و معصوم اور خطاء و نسیان سے محفوظ خدا کے بندے ہیں۔

ملائکہ کی حقیقت :- یہ مخلوق اللہ تعالیٰ کے پیغامات اس کے مقبول بندوں تک پہنچانے کا فریضہ انجام دیتی ہے اسی لئے ان کو ملائکہ کہا جاتا ہے علماء فرماتے ہیں۔

اِنَّھُمْ وَسَائِطُ بَیْنَ اللّٰہِ وَ بَیْنَ النَّاسِ یہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان واسطہ ہیں

اہل علم نے اس مخلوق کی جو صحیح ترین اور اتفاق کے قریب تعریف کی ہے وہ یہ ہے۔

اِنَّھَا اَجْسَامٌ لَطِیْفَۃٌ قَادِرَۃٌ تَتَشَکَّلُ بِاَشْکَالٍ مُّخْتَلِفَۃٌ (بیضاوی) یہ وہ لطیف اجسام ہیں جنہیں مختلف شکلیں تبدیل کرنے پر قدرت حاصل ہے

عام انسان انہیں ان کی اصل شکل میں نہیں دیکھ سکتا کیونکہ انسانی آنکھ مادی اشیاء کو ہی دیکھ سکتی ہے لطیف اور غیر مادی کو نہیں مگر کاملین صوفیا عظام جنہوں نے تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کے ذریعے اپنی باطنی آنکھ روشن کرلی ہے وہ انکو چشم بصیرت سے دیکھ سکتے ہیں بلکہ انہیں ان سے ملاقات اور حصول فیض کا شرف بھی حاصل ہوتا ہے۔

گناہوں سے معصوم ہیں :- فرشتے گناہوں سے معصوم ہیں خود خالق کائنات خبر دے رہا ہے۔

لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَھُمْ جو امر ان کو حق تعالیٰ دیتا ہے

marfat.com

يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۝ — اس میں اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ملتا ہے۔

وہ مکرم بندے ہیں:۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صاحب تکریم و عزت ہیں جس کا قرآن نے تذکرہ فرمایا

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ — بلکہ وہ فرشتے خدا کے معزز بندے ہیں۔

تسبیح و تہلیل کرتے ہیں:۔ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتے ہیں قرآن کریم میں ہے۔

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ — فرشتے دن رات خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور بالکل نہیں تھکتے

ایک اور مقام پر فرمایا

وَ تَرَى الْمَلٰئِكَةَ حَافِّيْنَ من حول العرش يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ — اور آپ فرشتوں کو عرش کے ارد گرد اپنے رب کی تسبیح کرتے دیکھیں گے

نیک بندوں کی مدد کرتے ہیں:۔ فرشتے نیک بندوں کی مدد بھی کرتے ہیں جب انہیں اس کا اپنے رب سے حکم ملتا ہے چنانچہ غزوہ بدر اور حنین میں فرشتوں نے مسلمانوں کی مدد کی اور قتال میں شریک ہوئے بدر کے متعلق اللہ فرماتا ہے کہ پانچ ہزار فرشتے مدد کے لیے اترے تھے۔ اسی طرح بعض روزی رساں ہیں۔ بعض بارش برسانے والے بعض حاملین عرش ہیں کچھ انسان کی نیکی و بدی لکھنے والے ہیں بعض کے ذمہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی خدمت میں وحی لاتا ہے۔ کوئی ہوا چلاتا ہے کسی کے

marfat.com

ذمہ ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانا۔ کوئی انسان کے دل میں نیکی کا القاء کرتا ہے۔ کسی کے متعلق ذاکرین کا مجمع تلاش کرنا اور اس میں حاضر ہونا۔ بیشتر دربار رسالت مآب ﷺ میں حاضری دیتے رہتے ہیں۔ کچھ کے ذمہ درود و سلام کو بارگاہ نبوی میں پہنچانا ہے۔ کچھ کے ذمہ مردوں سے سوال کرنا۔ کسی کے ذمہ ارواح کا قبض کرنا۔ بعض کے عذاب دینا کچھ کے متعلق صور پھونکنا اس کے علاوہ بے شمار کام ہیں جو فرشتے انجام دیتے ہیں۔

فرشتے تذکیر و تانیث سے پاک ہیں اور ان کو خالق جاننا یا انہیں قدیم سمجھنا یا ان کے وجود کا انکار کرنا اور یہ کہنا کہ ایک روحانی قوت کو فرشتہ کہتے ہیں یہ تمام خیالات کفریہ ہیں۔

نیز کسی فرشتہ کی شان میں گستاخی و بے ادبی کفر ہے جاہل لوگ اپنے کسی دشمن وغیرہ کو دیکھ کر عموماً کہہ دیتے ہیں کہ ملک الموت یا عزرائیل آگیا ہے۔ یہ بھی کلمۂ کفر کے قریب ترین ہے۔

ان کی تعداد خدا ہی جانتا ہے :-

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ — تیرے رب کے لشکر (فرشتوں) کو وہی جانتا ہے

افضل فرشتے :- چار فرشتے مشہور فرشتے ہیں۔ جبرائیل۔ میکائیل۔ اسرافیل۔ اور عزرائیل اور یہ تمام فرشتوں سے افضل ہیں

انسان افضل یا فرشتہ :- امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ "تمام اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ خاص انسان خاص فرشتوں سے افضل ہے (خاص انسان سے مراد ذوات انبیاء ہیں)۔

امام غزالی اور امام الحرمین اور صاحب فتوحات مکیہ اس بات کے قائل ہیں کہ خاص ملک خاص انسان سے افضل ہیں اور جو کچھ اس فقیر پر (مجدد الف ثانی صاحب)

marfat.com

ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے کہ فرشتہ نبی کی ولایت سے افضل ہے لیکن نبوت و رسالت کے درمیان نبی کے لئے ایسا درجہ ہے جہاں تک فرشتہ نہیں پہنچا اور وہ درجہ عنصر خاک کی راہ سے ظاہر ہوا جو بشر کے ساتھ مخصوص ہے اور اس فقیر پر یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ کمالات ولائت کمالات نبوت کے مقابلہ میں کسی گنتی میں نہیں ہیں۔ کاش کہ ان کے درمیان وہ نسبت ہی ہوتی جو قطرہ کو دریائے محیط کے ساتھ ہوتی ہے، مگر نہیں ہے پس وہ فضیلت جو راہ نبوت سے حاصل ہو وہ اس فضیلت سے کئی گنا زیادہ ہوگی جو راہ ولایت سے حاصل ہو لہٰذا افضیلت مطلقہ انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہے اور جزوی فضیلت ملائکہ کرام کو حاصل ہے پس بہتر وہی ہے جو جمہور علماء نے کہا ہے۔

اس تحقیق سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کوئی ولی کسی نبی کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا بلکہ ولی کا سرچشمہ نبی کے قدم کے نیچے ہوتا ہے۔

جنات کا بیان

یہ مخلوق آگ سے بنی ہے ان میں بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ وہ مختلف شکلیں بنا سکتے ہیں ان کی عمر بہت طویل ہوتی ہے ان کے شریروں کو شیطان کہتے ہیں یہ سب انسان کی طرح صاحب عقل ہیں اجسام اور ارواح رکھنے والے ہیں ان میں توالد و تناسل ہوتا ہے یہ کھاتے پیتے جیتے مرتے ہیں انسان کی طرح یہ بھی **مکلف** شریعت ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ	ہم نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے

ان میں بھی کفر و ایمان ہے یعنی بعض مسلمان ہیں اور زیادہ تر کافر ہیں پھر مسلمانوں میں بھی انسان کی طرح مطیع اور نا فرمان اور فاسق بھی ہیں سنی بھی بد عقیدہ بھی اور ان میں بدکاروں اور فاسقوں کی تعداد انسان کی بہ نسبت زیادہ ہے۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ ان کے نظر نہ آنے کی وجہ سے انکار نہیں کرنا چاہیے اس

marfat.com

طرح تو روح' خدا کی ذات اور دیگر چیزیں جنت و دوزخ وغیرہ نظر نہیں آتے انکا انکار نہیں ہو سکتا تو ان کا بھی انکار نہیں ہو سکتا ان کے وجود کا انکار موجب کفر ہے۔

علامات قیامت

عقیدہ :-قیامت کی علامتوں کی جس قدر رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے وہ سب برحق ہیں یہ سب چیزیں فی نفسہ ممکن ہیں اور رسول اکرم ﷺ کی سب خبریں برحق ہوتی ہیں۔

علامات :-علامات قیامت دو قسم کی ہیں ایک صغریٰ دوسری کبریٰ

علامات صغریٰ :-علامت صغریٰ کی تفصیل یہ ہے امام بخاری نے روایات کیا کہ حضرت عوف بن مالکؓ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت سے پہلے چھ علامات کا ظہور ضرور ہوگا۔ (۱)- میری موت' (۲)بیت المقدس کا فتح ہونا۔ (۳)ایک عام و با ہوگی یہ دونوں علامات حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں ظاہر ہو چکی ہیں بیت المقدس بھی فتح ہوا اور ایک وبا بھی ایسی پھیلی تھی کہ جب مسلمانوں کا لشکر عموس میں تھا تین روز میں ستر ہزار آدمی مرگئے۔ (۴)مال کا زیادہ ہونا کہ سو دینار کو آدمی حقیر سمجھے گا۔ یہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ظاہر ہو چکی ہے کہ آپ کے عہد میں جب بہت سے ممالک فتح ہوئے۔ (۵)ایک فتنہ جو عرب کے گھر گھر میں داخل ہو گا وہ فتنہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کا تھا۔ (۶) پھر ایک صلح ہو گی نصاریٰ کے ساتھ مگر وہ بے عہدی کریں گے اور اسی نشان کے ہر نشان کے ساتھ بارہ ہزار کا لشکر ہو گا۔ وہ لیکر تم پر حملہ کریں گے۔ (۷)علم اٹھ جائے گا۔ (۸)جہالت زیادہ ہوگی۔ (۹)زنا اور شراب خوری بکثرت ہوگی۔ (۱۰) عورتیں زیادہ اور مرد کم ہونگے یہاں تک کہ بیس عورتوں' ایک روایت پچاس عورتوں کا ایک مرد کفیل ہو گا۔ ( ) بڑے بڑے کام نا اہل لوگوں کے سپرد ہونگے۔ ( )مصائب زمانہ کی کثرت کی بنا پر لوگ موت کی آرزو کریں گے۔ ( )دین پر قائم رہنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ یہ بنسبت ہاتھ میں آگ کا انگارہ رکھنے سے۔ ( )سردار لوگ جہاد کے مال غنیمت کو اپنا

marfat.com

حصہ سمجھیں گے اور کسی کی امانت کو اپنا حق سمجھ کر دبا بیٹھیں گے۔ ( ) زکواۃ دینے کو تاوان سمجھیں گے۔ ( )دنیا کے حصول کے لئے علم دین پڑھیں گے۔ ( )مرد عورت کا مطیع اور ماں کا نافرمان ہوگا۔ ( ) دوست کو قریب اور باپ کو دور کردے گا۔ ( )مسجدوں میں لوگ شور کریں گے چلائیں گے۔ ( )فاسق لوگ قوم کے سردار ہو جائیں گے اور ذلیل لوگ قوم کے ضامن ہونگے۔ ( ) برائی کے خوف سے آدمی کی تعظیم کریں گے۔ ( ) گانے باجے علانیہ ہونگے۔ ( ) امت کے پچھلے لوگ پہلوں پر لعنت کریں گے۔ ( ) ایک بڑے دجال کے علاوہ تیس اور دجال ہونگے جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے۔ ان میں بعض گزر چکے ہیں **مسیلمہ** کذاب۔ اسود عنسی طلیحہ بن خویلد۔ سجاح عورت جو بعد میں مسلمان ہو گئی تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور جو باقی ہیں وہ ضرور ہونگے۔ ملک عرب میں باغ، کھیتی اور نہریں جاری ہو جائیں گی۔ ( ) ذلیل لوگ جن کو تن کا کپڑا میسر نہ تھا وہ بڑے بڑے محلوں فخر کریں گے۔ ( ) سرخ رنگ کی آندھی، زلزلے، مسخ خسف اور قذف اور دیگر علامات اس طرح پے در پے ظاہر ہونگی جس طرح ٹوٹ کر تسبیح کے دانے گرتے ہیں۔ ( )برے کاموں کا صدور ہوگا اور اچھے کام اٹھتے جائیں گے ( )۔ پارسا لوگوں کو عذاب دیا جائیگا۔ زاہدوں کو قتل کیا جائے گا اور شراب خوروں کو پسند کیا جائے گا۔ ( )رنڈیاں گانے بجانے والے اور اہل فساد دنیا کی نظروں میں عزیز ہوں گے اور علماء اور قراء کی کوئی قدر منزلت نہ ہوگی۔ ( ) تمام لوگ رنگین کپڑے پہنیں گے۔ ( )مرد عورت اکھٹے کھانا کھائیں گے۔ ( )لواطت جس کو آج کل ہم جنسی کہا جاتا ہے اور مغربی ممالک میں اس کو قانونی تحفظ حاصل ہو چکا ہے۔ کو پیشہ قرار دیں گے۔ ( ) حاکم فیصلہ بیچیں گے۔ ( ) لوگوں میں بددیانتی پیدا ہو جائے گی۔ ( ) عدل و انصاف اٹھ جائے گا۔ ( ) لوگ لین دین میں جھوٹ بولیں گے اور پانچ درھم کے عوض جھوٹی گواہی دیں گے۔ ( ) (نباتات اور زراعت میں برکت نہ ہوگی۔ ( ) آسمان سے بارش کم ہوگی اگر ہوئی تو بے وقت ہوگی۔ ( ) دنیاوی مال کی خاطر حق کو ناحق قرار دیں گے۔ ( ) ایسا وقت آئے گا کہ سال مہینے کے برابر مہینہ ہفتہ کے مساوی ہفتہ دن کے

marfat.com

برابر اور دن نہایت مختصر ہو جائیں گے اور عمریں کم ہو جائیں گی۔ ( )دنیاوی منفعت کی خاطر مسلمان مسلمان کو قتل کرے گا( ) شہروں میں اسلام بہت کم رہ جائے گا۔ ( ) ہر شہر کا بادشاہ جدا جدا ہو گا۔ ( ) ایک شہر سے دوسرے شہر سفر کرنا خطرناک ہو جائیگا۔ ( ) یتیم و بیوہ کا کوئی پرسان حال نہ ہو گا بھوک کے مارے ہلاک ہو جائیں گے۔ ( )مسلمان بغیر ہاتھ' زبان' دل اور کان کے ہونگے یعنی ان سے کام نہ لیں گے۔ ( ) راہزن اور دشمنوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ ( ) عورتیں مردوں کی خاطر ایک دوسری کو قتل کریں گی۔ ( ) تنگی اور قحط سالی دمبدم بڑھتی چلی جائیگی۔

علامات کبریٰ :- ظہور مہدی :-قیامت کی علامات کبریٰ میں سے ایک ظہور مہدیؑ مہدی ہدایت سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے ہدایت یافتہ اس معنی کے لحاظ سے مہدی ہونے کا بہت لوگ دعویٰ کر چکے ہیں اور ان کے ظہور تک دعوے ہوتے رہیں گے لیکن وہ مہدی جن کا ذکر احادیث میں بکثرت آیا وہ ایک خاص شخص ہے۔ جو دجال کے وقت ظاہر ہونگے اور اس سے پہلے نصاریٰ سے جہاد کریں گے اور کامران ہونگے۔

حلیہ مبارک :- آپ کا حلیہ مبارک کچھ یوں ہوگا قد مائل بہ درازی مضبوط جبشہ رنگ سفید سرخی مائل کشادہ چہرہ ناک باریک اور بلند زبان میں قدرے لکنت کہ جب کلام کریں گے تو ذرا تنگی محسوس فرمائیں گے تو زانو پر ہاتھ ماریں گے علم لدنی رکھتے ہونگے چالیس برس کی عمر میں ظاہر ہونگے اس کے بعد سات یا اٹھ برس علی اختلاف الروایات زندہ رہیں گے۔

اسم گرامی :- آپ کا اسم گرامی محمد والد کا نام عبد اللہ ماں کا نام آمنہ ہوگا امام حسن کی اولاد سے ہونگے مدینہ کے باشندے ہونگے۔ یہ علامات اکثر احادیث میں مذکور ہیں چنانچہ ترمذی و ابو داؤد میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا ختم نہ ہوگی جب تک کہ میری اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا مالک نہ ہوگا اس کا نام میرے نام پر اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا پس حضرت کا نام محمد بن عبد اللہ اور

marfat.com

لقب مہدی ہوگا۔

امام مہدی کے متعلق کچھ تفصیل :۔پہلے حدیث میں آپ نے فرمایا کہ عرب کا مالک ہوگا حالانکہ امام مہدی پوری دنیا کے مالک ہوں گے اس کی وجہ یہ ہے عرب اسلام کا مرکز اور پایۂ تخت ہے اس لیے اسی کے ذکر پر اکتفا فرمایا۔ ابو داؤد کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مہدی میری اولاد میں سے کشادہ پیشانی بلند بینی زمیں کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے پہلے جور و ظلم سے بھرے ہوئے تھے۔

المختصر۔امام مہدی مدینہ سے مکہ آئیں گے لوگ ان کو پہچان کر ان سے بیعت کریں گے اور اپنا بادشاہ تسلیم کریں گے اس وقت غیب سے آواز آئے گی اس کی بات سنو اور اطاعت کرو

دوسری علامت یہ ہے کہ اس سال جو رمضان ہوگا اس میں چاند اور سورج دونوں پر گرہن ہوگا۔ ابدال اور اولیاء آپ کی بیعت کریں گے عرب کی فوج ان کی مدد کے لئے جمع ہوگی اور کعبہ کے دروازہ کے آگے جو خزانہ مدفون ہے جس کو تاج ا لکعبہ کہتے ہیں نکال کر مسلمانوں میں تقسیم کریں گے ایک شام کی فوج اس پر چڑھائی کریگی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مابین مقام بیدا میں زمیں میں دھنس جائے گی جب لوگ یہ دیکھیں گے تو ابدال شام سے اور عراق سے عصائب آکر آپ کی بیعت کریں گے پھر قریش قوم کا ایک شخص جس کی ننھیال قبیلہ کلب ہوگی امام مہدی پر فوج بھیجے گا کہ وہ سب مغلوب ہو جائیں گے امام مہدی اور ان کے متبعین غالب آجائیں گے اور یہ فوج کلب کہلائیگی اور امام مہدی سنت نبوی پر عمل کریں گے۔ خوب اسلام پھیلے گا القصہ آپ بمع لشکر اسلام مکہ سے مدینہ منورہ میں رسول اکرم ﷺ کے روضہ انور کی زیارت کو آئیں گے پھر وہاں سے ملک شام میں دمشق پہنچیں گے اور عیسائی 80 اسی نشان کے ساتھ کہ ہر نشان کے ماتحت 12 بارہ ہزار فوج ہوگی۔ لے کر آپ کے مقابلہ میں آئیں گے امام بخاری کی روایت کے مطابق دمشق کے قریب وابق یا اعماق میں پڑاؤ

marfat.com

ڈالیں گے تو امام مہدی دمشق سے فوج لے کر ان کے مقابلہ کے لیے نکلیں گے عیسائی کہیں گے جن مسلمانوں نے ہمارے آدمی گرفتار کیئے ہیں انہیں ہمارے حوالے کریں ہم انہیں قتل کریں آپ کہیں گے واللہ یہ ہرگز نہیں ہوگا ہم اپنے بھائی نہیں دے سکتے۔ پس مسلمان تین گرہوں میں تقسیم ہو جائیں گے ایک گروہ دشمن کا لشکر جرار کو دیکھ کر بھاگ نکلے گا ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی وہ حالت کفر میں مریں گے انہیں اسلام نصیب نہ ہوگا۔ ایک جماعت شہید ہو جائے گی اور اپنے رب کے ہاں افضل شہداء کا درجہ پائیں گے اور تیسری جماعت فاتح ہوگی اور ہمیشہ فتنہ سے محفوظ رہے گی۔ اس طرح آپ سات یا آٹھ سال تک زندہ رہیں گے پھر انتقال فرمائیں اور مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

تیسری علامت دجال کا فتنہ :-دجال دجل سے ماخوذ ہے جس کے معنی غلط' ملط' مکر و تلبیس کے ہیں اب دجال کے معنی ہیں مکار' فریبی' جھوٹا اس معنی کے لحاظ سے بہت دجال ہونگے چنانچہ جھوٹے مدعیان نبوت کو بھی آپ ﷺ نے دجال کا نام دیا ہے' جیسا کہ ابو داؤد اور ترمذی کی روایت کے مطابق آپ نے فرمایا 30 تیس دجال ہونگے جو نبوت کا دعوی کریں گے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں مگر ایک مخصوص شخص دجال ہوگا جس کا تعلق یہود نسل سے ہوگا۔

دجال کا حلیہ :- لقب اس کا مسیح ہوگا داہنی آنکھ کور ہوگی انگور کے دانہ کی مانند ناخونہ ہوگا اس کے بال نہایت پیچیدہ جشیوں کے بالوں کے مانند ہوں گے ایک بڑے گدھے پر سوار ہوگا اور اس کی پیشانی کے بیچوں پر کافر (ک ا ف ر) لکھا ہوگا جس کو ہر ذی شعور پڑھ لے گا۔

خروج :-ملک شام اور عراق کے درمیان ظاہر ہوگا اور نبوت کا دعوی کرے گا اس کے بعد اصفحان میں آئے گا ستر ہزار یہودی اس کے تابع ہو جائیں گے اور وہاں خدائی دعوی کرے گا ترمذی و ابو داؤد شریف کی روایات کے مطابق اور اس کے ساتھ آگ

marfat.com

ہوگی جس کو وہ دوزخ کہے گا اور ایک باغ ہوگا جس کو وہ جنت کہے گا مگر حقیقت میں جنت دوزخ ہوگی اور دوزخ جنت

چالیس دن کے اندر اندر حرمین شریفین کے سوا روئے زمین کا گشت کرے گا چالیس دن میں پہلا دن سال بھر کے برابر ہوگا دوسرا مہینے کے برابر تیسرا ہفتہ کے برابر اور باقی دین چوبیس چوبیس گھنٹوں کے ہونگے اور وہ بہت تیزی کے ساتھ سیر کرے گا جیسے بادل کو ہوا اڑاتی ہے اور اس کا فتنہ بہت شدید ہوگا۔ جب حرمین شریفین میں جانا چاہے گا فرشتے اس کا رخ پھیردیں گے البتہ مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے کہ وہاں جو لوگ بظاہر مسلمان بنے ہوں گے اور دل میں کفر ہوگا اور وہ جو علم الٰہی میں دجال پر ایمان لاکر کافر ہونے والے ہونگے ان زلزلوں سے گھبرا کر شہر سے باہر بھاگیں گے اور اس طرح وہ ا[illegible] کے فتنے میں مبتلا ہو جائیں گے۔

شعبدے اور استدراج:۔دجال مردے زندہ کرے گا زمین کو حکم دے گا وہ سبزہ اگائے گی آسمان سے بارش برسائے گا ان لوگوں کے جانور لمبے چوڑے خوب فربہ اور دودھ والے ہونگے ویرانے میں جائے گا تو وہاں کے دفینے شہد کی مکھیوں کی طرح جھنڈ کے جھنڈ اس کے ہمراہ ہو جائیں گے اسی قسم کے بہت سے شعبدے دکھائے گا اور حقیقت میں وہ سب جادو کے کرشمے ہونگے اور شیاطین کے تماشے جن کو حقیقت و واقعیت کے ساتھ کچھ تعلق نہیں اسی لئے اس کے جانے کے بعد لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا۔

حرمین شریفین سے جب اس کا رخ مڑے گا تو دمشق کو روانہ ہو جائے گا اور ساری دنیا پھر پھرا کر شام پہنچے گا حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ اپنے لشکر اسلام کو پوری طرح تیار کر کے اس سے جنگ کے لیے مستعد ہو جائیں گے تو اتنے میں عصر کے وقت دمشق کی جامع مسجد کے شرقی کنارہ پر دو فرشتوں کے بازو پر ہاتھ رکھے ہوئے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے صبح کا وقت ہوگا نماز فجر کی اقامت ہو چکی ہوگی امام مہدی رضی اللہ عنہ جو اس جماعت میں موجود ہونگے ان کو حکم دیں گے

marfat.com

کہ آپ امامت فرمایئے امام مہدی رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں گے وہ لعین دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہو جائے گا جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے اور ان کی سانس کی خوشبو حد نگاہ تک پہنچے گی وہ بھاگے گا یہ تعاقب فرمائیں گے اور اس کی پیٹھ میں نیزہ ماریں گے جس سے واصل جہنم ہوگا۔

چوتھی علامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول:۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے ہیں بغیر باپ پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں فرمایا **اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ** حضرت عیسیٰ آدم کی مانند ہیں جن کو اس نے مٹی سے بنایا یعنی جیسے آدم علیہ السلام بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے ایسے عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے آپ شب و روز دین حق کے پھیلانے میں مصروف رہے اس وقت کے یہود نے حسد کیا ایک مکان میں ان کو قتل کرنے کے لئے گھیر لیا خدا کی قدرت چھت پھٹ گئی جناب عیسیٰ علیہ السلام کو ملائکہ آسمان پر لے گئے اور ان میں ایک شخص جو آپ کو گرفتار کرنے کی نیت سے اندر داخل ہوا تھا اس کی شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہو گئی یہود نے اسے پکڑ کر سولی پر چڑھا کر قتل کر دیا یہود و نصاریٰ میں اب تک یہی مشہور ہے آنجناب قتل ہو گئے لیکن قرآن مجید شہادت دیتا ہے۔

مَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَہُمْ ۔ نہ انہوں نے قتل کیا اور نہ سولی چڑھایا لیکن ان کے لیے آپ کی مشابہت بنا دی گئی

نزول کی تفصیل:۔ اجمالاً دجال کے بیان میں نزول کا ذکر ہو چکا ہے مسلم شریف کی روایت کے مطابق تفصیل کچھ یوں ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم کو بھیجے گا وہ شہر دمشق کے شرقی سفید منارے پر زرد حلہ پہنے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے جب سر نیچا کریں گے تو پسینے سے قطرے ٹپکیں گے اور جب

marfat.com

سر اٹھائیں گے تو موتیوں کے دانوں کی مانند قطرے گریں گے پھر امام مہدی سے ملاقات کریں گے امام صاحب نہایت تواضع سے پیش آئیں گے اور کہیں گے "اے نبی! امامت فرمایئے" تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے نہیں' بلکہ تم خود ہی امامت کراؤ اور میں بالخصوص دجال کے قتل کے لئے آیا ہوں اور مسلم کی ایک روایت میں آتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدیؑ نماز پڑھائیں گے تو علماء نے دونوں روایات میں یوں **تطبیق** دی ہے کہ پہلے روز حضرت مہدیؑ نماز پڑھائیں گے تاکہ اس امت کی تعظیم و تکریم ہو پھر عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھائیں گے بایں سبب کہ آپ نبی ہیں واللہ اعلم

پھر آپ دجال کے قتل کے درپے ہونگے جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ آپ کے سانس کی خوشبو میں یہ تاثیر ہے کہ جس کافر کو وہ پہنچے گی وہ مرجائے گا اور سانس آپ کی حد نگاہ تک پہنچے گا جب دجال لعین کا تعاقب کریں گے اور باب لد کے پاس اسے جا گھیریں گے اور نیزہ مار کر اسے قتل کر کے اس کا خون لوگوں کو دکھلائیں گے اور اگر اس کے قتل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دشمن کو جلدی نہ کرتے تو وہ کافر لعین نمک کی طرح خود بخود ہی گھل جاتا پھر لشکر اسلام دشمن کو جو اکثروزیادہ تر قوم یہود پر مشتمل ہوگا قتل کریں گے۔

عدل و انصاف کا بول بالا :- آپ کے زمانہ میں مال کی کثرت ہوگی یہاں تک کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو مال دے گا تو وہ قبول نہ کرے گا لوگوں میں حسد' بغض' عداوت بالکل نہ رہے گا جناب عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑ دیں گے اور **خنزیر** کو قتل کر دیں گے تمام اہل کتاب جو قتل سے بچ جائیں گے وہ سب ایمان لے آئیں گے تمام جہاں میں صرف ایک دین اسلام ہوگا اور ایک ہی مذہب اہل سنت - بچے سانپ سے کھیلیں گے بکری اور شیر ایک ساتھ چریں گے چالیس برس تک اقامت فرمائیں گے اور شادی کریں گے اولاد بھی ہوگی وصال کے بعد مدینہ منورہ گنبد خضریٰ میں جو ایک قبر کی جگہ باقی ہے وہاں مدفون ہونگے۔

marfat.com

اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی آئے گی کہ میرے بندوں کو کوہ طور کی طرف لے جائیں میں نے ایک ایسی قوم نکالی ہے کہ کسی کو اس کے ساتھ جنگ و جدال کی تاب نہیں ہے۔ (کمارواہ مسلم)

یاجوج وماجوج کا بیان:- یاجوج و ماجوج ایک قوم کا نام ہے جو یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے ذوالقرنین بادشاہ نے اس کے راستے کو دو پہاڑوں کے درے میں مستحکم طور پر بند کر دیا تھا آخر زمانہ میں وہ دیوار ٹوٹ جائے گی اور غارت گر قوم پھیل جائے گی اور اس قدر ہوگی کہ اس کی پہلی جماعت بحریہ طرمیہ پر (جس کا طول دس میل ہوگا) جب گزرے گی تو اس کا پانی پی کر اسے ایسا خشک کر دیں گے کہ دوسری جماعت جب گزرے گی تو کہے گی کہ یہاں کبھی پانی نہیں تھا پھر دنیا میں فساد و قتل و غارت سے جب فرصت پائیں گے تو کہیں گے کہ زمین والوں کو قتل کر لیا آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں یہ کہہ کر تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے خدا کی قدرت کہ ان کے تیر اوپر سے خون آلودہ گریں گے یہ اپنی انہیں حرکتوں میں مشغول ہونگے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بمع ساتھیوں کے جو محصور ہونگے ان کے لئے بددعا کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا کر دے گا یکدم سب کے سب مرجائیں گے ان کے مرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے اتریں گے تمام زمین ان کی لاشوں اور بدبو سے بھری پڑی ہوگی ایک بالشت زمین بھی خالی نہ ہوگی اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں سمیت پھر دعا کریں گے اللہ تعالیٰ ایک قسم کے پرندے بھیجے گا کہ وہ ان کی لاشوں کو جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا پھینک آئیں گے اور ان کے تیر و کمان کو سات برس جلائیں گے پھر اس کے بعد بارش زور کی ہوگی کہ تمام زمین صاف ستھری ہو جائے گی۔

زمیں کو حکم:- پھر زمیں کو حکم ہوگا اپنے پھلوں کو اگا اور اپنی برکتیں اگل دے اور آسمان کو حکم ہوگا کہ اپنی برکتیں انڈیل دے تو یہ حالت ہوگی کہ ایک انار ایک جماعت

marfat.com

کھائے گی اور اس کے چھلکے کے سایہ میں دس آدمی بیٹھ سکیں گے اور دودھ میں اتنی برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک جماعت کو کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ ایک قبیلہ کو اور ایک بکری کا دودھ ایک خاندان کی کفائت کریگا۔

خلافت جہجہ کا ذکر:۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بعد ایک شخص جہجہ نامی کو اپنا خلیفہ مقرر کریں گے مسلم شریف میں ہے کہ دنیا تمام نہ ہوگی جب تک ایک بادشاہ نہ ہوے گا جس کو جہجاہ کہیں گے المختصر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد وہ شخص قحطانی جس کا نام جہجاہ ہے اچھی طرح عدل و انصاف کرے گا لیکن فتنہ و فساد پھیلنا شروع ہو جائیگا اسی طرح دو تین شخص کیے بعد دیگرے حاکم ہوں گے پس جب کفر و الحاد زیادہ پھیل جائیگا تو اس زمانہ میں ایک مکان مشرق میں اور ایک مکان مغرب میں جہاں منکر تقدیر لوگ رہتے ہونگے دھنس جائے گا۔

دخان کا ذکر:۔انہیں دنوں میں ایک دھواں نمودار ہوگا کہ مومنین کو زکام سا معلوم ہوگا اور کفار کو نہائت زیادہ تکلیف ہوگی کہ کسی کو ایک دن کے بعد کسی کو دو دن کے بعد، کسی کو تین دن کے بعد ہوش آئیگا کسی کو چوتھے روز ہوش آئے گا یہ کل چالیس دن دھواں رہے گا جس سے آسمان سے زمین تک تمام تاریکی ہو جائیگی مسلم شریف میں حدیث شریف ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت نہیں آئے گی جب تک دس علامات ظاہرہ نہ ہوں وہ علامات یہ ہیں۔ دھواں دجال؛ دابتہ الارض، آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا،عیسیٰ علیہ السلام کا نزول،یاجوج و ماجوج کا خروج،تین جگہ خسف ہونا، ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں سب سے پیچھے ایک آگ یمن سے نکلے گی اور لوگوں کو محشر میں پہنچا دے گی۔

طلوع آفتاب کا ذکر:۔اور انہی دنوں میں کہ ذی الحجہ کا مہینہ ہوگا یوم النحر کے بعد رات بہت لمبی ہوگی یہاں تک کہ بچے چلا چلا کر اٹھیں گے اور مسافر تنگ دل ہو جائیں گے مویشی چراگاہ میں جانے کے لئے شور کریں گے لیکن صبح نمودار نہ ہوگی یہاں

marfat.com

تک کہ لوگ نہائت ہیبت اور قلق سے بے قرار ہو کر آہ و زاری کریں گے توبہ توبہ پکار اٹھیں گے اور اس رات کی درازی تین یا چار رات کے مساوی ہوگی اور لوگ بہت غمگین، و مضطرب ہونگے جب آفتاب کا قرص بہت تھوڑی روشنی کے ساتھ جیسے گرہن کے وقت ہوتی ہے مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا اور اتنا بلند ہو گا کہ جتنا چاشت کے وقت ہوتا ہے پھر غروب ہو جائے گا اور پھر حسب دستورِ سابق مشرق سے طلوع ہوا کرے گا لیکن اس کے بعد کسی کی توبہ قبول نہ ہوگی اور اس وقت کسی کا اسلام لانا معتبر نہ ہوگا۔

دابتہ الارض کا بیان :-مغرب سے آفتاب طلوع ہونے کے دو روز بعد یہ سانحہ پیش آیگا کہ مکہ کا ایک پہاڑ ہے جس کو صفات کہتے ہیں زلزلہ سے شق ہو جائیگا اور ایک جانور جس کی عجیب صورت ہوگی باہر آیگا اور لوگوں سے ہمکلام ہوگا یہ خدا کی قدرت کا عجیب کرشمہ ہے

فائدہ :-جانور کے کلام کرنے کا ذکر قرآن و حدیث میں موجود ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْ بِاٰيَاتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ

(قرب قیامت) جب ان پر خدا کا قول (حکم) واقع ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین سے جانور نکالیں گے جو ان سے گفتگو کرے گا جو خدا کی آیات پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

○# اسی طرح امام مسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی پہلی علامت آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا اور دابہ کا چاشت کے وقت لوگوں پر ظاہر ہونا ہے۔

ہوا کا بیان :-حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دابتہ کے خروج کے بعد جب قیام قیامت کو صرف چالیس برس باقی رہ جائیں گے تو ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی جو لوگوں کے

marfat.com

بغلوں کے نیچے سے گزرے گی جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح پرواز کر جائیگی اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے اور صرف کفار پر ہی قیامت آئے گی اگر کوئی مسلمان پہاڑ کی کسی غار میں یا دامن میں چھپا ہوگا تو وہ ہوا وہاں پہنچے گی اور مسلمان مرجائیگا۔

کفار حبشہ کا بیان :- اس کے بعد حبشہ کے کفار کا غلبہ ہو جائیگا اور ملک پر ان کی حکومت ہوگی اور وہ حبشی خانہ کعبہ کو گرا دیں گے اور اس کے نیچے سے خزانے نکالیں گے اس وقت ظلم و فساد پھیلے گا چوپایوں کی طرح لوگ گلی بازاروں میں ماں بہن سے جماع کریں گے قرآن مجید کاغذوں سے اٹھ جائیگا کوئی اہل ایمان روئے زمین پر نہ ہوگا آپس کے ظلم وستم سے شہر اجاڑ ہو جائیں گے وباء و قحط کا ظہور ہوگا۔

آتش کا بیان :- پھر چند مدت کے بعد جنوب کی طرف سے ایک آتش اٹھے گی کہ لوگوں کو گھیر لے گی جہاں مرنے کے بعد حشر ہوگا یعنی ملک شام کی طرف لائیگی جب لوگ شام کے وقت ٹھہر جائیں گے تو آگ بھی رک جائے گی پھر جب آفتاب طلوع ہوگا وہ آگ ان کے پیچھے پیچھے چلے گی جب لوگ ملک شام پہنچ جائیں گے تو وہ آگ غائب ہو جائے گی۔

صور پھونکنے کا بیان :- جب آگ لوگوں کو شام میں لے جائیگی اس کے بعد پانچ برس تک پھر لوگوں کو خوب عیش و آرام میسر آئے گا شیطان آدمی کی شکل میں آکر کہے گا تم کو حیا نہیں آتی وہ کہیں گے اب تو کیا کہتا ہے وہ کہے گا بتوں کی پرستش کرو تب لوگ بتوں کی پرستش شروع کر دیں گے اس میں انہیں روزی میں فراخی حاصل ہوگی الحاصل لوگ عیش و عشرت میں ہونگے کوئی کسی کام میں مصروف ہوگا کوئی کسی کام میں لگا ہوگا یکایک عاشورہ اور جمعہ کے روز بوقت صبح لوگوں کے کان میں آواز پڑے گی اور یہ آواز اسرافیل کے صور پھونکنے کی ہوگی بروایت ابو داؤد و ترمذی آپ ﷺ نے فرمایا کہ صور ایک سینگ کا سا ہے اس میں پھونک ماری جائیگی مسلم کی روایت میں ہے صور کی آواز پہلے ایک شخص کے کان میں پڑے گی کہ وہ اپنے اونٹ کے حوضہ

marfat.com

سے لپٹا ہوگا سنتے ہی بے ہوش ہو جائے گا اور یہ آواز آہستہ آہستہ پھیل جائیگی اور سب لوگ اسے سنتے ہی بے ہوش ہو جائیں گے

تَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَارَىٰ وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيدٌ	لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ بے ہوش ہیں مگر بے ہوش نہ ہونگے بلکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب شدید میں مبتلا ہونگے

پھر یہ زیادہ ہو جائیگی کہ وحشی جانور شہروں میں شہروں کی مخلوق جنگلوں میں دوڑے گی جیسے قرآن مجید نے کہا

اذ الو حوش حشرت	اور جب وحشی جمع ہونگے

○# الغرض ہر جاندار چیز مر جائیگی پھر آواز اور زیادہ تیز ہو جائے گی۔ جس سے درخت اور پہاڑ روئی کے گالوں کی مانند اڑنے لگیں گے

وَ تَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ	جب پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح ہو جائیں گے۔

○# اور مزید آواز سخت ہو جائے گی تو آسمان کے تارے اور ماہتاب و آفتاب بھی ٹوٹ جائیں گے اور آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور زمین بھی ختم ہو جائے گی۔

اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ	جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب زمین کھینچی جائے گی
وَ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَ اِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ	اور جب سورج لپیٹ دیا جائیگا اور ستارے بے نور ہو جائیں گے۔

الغرض ہر چیز اس صور کی آواز سے فنا ہو جائے گی جیسے کہ فرمایا گیا۔

marfat.com

اِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ — جب صور پھونکا جائیگا زمین و آسمان کی ہر چیز فنا ہو جائیگی

فائدہ :- بعض علماء کہتے ہیں کہ اس فناء سے آٹھ چیزیں مستثنیٰ ہیں۔ عرش و کرسی لوح و قلم، جنت، دوزخ، صور اور ارواح لیکن ارواح پر ایک قسم کی بے ہوشی طاری ہو جائے گی بعض علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ ان چیزوں پر بھی کچھ دیر فنا آئیگی جیسے قرآن مجید میں ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ — ہر چیز فنا ہونے والی ہے اور صرف تیرے عزت و جلال والے رب کی ذات باقی رہے گی۔

ہر چیز کے ساتھ اسرافیل خود بھی فنا ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ — آج کس کا ملک ہے، پھر خود فرمائیگا ایک واحد قہار اللہ تعالیٰ

دوسری مرتبہ صور پھونکنا۔ پہلے صور کو جب عرصہ چالیس برس کے مقدار کا گزرے گا اتنی مدت تک صرف اور صرف اس وحدہ لا شریک کی ذات موجود ہوگی پھر اسرافیل کو اللہ تعالیٰ زندہ فرمائے گا اس کو دوبارہ صور پھونکنے کا حکم ہوگا جیسے فرمایا

وَاِذَا نُفِخَ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ — اور جب دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سب ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے

تو دوسرا صور پھونکتے ہی تمام اولین و آخرین ملائکہ، جن و انس حیوانات سب موجود ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے رسول اکرم ﷺ داہنے ہاتھ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور بائیں ہاتھ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ قبر انور سے تشریف لائیں گے پھر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مقابر میں جتنے لوگ مسلمان مدفون ہیں سب کو ہمراہ لیکر میدان محشر میں تشریف لے جائیں گے۔

marfat.com

میزان و حساب و کتاب برحق ہے۔

عقیدہ :- میزان و حساب و کتاب برحق ہے۔

معتزلہ اور جہمیہ :- میزان، صراط اور حساب و کتاب کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نیکیوں اور برائیوں کی مقدار کو جانتا ہے اور اسے ان (میزان و صراط اور حساب و کتاب) کی حاجت نہیں اور حقیقت میں یہ چیز صحیح اور ثابت نہیں بلکہ ان سے کچھ اور ہی مراد ہے اور ان کا یہ اعتقاد کفر ہے اس لیے کہ یہ چیزیں نص سے ثابت ہیں۔

قرآن کریم میں ہے۔ **"فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" جس کی تول بھاری ہوئی وہی کامیاب ہیں۔ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ** یہ میزان کے حق ہونے میں نص ہے۔ سیدنا ابن عباسؓ نے فرمایا "ترازو کی ایک زبان ہے اور دو پلڑے ہیں ایک پلڑا مشرق میں اور دوسرا مغرب میں

پھر اگر یہ کہا جائے کہ اعمال تو اعراض ہیں باقی رہنے والے نہیں وہ کس طرح تولے جائیں گے اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ بندہ اپنے اعمال سمیت تولہ جائیگا۔

نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ حضور اقدس کسی غزوہ میں تھے ابن عباس ایک درخت پر چڑھے ان کی پنڈلیاں پتلی تھیں صحابہ کرام مسکرانے لگے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ان کی پتلی پنڈلیوں کو دیکھ کر تعجب کرتے ہوئے یہ پنڈلیاں میزان میں آسمان و زمین سے بھی زیادہ وزنی ہیں۔ اور عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بندہ کے اعمال صحیفوں میں لکھے جاتے ہیں ایک صحیفہ میں نیکیاں اور دوسرے میں برائیاں ایک پلڑے میں حسنات (نیکیوں) کا صحیفہ اور دوسرے پلڑے میں برائیوں کا صحیفہ رکھا جائیگا۔ اور محمد ابن علی ترمذی نے فرمایا اعمال بغیر انسان کے تولے جائیں گے ایک پلڑے میں نیکیاں رکھی جائیں گے وہ نور کی مانند نظر آئیں گے اور دوسرے میں

marfat.com

برائیاں رکھی جائیں گی وہ تاریکی و ظلمت کی طرح معلوم ہوتی گی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ** جس نے ذرہ برابر نیکی کی اس کو دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی اس کو دیکھے گا اور ایسے حساب بھی نص سے ثابت ہے۔

"**فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا**" جلدی حساب لیا جائے گا آسانی سے" دوسری نص " **اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ**" اللہ تعالیٰ جلدی حساب لے لیگا یہ نص حساب کے بارہ میں ہے اور مروی ہے کہ ایک اعرابی نے حضور ﷺ سے عرض کی قیامت کے دن حساب کون لے گا؟ حضور اقدس نے فرمایا "اللہ تعالیٰ" اعرابی نے عرض کیا جب تو میں کامیاب ہوں قسم ہے رب کعبہ کی وہ اپنے حق میں گرفت نہیں فرمائے گا۔ اور اپنا حق چھوڑ دیگا۔ ایسے ہی کتاب میں نص سے ثابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا "**كِتَابٌ مَّرْقُوْمٌ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ**" اور بھی اسی طرح آیتیں ہیں یہ نص ہے جو انکار کرے کافر ہے۔ اگر کہا جائے کہ "حساب و کتاب اور میزان و صراط میں کیا حکمت اور فائدہ ہے؟ جب کہ اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے تو وہ حساب و کتاب اور میزان و سوال کا محتاج نہیں جواب ہم کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ اس لیے کہ بنی آدم پر ثابت کر دیا جائے اور ان پر حجت قائم کر دی جائے تاکہ بندہ اپنے اچھے اور برے عملوں کی مقدار کو جا لے اور اسے یقین ہو جائے کہ جو کچھ مجھے پہنچا ہے وہ عدل ہے اور بندہ اسی کا اہل ہے وہ جس کے قابل تھا وہ اسے مل گیا۔

اب اگر دریافت کیا جائے کہ ان میں سے سب سے پہلے کیا ہوگا؟ تو اس کے متعلق کوئی نص نہیں ہے لیکن تاہم یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ سب کچھ صراط پر ہوگا اور یہ جائز نہیں کہ صراط سے پہلے ہو اس لیے کہ میزان و حساب کے بعد مشقت جائز نہیں جس نے نجات پائی" اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "**فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ**" اور صراط کے بعد (حساب و میزان) جائز نہیں اس لیے کہ جب صراط سے گزر گیا تو کامیاب ہوگیا۔ اور جہنم سے بچ گیا پھر افعالِ قلب و فکر، اور

marfat.com

نیت وغیرہ کا حساب ہوگا یا نہیں۔ بعض نے کہا سب کا حساب ہوگا بعض نے کہا ان کا حساب نہیں ہوگا۔ اور زیادہ درست بات یہ ہے کہ اگر دل میں خطرہ گزرے (دل میں کسی برے کام کا خیال آیا) اگر اس کا عزم نہیں کیا اور نہ نیت کیتو اس کا حساب نہ ہوگا اگرچہ خطرہ (کھٹکا) کفر ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ یہ خطرات ایسے ہیں جن سے بچنا ممکن ہے ہاں اگر دل میں خطرہ پیدا ہو اور اس کا اعتقاد کیا اور اس پر جما رہا تو ضرور سوال ہوگا اور حساب لیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"قُلْ اِنْ تُخْفُوْ مَا فِی صُدُوْرِ كُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ" اور فرمایا: اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرُ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا"

نوٹ:- انسان نے ذہن میں جو بات' خیالات' ترغیبات اور عزائم پیدا ہوتے ہیں ان کی پانچ قسمیں ہیں ھاجس' اچانک کسی چیز کا خیال آئے' 2- کسی چیز کا بار بار خیال آئے'۔ حدیث نفس: جس چیز کا خیال آئے ذہن اس کے حصول کے لیے پروگرام تیار کرنا شروع کردے۔ 4-وھم غالب سبقت' اس چیز کو حاصل کرنے کی ہو اور مغلوب سا خیال ہو کر اس کو حاصل نہ کیا جائے۔ 5- عزم= مغلوب سا خیال بھی زائل ہو جائے اور اس چیز کے حصول کا پختہ ارادہ ہو اگر کسی شخص کے ذہن میں گناہ کا خیال آئے ہاجس' خاطر' حدیث نفس اوروہم نے مرتبہ میں اس سے نہیں ہوتا البتہ گناہ کا عزم کرے تو وہ مستحق مواخذہ ہے۔ خواہ اس کے بعد گناہ کا فعل نہ کرے اس میں اللہ تعالیٰ نے عزم سے روکا ہے فرمایا۔ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ ترجمہ = اور عورت میں اس سے نکاح کرنے کا ارادہ نہ کرو)

نماز = نماز میں جو خیالات ھاجس' اور خاطر کی قسم سے ذہن میں آئیں ان سے نماز میں کوئی کمی نہیں آتی اس کے بعد اور اختیار سے باہر ہے۔ ابتہ حدیث نفس سے احتراز کرنا چاہے اور یہ انسان کے لیے نقصان دہ ہے۔ (ماخوذ شرح مسلم شریف علامہ محدث)

marfat.com

عقیدہ:- صراط جہنم برحق ہے یہ ایک پل ہے جسے جہنم کی پشت پر نصب کیا جائے گا اور ہر شخص کو اس سے گزرنا ہو گا۔

پل صراط:- جہنم پر ایک پل بنایا جائے گا۔ جو بال سے زیادہ باریک تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہو گا تمام مخلوق کو اس پر سے گزرنا ہو گا سب سے پہلے ہمارے رسول معظم نبی محتشم ﷺ گزریں گے ان کے بعد تمام انبیاء و مرسلین اس پر سے گزریں گے پھر مومنین حسب اعمال اس پر سے گزریں گے کوئی بجلی کی مانند اور کوئی ہوا کی طرح' اور کوئی پرند' کوئی تیز رفتار گھوڑے کی مانند' کوئی اونٹ کی طرح گزرے گا اور کوئی آدمی دوڑ کر گزرے گا اور بعض اشخاص سرین پر گھسٹتے ہوئے' کوئی چیونٹی کی چال جائے گا اور پل صراط کے دونوں جانب بڑے بڑے آنکڑے (اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کتنے بڑے ہوں گے) لٹکتے ہوں گے جس شخص کے بارے میں حکم ہو گا اسے پکڑ لیں گے مگر بعض تو زخمی ہو کر نجات پائیں گے اور جہنمی کٹ کر جہنم میں گر جائیں گے۔

پل صراط پر اندھیرا ہو گا سوائے ایمان کے کوئی دوسری روشنی نہ ہو گی اہل ایمان اس کی روشنی میں اس پل سے گزریں گے۔

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ	جس دن اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اور اس پر ایمان لانے والوں کو رسوا نہ کرے گا ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں جانب ان کی رہنمائی کے لیے دوڑتا ہو گا۔

ایمان دراصل ایک نور ہے اور کفر ظلمت و تاریکی ہے جس کا انکشاف قیامت کے دن ہو گا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جب اپنے کسی بندہ خاص پر ایمان کی حقیقت منکشف فرمائی تو وہ نور کی شکل میں ظاہر فرمائی۔

marfat.com

نیز ارشاد فرمایا۔

یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ۔

اس دن منافق مرد و عورت مومنوں سے کہیں گے ٹھہرو کہ ہم بھی تمہاری روشنی میں چلیں ان سے کہا جائے گا واپس پلٹو اور وہاں سے نور لاؤ پس ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی اس کے دوازے سے مسلمان جنت میں چلے جائیں گے اور منافقین عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غمگینی

اس وقت گنہگاروں کے شفیع پل کے کنارے کھڑے ہو کر کمال گریہ و زاری سے اپنی عاصی امت کی نجات کی فکر میں اپنے رب سے دعا کر رہے ہوں گے رب سلم سلم۔ الٰہی ان گنہگاروں کو بچا لے بچا لے ایک اسی جگہ ہی کیا حضور علیہ السلام تو اس دن تمام مقامات میں دورہ فرماتے رہیں گے کبھی میزان پر تشریف لے جائیں گے وہاں جس کی نیکیاں کم ہوں گی اس کی شفاعت فرما کر نجات دلوائیں گے اور فوراً ہی دیکھو تو حوض کوثر پر اپنے پیاسے امتیوں کو پانی سے سیراب فرما رہے ہوں گے۔ اور وہاں سے پل پر جلوہ افروز ہوں گے اور گرتوں کو بچاتے ہوں گے غرض ہر جگہ انہی کی دوہائی ہو گی ہر شخص انہیں کو پکارتا ہو گا انہیں سے فریاد کر رہا ہو گا اور ان کے سوا کس کو پکارے کہ ہر ایک تو اپنی فکر میں ہو گا۔ دوسروں کو کوئی کیا پوچھے صرف یہی ایک تو ہیں جنہیں اپنی فکر نہیں اور تمام جہاں کا بھار ان کے ذمہ ہو گا۔

یہ قیامت کا دن کہ حقیقت میں پچاس ہزار برس کا دن ہو گا جس کے مصائب بے شمار ہوں گے مگر جو حق تعالیٰ کے خاص بندے ہوں گے ان کے لیے اتنا مختصر کر دیا

marfat.com

جائے گا کہ معلوم ہو گا اس میں اتنا وقت صرف ہوا جتنا ایک وقت کی فرض نماز میں صرف ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی کم یہاں تک کہ بعضوں کے لیے تو پلک جھپکنے میں سارا دن طے ہو گا۔

وَمَا اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْهُوَ اَقْرَبُ۔	قیامت کا معاملہ نہیں مگر جیسے پلک جھپکنا اس سے بھی کم

اعراف کا بیان:۔

جنت و دوزخ کے درمیان ایک مکان ہے اس کو اعراف کہتے ہیں۔ وہاں کے لوگ اہل جنت و دوزخ دونوں کو دیکھیں اور ان سے کلام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

بَيْنَهُمَا حِجَابٌ۔	درمیان جنت و دوزخ کے ایک پردہ ہو گا۔
وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمَاهُمْ	اور اعراف پر کچھ آدمی ہوں گے کہ وہ ہر ایک جنتی و دوزخی کو ان کے چہرہ سے پہنچاتے ہوں گے۔
وَنَادَوْا اَصْحَابَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوْهَا۔ وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ۔	اور اعراف والے جنتیوں سے کہیں گے سلام علیکم اور اعراف والے ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے لیکن طمع رکھتے ہوں گے۔
وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ اَصْحَابِ النَّارِ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ	اور جب پھر جائیں گی ... ان کی نظر دوزخیوں کی طرف تو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں ظالم

marfat.com

الظّٰلِمِیْنَ۔ قوم کے ساتھ نہ بنا۔

○# اعراف کا موجود ہونا اور مقام اعراف پر لوگوں کا موجود ہونا تو قرآن سے ثابت ہوا اور یہ ایک اتفاقی مسئلہ ہے لیکن اعراف پر کون سے لوگ ہوں گے اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ یہاں وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی نہ جنت کے مستحق اور نہ ہی دوزخ کے مستحق لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر امید رکھتے ہوئے جنت میں جانے کے خواہشمند ہوں گے۔ اور آخر کار جنت میں چلے جائیں گے انہیں حکم ہو گا۔

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَاخَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ۔ اہل ایمان اعراف کو حکم ہو گا جنت میں داخل ہو جاؤ اب تمہارے لیے نہ خوف ہے اور نہ ہی تم غمگین ہو گے۔

○# اس قول کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ کہ اعراف ایک دیوار ہے جنت و دوزخ کے درمیان اور اہل اعراف گناہوں کے سبب وہاں محبوس ہوں گے باذن الٰہی دیوار پر چڑھ کر جنت والے لوگوں کو سفید چمکتا چہرہ دیکھ کر پہچان لیں گے اور دوزخیوں کو ان کی سیاہ روئی کے بسبب پس اہل جنت کو دیکھ کر جنت میں جانے کی خواہش کریں گے۔ اور دوزخیوں کی حالت دیکھ کر ان کے حال سے پناہ مانگیں گے آخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنت میں جائیں گے جیسے ادخلو الجنه قرآن پاک کے الفاظ بتا رہے ہیں اور بعض علماء نے کفار کے بچوں کے متعلق کہا ہے کہ وہ یہاں رہیں گے جو بلوغ سے پہلے مرگئے اور بعض علماء نے کہا کہ اصحاب فترت یہاں رہیں گے اصحاب فترت وہ لوگ ہیں جنہوں نے کسی نبی کا زمانہ نہ پایا اور توحید پر قائم رہے جیسا کہ علم عقائد کی کتب میں موجود ہے۔

marfat.com

عقیدہ:۔

جنت و دوزخ برحق ہیں۔ ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ ان کو بنے ہزارہا سال گزر چکے ہیں اور اب بھی موجود ہیں یہ نہیں کہ قیامت کو بنائے جائیں گے۔

جنت کی قدرے تفصیل:۔

جنت ایک مکان ہے یہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے بنایا ہے۔ اس میں وہ نعمتیں ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں ان کا خیال گزرا۔ البتہ رسول اکرم ﷺ اس سے مستثنیٰ ہیں آپ نے شب معراج اس کی سیر فرمائی اور مسلم شریف میں ہے آپ نے نماز کسوف پڑھاتے ہوئے اس کا مشاہدہ فرمایا۔ الحدیث۔ جنت کے جو حالات قرآن مجید و احادیث مبارکہ میں درج ہیں ذکر کئے جاتے ہیں۔

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ۔	تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ زینت کرتے ہوئے۔
يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَ اَكْوَابٍ وَ فِيْهَا مَاتَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَ تَلَذُّ الْاَعْيُنُ۔	خادم ان کے پاس سونے کی رکابیاں اور آبخورے لیے کھڑے ہوں گے اس میں ہو گا وہ کچھ جو دل چاہے گا اور جس سے آنکھیں ٹھنڈک محسوس کریں گی۔
وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ۔	جو اپنے رب سے ڈرا اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔
ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ۔	وہ دونوں شاخوں والی ہیں۔
فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ۔	ان دونوں جنتوں میں ہر میوہ دو

marfat.com

قسم ہو گا۔

اہل جنت کی کیفیت یہ ہو گی۔

مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ وَجَنَا الْجَنَّتَانِ دَانٍ

جنتی تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے! ایسے بستروں پر جو استبرق (استران) کا بنا ہو گا اور میوے جھکے ہوئے ہوں گے۔

فِيْهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ

ان میں حوریں نیچی نگاہ والی ہوں گی جن کو کسی مرد یا جن نے نہ چھویا ہو گا۔

كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ۔

گویا کہ وہ یاقوت اور مونگا ہیں (خوبصورتی اور صفائی کے لحاظ سے)

وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ

ان دو کے علاوہ دو اور جنتیں ہیں۔

مُدْهَامَّتَانِ۔

وہ نہایت ہی سرسبز ہوں گی۔

فِيْهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ۔

ان دونوں میں ابلتے ہوئے دو چشمے ہوں گے۔

فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ۔

ان دو میں پھل، کھجور اور انار ہوں گے۔

فِيْهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ۔

ان میں خوبرو اچھی عورتیں ہیں۔

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ

ان کو اس سے پہلے کسی مرد اور

marfat.com

وَلَا جَانٌّ۔

جن نے نہ چھوا ہو گا۔

مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ۔

سبز اور عمدہ قالینوں پر تکیہ لگائے ہوئے۔

عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ مُّتَّكِئِينَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ۔

سونے کے تاروں سے بنے ہوئے پلنگوں پر آمنے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔

وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ بِأَكْوَابٍ وَّأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ۔

اور اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے لڑکے آبخورے اور آفتابے اور شراب کے ساتھ نہ اس سے ان کو سرور ہو گا اور نہ اس سے بہکیں گے اور جس قسم کے میوے پسند کریں گے۔ اور جس پرندے کا گوشت چاہیں گے ان کے پاس لیے کھڑے ہوں گے۔

وَحُورٌ عِينٌ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ۔

ان کے لیے گوری بڑی آنکھوں والی عورتیں جیسے کہ موتی سیپ میں چھپا ہوا ہو۔

جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔

یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا۔

وہاں نہ کوئی بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ گناہ کی مگر آپس میں سلام سلام کہنا۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں اختصار کے پیش نظر صرف ترجمہ پیش کر رہا ہوں

marfat.com

اور صحاح ستہ کی ہی احادیث کا تقریباً" خلاصہ پیش خدمت ہے۔

دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ شے کو بھی جنت کی کسی چیز کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں وہاں کی کوئی عورت اگر زمین کی طرف جھانکے تو زمین سے آسمان تک روشنی ہو جائے اور اگر جنتی کا کنگن ظاہر ہو تو آفتاب کی روشنی مٹا دے جیسے آفتاب ستاروں کی روشنی مٹا دیتا ہے۔ جنت کی اتنی جگہ جس میں کوڑا رکھ سکیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ جنت کتنی وسیع ہے اس کو اللہ و رسول ہی جانیں۔ اجمالی بیان یہ ہے کہ اس میں سو درجے ہیں ہر دو درجوں میں وہ مسافت ہے جو آسمان و زمین کے درمیان ہے رہا یہ کہ خود اس درجہ کی کیا مسافت ہے اس کے متعلق کوئی روایت خیال میں نہیں البتہ ایک حدیث ترمذی کی یہ ہے کہ اگر تمام عالم ایک درجہ میں جمع ہوں تو سب کے لیے وسیع ہے جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سو برس تک تیز گھوڑے پر سوار چلتا رہے تو ختم نہ ہو۔ جنت کے دروازے اتنے وسیع ہوں گے کہ ایک بازو سے دوسرے تک تیز گھوڑے کی ستر برس کی راہ ہو گی پھر بھی جانے والوں کی وہ کثرت ہو گی کہ مونڈھے سے مونڈھا چھلتا ہو گا۔ بلکہ بھیڑ کی وجہ سے دروازہ چرچرانے لگے گا اس میں قسم قسم کے جواہر کے محل ہیں ایسے صاف و شفاف کہ اندر کا حصہ باہر سے اور باہر کا اندر سے دکھائی دے جنت کی دیواریں سونے اور چاندی کی اینٹوں اور مشک کے گارے سے بنی ہیں ایک اینٹ سونے کی ایک چاندی کی زمین زعفران کی کنکریوں کی جگہ موتی اور یاقوت۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جنت عدن کی ایک اینٹ سفید موتی کی ہے۔ ایک یاقوت سرخ کی ایک زبرجد سبز کی اور مشک کا گارا ہے اور گھاس کی جگہ زعفران ہے موتی کی کنکریاں اور عنبر کی مٹی جنت میں ایک ایک موتی کا خیمہ ہو گا جس کی بلندی ساٹھ میل جنت میں چار دریا ہیں ایک پانی کا دوسرا دودھ کا تیسرا شہد کا چوتھا شراب کا پھر ان سے نہریں نکل کر ہر ایک کے مکان میں جاری ہیں وہاں کی نہریں زمین کھود کر نہیں بہتیں بلکہ زمین کے اوپر اوپر رواں ہیں۔ نہروں کا ایک کنارا موتی کا دوسرا یاقوت کا اور نہروں کی زمین خالص مشک کی وہاں کی شراب دنیا کی سی نہیں جس میں بدبو اور کڑواہٹ اور نشہ ہوتا ہے۔ اور پینے والے بے عقل ہو جاتے ہیں آپے سے

marfat.com

باہر ہو کر بے ہودہ بکتے ہیں وہ پاک شراب ان سب باتوں سے پاک و منزہ ہے جنتیوں کو جنت میں ہر قسم کے لذیذ سے لذیذ کھانے ملیں گے جو چاہیں گے فوراً ان کے سامنے موجود ہو گا اگر کسی پرند کو دیکھ کر اس کا گوشت کھانے کو جی ہو تو اسی وقت بھنا ہوا ان کے پاس آ جائے گا۔ اگر پانی وغیرہ کی خواہش ہو تو کوزے خود ہاتھ میں آ جائیں گے۔ ان میں ٹھیک اندازے کے موافق پانی دودھ شراب شہد ہو گا۔ وہاں نجاست گندگی پاخانہ پیشاب تھوک رینٹھ کان کا میل بدن کا میل اصلاً نہ ہوں گے ایک خوشبودار فرحت بخش ڈکار آئے گی خوشبو دار فرحت بخش پسینہ نکلے گا سب کھانا ہضم ہو جائے گا اور ڈکار اور پسینے سے مشک کی خوشبو نکلے گی۔ ہر شخص کو سو آدمیوں کے کھانے پینے اور جماع کی طاقت دی جائے گی ہر وقت زبان سے تسبیح و تکبیر بہ قصد اور بلا قصد مثل سانس کے جاری ہو گی کم سے کم ہر شخص کے سرہانے دس ہزار خادم کھڑے ہوں گے۔ خادموں میں ہر ایک کے ایک ہاتھ میں چاندی کا پیالہ ہو گا اور دوسرے ہاتھ میں سونے کا اور ہر پیالے میں نئے نئے رنگ کی نعمت ہو گی جتنا کھاتا جائے گا لذت میں کمی نہ ہو گی۔ بلکہ زیادتی ہو گی ہر نوالے میں ستر مزے ہوں گے ہر مزہ دوسرے سے ممتاز وہ معاً محسوس ہوں گے ایک کا احساس دوسرے سے مانع نہ ہو گا۔ جنتیوں کے نہ لباس پرانے پڑیں گے۔ نہ ان کی جوانی فنا ہو گی پہلا گروہ جو جنت میں جائے گا۔ ان کے چہرے ایسے روشن ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند۔ اور دوسرا گروہ جیسے کوئی نہایت روشن ستارہ جنتی سب ایک دل ہوں گے ان کے آپس میں کوئی اختلاف و بغض نہ ہو گا ان میں ہر ایک کو حورعین میں سے کم سے کم دو بیویاں ایسی ملیں گی کہ ستر ستر جوڑے پہنے ہوں گی۔ پھر بھی ان لباسوں اور گوشت باہر سے ان کی پنڈلیوں کا مغز دکھائی دے گا۔ جیسے سفید شیشے میں شراب سرخ دکھائی دیتی ہے اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ عزوجل نے انھیں یاقوت سے تشبیہ دی اور یاقوت میں سوراخ کر کے اگر ڈورا ڈالا جائے تو ضرور باہر سے دکھائی دے گا۔ آدمی اپنے چہرے کو اس کے رخسار میں آئینہ سے بھی زیادہ صاف دیکھے گا اور اس پر ادنیٰ درجہ کا جو موتی ہو گا وہ ایسا ہو گا کہ مشرق سے مغرب تک روشن کر دے اور ایک روایت میں ہے کہ مرد اپنا ہاتھ اس کے شانوں

marfat.com

کے درمیان رکھے گا تو سینہ کی طرف سے کپڑے اور جلد اور گوشت کے باہر سے دکھائی دے گا اگر جنت کا کپڑا دنیا میں پہنا جائے تو جو دیکھے بے ہوش ہو جائے اور لوگوں کی نگاہیں اس کا تحمل نہ کر سکیں مرد جب اس کے پاس جائے گا اسے ہر بار کنواری پائے گا مگر اس کی وجہ سے مرد و عورت کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو گی۔ اگر کوئی حور سمندر میں تھوک دے تو اس کے تھوک کی شیرینی کی وجہ سے سمندر شیریں ہو جائے اور ایک روایت ہے کہ اگر جنت کی عورت سات سمندروں میں تھوکے تو وہ شہد سے زیادہ شیریں ہو جائیں جب کوئی بندہ جنت میں جائے گا تو اس کے سرہانے اور پائنتی میں دو حوریں نہایت اچھی آواز سے گائیں گی۔ مگر ان کا گانا یہ شیطانی مزامیر سے نہیں بلکہ اللہ عزوجل کی حمد و پاکی ہو گا وہ ایسی خوش گلو ہوں گی کہ مخلوق نے ویسی آواز کبھی نہ سنی ہو گی۔ اور یہ بھی گائیں گی کہ ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی نہ مریں گی ہم چین والیاں ہیں کبھی تکلیف میں نہ پڑیں گی ہم راضی ہیں۔ ناراض نہ ہوں گی مبارک باد اس کے لیے جو ہمارا اور ہم اس کے ہوں گے سر کے بال پلکوں اور بھنوؤں کے سوا جنتی کے بدن پر کہیں بال نہ ہوں گے سب بے ریش ہوں گے۔ سرگیں آنکھیں تیس برس کی عمر کی معلوم ہوں گی کبھی اس سے زیادہ معلوم نہ ہوں گی ادنیٰ جنتی کے لیے اسی ہزار خادم اور بہتر۷۲ بیویاں ہوں گی۔ اور ان کو ایسے تاج ملیں گے۔ کہ اس کا ادنیٰ موتی مشرق و مغرب کے درمیان روشن کر دے اور اگر مسلمان اولاد کی خواہش کرے تو اس کا حمل اور وضع اور پوری عمر (تیس سال کی) خواہش کرتے ہی ایک ساعت میں ہو جائے گی جنت میں نیند نہیں کہ نیند ایک قسم کی موت ہے اور جنت میں موت نہیں جنتی جب جنت میں جائیں گے۔ ہر ایک اپنے اعمال کی مقدار سے مرتبہ پائے گا۔ اور اس کے فضل کی حد نہیں پھر انہیں دنیا کے ایک ہفتہ کی مقدار کے بعد اجازت دی جائے گی کہ اپنے پروردگار عزوجل کی زیارت کریں اور عرش الٰہی ظاہر ہو گا اور رب عزوجل جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں تجلی فرمائے گا اور ان جنتیوں کے لیے منبر بچھائے جائیں گے۔ نور کے منبر' موتی کے منبر' یاقوت کے منبر' زبرجد کے منبر' سونے کے منبر اور چاندی کے منبر اور ان میں ادنیٰ مشک و کافور کے ٹیلے پر بیٹھے گا اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں اپنے گمان میں کرسی والوں کو کچھ اپنے سے

marfat.com

بڑھ کر نہ سمجھیں گے اور خدا کا دیدار ایسا صاف ہو گا جیسے آفتاب اور چودھویں رات کے چاند کو ہر ایک اپنی اپنی جگہ سے دیکھتا ہے کہ ایک کا دیکھنا دوسرے کے لیے مانع نہیں اور اللہ عزوجل ہر ایک پر تجلی فرمائے گا ان میں سے کسی کو فرمائے گا اے فلاں بن فلاں تجھے یاد ہے جس دن تو نے ایسا ایسا کیا تھا دنیا کے بعض معاصی یاد دلائے گا۔ بندہ عرض کرے گا تو اے رب کیا تو نے مجھے بخش نہ دیا فرمائے گا ہاں میری مغفرت کی وسعت ہی کی وجہ سے تو اس مرتبہ کو پہنچا وہ سب اسی حالت میں ہوں گے کہ ابر چھائے گا اور ان پر خوشبو برسائے گا کہ اس کی سی۔خوشبو ان لوگوں نے کبھی نہ پائی تھی' اور اللہ عزوجل فرمائے گا۔ کہ جاؤ اس کی طرف جو میں نے تمہارے لیے عزت تیار کر رکھی ہے جو چاہو لو پھر لوگ ایک بازار میں جائیں گے۔ جسے ملائکہ گھیرے ہوئے ہوں گے اس میں وہ چیزیں ہوں گی کہ ان کی مثل نہ آنکھوں نے دیکھی نہ کانوں نے سنی نہ قلوب پر ان کا خطر گزرا اس میں سے جو چاہیں گے ان کے ساتھ کر دی جائے گی اور خرید و فروخت نہ ہو گی اور جنتی اس بازار میں باہم ملیں گے چھوٹے مرتبہ والا بڑے مرتبہ والے کو دیکھے گا اس کا لباس پسند کرے گا ہنوز گفتگو ختم بھی نہ ہو گی کہ خیال کرے گا میرا لباس اس سے اچھا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ جنت میں کسی کے لیے غم نہیں پھر وہاں سے اپنے اپنے مکانوں کو واپس آئیں گے ان کی بیویاں استقبال کریں گی اور مبارک باد دے کر کہیں گی کہ آپ واپس ہوئے اور آپ کا جمال اس سے بہت زائد ہے کہ ہمارے پاس سے آپ گئے تھے جواب دیں گے کہ پروردگار جبار کے حضور بیٹھنا ہمیں نصیب ہوا تو ہمیں ایسا ہی ہو جانا سزاوار تھا جنتی باہم ملنا چاہیں گے تو ایک کا تخت دوسرے کے پاس چلا جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے پاس نہایت اعلیٰ درجہ کی سواریاں اور گھوڑے لائے جائیں گے اور ان پر سوار ہو کر جہاں چاہیں گے جائیں گے سب سے کم درجہ کا جو جنتی ہے اس کے باغات اور بیویاں اور نعیم اور خدام اور تخت ہزار برس کی مسافت تک ہوں گے۔ اور ان میں اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے معزز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجہ کریم کے دیدار سے ہر صبح و شام مشرف ہو گا جب جنتی جنت میں جائیں گے اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا کچھ اور چاہتے ہو جو تم کو دوں عرض کریں گے تو نے ہمارے منہ روشن کیے جنت میں

marfat.com

داخل کیا جنہم سے نجات دی اس وقت پردہ جو مخلوق پر تھا اٹھ جائے گا تو دیدار الٰہی سے بڑھ کر انہیں کوئی چیز نہ ملی ہو گی **اللھم ارزقنا زیارہ وجھک الکریم بجاہ حبیبک الروف الرحیم علیہ الصلاہ والتسلیم۔** امین

جنت کی جھلک:۔ جنت کا ایک نظارہ دکھانے کے لئے ہم فقیہ ابو اللیث سمرقندی کی کتاب

"قرۃ العیون و مفرح القلب المخرون"۔

ایک اقتباس پیش کرتے ہیں:۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

جب صبح کا وقت ہوگا فرشتہ آئے گا اور محل کے دروازے پر دستک دے گا خادم پوچھے گا "کون ہے"

وہ کہے گا میں اللہ کی طرف سے فرشتہ ہوں۔ اور تمہارے سردار مرد یا سردار عورت کے پاس آیا ہوں اور دنیا کی نماز صبح کا ہدیہ لایا ہوں۔

خادم دروازہ کھول دے گا اور فرشتہ سامنے آکر ان سے کہے گا۔

رب السلام تمہیں سلام فرماتا ہے اور تم سے فرماتا ہے کہ جب تم دنیا میں تھے تو تم میری طرف اپنی اپنی صبح کی نمازیں بھیجا کرتے تھے اور میں ان کو قبول کیا کرتا تھا اور اب یہ ہدیہ ہے جسے اللہ عزوجل نے تمہارے طرف بھیجا ہے یہ تمہارے صبح کی نماز کے عوض ہے اس کے بعد وہ فرشتہ سونے کا خوان پیش کرے گا۔ اس میں ستر طشتریاں ہوں گی۔ دس چاندی کی دس یاقوت کی دس زمرد کی دس موتی کی دس مرجان کی اور دس عقیق کی اور ہر طشتری میں ایسا کھانا ہو گا جو دوسرے کے مشابہ نہ ہوگا۔ اور اس پر سفید برف کی روئی ہوگی یہ اس قدرت سے ہوگی جو حق تعالیٰ کسی شے کے لئے فرماتا ہے "ہو جاؤ" اور وہ ہو جاتی ہے اور وہ سبز سندس کے رومالوں سے ڈھکی ہوئی ہوں گی۔

اور ایک اور فرشتہ آئے گا جس کے ساتھ دوسرا خوان نعمت سونے کا ہوگا۔ اللہ عزوجل کی طرف سے اس میں فواکہ ہوں گے۔ اور ہار، کنگن، پازیب اور انگشتریاں

marfat.com

ہوں گی اور ہر انسان کو سونے کی دس انگشتریاں دی جائیں گی جن کے نگوں پر سبز نور سے کندہ ہوگا اس نگ پر جو انگوٹھے کی انگشتری میں ہوگا۔

"اے میرے بندے میں تم سے راضی ہوں"۔

دوسری جگہ پر ہوگا۔

"تم میرے قریب سے کبھی نہ اکتاؤ گے"۔

چوتھی پر ہوگا

"میرے ٹھہرائے ہوئے گھر میں میرے قرب کی لذت پاؤ"۔

پانچویں پر ہوگا۔

"تم نے دنیا میں بویا اور آخرت میں کاٹا"

چھٹی پر ہوگا۔

"میرے لئے ہو تم نے کیا طویل کیا جب کہ لوگ غافل تھے"۔

ساتویں پر ہوگا

"آج تمہارے لئے میرے مشاہدہ کی خوشی ہے"۔

آٹھویں پر ہوگا۔

"یہ بدلہ ہے اس کا چاہیے کہ عمل کرنے والے عمل کریں"۔

نویں پر ہوگا۔

"سلام ہو تم پر بدلہ میں تمہارے صبر کے۔ کتنا اچھا آخرت کا گھر ہے"۔

دسویں پر ہوگا۔

"رب رحیم کی جانب سے سلام کی بات ہے"۔

غرضیکہ فرشتہ ہر مرد اور عورت کو دس انگشتریاں' تین کنگن ایک سونے ایک چاندی اور ایک موتی کا دے گا۔ جن پر بھی سبز نور سے کندہ ہوگا۔ اس کے بعد کے سروں پر کرامت (بزرگی) کے تاج رکھیں گے۔

اور کوئی جنتی زیور دنیاوی زیور کی کی مانند بوجھل نہ ہوگا دنیا کے زیور تو شور

marfat.com

مچاتے چٹختے اور پرانے ہو جاتے ہی مگر جنتی زیور اللہ سبحان و تعالیٰ کے خفی آواز سے تسبیح کرتے او ایسا راگ گاتے ہوں گے جس سے سننے والوں کو خوشی لور مسرت ہوگی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندوں لور میرے اطاعت گزاروں کو مرحبا۔

اے میرے فرشتو! انہیں جنتی نغمے سناؤ۔ فرشتے جائیں لور جنتی نغمے سنانے والوں کو لائیں گے یہ حورعین ہوں گی اور فرشتے ان کے لئے طاؤس لائیں گے اور درختوں کی شاخوں پر نصب کریں ہر درخت کی شاخ میں ستر ہزار مزامیر ہوں گے پھر عرش کے نیچے سے ہوا چلے گی اور وہ ہر ساز میں داخل ہوگی جس سے ایسے نغمے سنے جائیں گے۔ کہ اس سے بہتر کسی سننے والے نہ سنیں ہوں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ حورعین سے فرمائے گا میرے بندوں کو نغمہ سناؤ جس طرح کہ انہوں نے میری خاطر مطربات سے اپنے کانوں کو دنیا میں بچائے رکھا اور انہوں نے میرے ذکر اور میرے کلام کے سننے سے لذت حاصل کی اب ان کو اپنی آوازوں میں میری حمد و ثنا سناؤ۔ چنانچہ ان کے لئے حورعین نغمہ سنائیں گی اور وہ مزامیرلن کے ہم آواز ہوں گے یہ لوگ اس کے سننے سے وصال حق تعالیٰ میں خوش ہو کر مست ہو جائیں گے اور جب وجد سے افاقہ ہوگا اور ہر طرف سے سیر ہو جائے گی تو عرض کریں گے کہ:

"اے رب ہم دنیا میں تیرے ذکر اور تیرے کلام سے محبت رکھتے تھے"۔

اللہ عزوجل فرمائے گا۔

"ہاں بلا شبہ تمہارے لئے جنت میں وہ سب کچھ ہے جس کو تمہارا دل چاہے گا اور تم یہاں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔

زبور کی تلاوت:-اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

"اے داؤد"

یہ عرض کریں گے "لبیک یا رب العالمین"

حق سبحانہ و تعالیٰ فرمائے گا۔

marfat.com

"اے داؤد میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ منبر پر کھڑے ہو کر میرے بندوں کو اور میرے محبوبوں کو زبور کی دس سورتیں سناؤ۔

حضرت داؤد علیہ السلام منبر پر چڑھیں گے اور زبور کی دس سورتیں پڑھیں گے تو اہل جنت حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز سے جو جنتی نغمہ سناؤں کی طربیہ آواز سے زیادہ شریں ہوگی خوش ہو جائیں گے اورخوشی میں وہ مست ہو جائیں گے حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز نوے مزامیر کی آواز کے برابر ہوگی جب اہل جنت کو وجد سے افاقہ ہوگا تو اللہ فرمائے گا۔

"میرے پیارے بندو کیا تم نے اس سے زیادہ پیاری آواز سنی ہے" جنتی عرض کریں گے "واللہ نہیں" اے ہمارے رب ہمارے کانوں میں تیرے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز کی مانند کسی آواز کا گزر نہیں ہوا۔

اس پر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے

"قسم ہے مجھے اپنی عزت اور جلال کی کہ میں تمہیں ضرور اس سے بھی زیادہ طیب اور پیاری آواز سناؤں گا۔

رسول اکرم کی تلاوتِ قرآن:۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ سے فرمایا جائے گا کہ اے میرے حبیب اے محمد ﷺ منبر پر جلوہ آراء ہو جائیے اور سورۂ طٰہٰ اور یٰسین پڑھیے۔ تو نبی اکرم ﷺ ان سورتوں کی تلاوت کریں گے۔

آپ کی آواز مبارک لحن داؤد سے ستر گنا زیادہ شیریں اور پیاری ہوگی اہل جنت اس مبارک آوز کو سن کر مست ہو جائیں گے اور ان کے نیچے کی کرسیاں اور عرش کی قندیلیں جھومنے لگیں گی اور فرشتے آپ ﷺ کے حسن صوت سے وجد کرنے لگیں گے حور عین اور غلمان بھی سب جھومنے لگیں گے۔ غرض یہ کہ جنت کی کوئی چیز بھی ایسی نہیں رہے گی جو نبی اکرم ﷺ کی قرأت کے حسن صوت سے مست نہ ہو جائے گی۔

marfat.com

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

"اے میرے بندوں کیا تم نے کبھی اس سے زیادہ طیب' شیریں اور پیاری آواز سنی ہے""؟۔

سب عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب قسم ہے تیزی عزت اور تیرے جلال کی کہ جب سے ہم پیدا ہوئے ہیں ہم نے اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ کی مبارک آواز سے زیادہ طیب اور شریں آواز نہیں سنی۔

"اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

"قسم ہے مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی کہ میں تمہیں ضرور اس سے بھی زیادہ طیب اور شریں آواز سناؤں گا۔

خدا کی تلاوتِ قرآن :-اس کے بعد حق تعالیٰ سبحانہ خود سورۃ انعام کی تلاوت فرمائیں گے۔ جب اہل جنت حق تعالیٰ سبحانہ کی آواز سنیں گے تو وجد میں آخر ہوش و حواس کو بیٹھیں گے اور تمام فرشتے۔ حور۔ قصور۔ اشجار۔ حوریں اور نور کی لہریں غرض ہر شے مضطرب ہو جائے گی باغات جھومنے لگیں گے اور جنت وجد میں آجائے گی۔ عرش، کرسی اور ہر شے سب جنبش میں آجائے گی

دیدارِ خداوندی :-اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے وجہ کرم (چہرہ مبارک) یعنی اپنے جمال آراء سے حجابات عظمت کو مکشوف فرمائے گا۔ پھر ندا آئے گی "مین کون ہوں"۔

سب پیکر جمال عرض کریں گے "آپ اللہ ہمارے رزاق و مالک ہیں"۔

اس کے بعد جواب میں اللہ عزوجل فرمائے گا۔

"اے میرے بندوں میں السلام ہوں اور تم مسلمان ہو۔

میں مومن ہوں تم مومنین ہو۔

میں حبیب ہوں تم محبوب ہو۔

میرا کلام ہے اسے سنو۔

marfat.com

یہ میرا نور ہے اسے دیکھو۔

یہ میرا وجہ کریم ہے اس کا دیدار کرو"۔

اس وقت تمام بندے اللہ عزوجل کے وجہ کریم کی طرف بغیر حجاب و واسطہ کے نظر کریں گے اور جب ان کے چہروں پر حق تعالیٰ شانہ کے وجہ کریم کا نور جلوہ فگن ہو گا تو نور سے ان کے چہرے چمکنے لگیں گے اور تمام بندے اللہ جل شانہ کے وجہ کریم کی طرف نظر سے متمتع ہوں گے اور تمام مخلوق سو سال تک حق سبحانہ و تعالیٰ کے وجہ کریم کی طرف نگاہیں جما کر کھڑے رہیں گے اور ان میں سے کسی کو طاقت نہ ہوگی کہ وجہ کریم کی طرف نظر کی شدت لذت سے پلک پر پلک مار سکیں بلکہ وہ لذت نظارہ سے حق سبحانہ کے جمال میں محو رہیں گے اور ان کی نگاہیں اس کے کمال میں جمی ہوں گی۔

حق تعالیٰ سبحانہ مزید خطاب کے ساتھ انہیں مخاطب فرمائیں گے اور کہیں گے السلام علیکم یا معشر الاحباب، تم جتنا چاہو مجھ سے فیض یاب ہو آج میں نے تمہارے لیے اپنے وجہ کریم سے حجاب اٹھا دیئے ہیں۔

اس کے بعد حق تعالیٰ سبحانہ ہر ایک ایک کو ایک انار عطا فرمائے گا جس کا پوست سونے کا ہو گا اور اس کے اندر رنگ برنگے حلے ہوں گے اس کے بعد اپنے حجاب کو پلٹ لے گا اور ان سے فرمائے گا۔

"اے میرے بندو اپنی اپنی منزلوں میں چلے جاؤ میں تم سے راضی ہوں اور میں نے تمہارے حسن کو ستر گنا بڑھا دیا ہے۔

اس کے بعد حق تعالیٰ سبحانہ فرشتوں سے فرمائے گا کہ اے میرے فرشتو انہیں سوار کر کے ان راستوں سے لے جاؤ جن راستوں سے لائے ہو تو فرشتے انہیں یاقوت کے گھوڑے پیش کریں گے جن کی کاٹھی بھی سرخ یاقوت کی ہوگی اور ان کے بازو سبز یاقوت کے ہوں گے۔

راستے میں اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا۔

marfat.com

"اے میرے بندو معرفت کے بازار کی سیر کرو"۔

تو وہ اس بازار کی سیر کریں گے اور ایک دوسرے سے پوچھیں گے۔

"بھائی جنت میں تمہارے مکانات کہاں ہیں" اس طرح ایک دوسرے سے متعارف ہوں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے دیدار سے مشرف فرمانے کے لئے کسی کو ہر جمعہ ایک مرتبہ یاد فرمائے گا۔

کسی کو سال میں ایک مرتبہ

اور کسی کو مہینہ میں ایک مرتبہ

اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ انہیں ساری مدت میں ایک ہی مرتبہ دیدار نصیب ہوگا۔ یہ ان کی منزلوں کے اعتبار سے ہے۔

حضرت مولانا قاری طیب رحمتہ اللہ علیہ سے ایک حدیث شریف کی تشریح منقول ہے جو ان کی کتاب "خطبات حکیم الاسلام" جلد دوم صفحہ 395 کے حوالے سے درج ذیل ہے۔ جس سے بہشت کی ایک تصویر سامنے آجائے گی فرماتے ہیں۔

حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اس شان سے کہ ایک آئینہ ان کے ہاتھ میں تھا اس آئینہ کے وسط میں ایک سیاہ نقطہ تھا جو بالکل ممتاز تھا۔ آپ نے پوچھا۔

"جبریل یہ سیاہ نقطہ کیا ہے؟ اور یہ آئینہ کیسا ہے؟

عرض کیا یہ یاہ نقطہ مزید ہے جس کے معنی زیادتی کے آتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ مزید کیا ہے "عرض کیا یا رسول اللہ یہ جنت میں ایک میدان ہے اور جنت کے بالائی حصہ میں ہے یعنی اوپر نیچے سو جنتیں ہیں اور ہر جنت آسمانوں اور زمینوں سے بڑی ہے سب سے اوپر کا حصہ جو عرش کے نیچے ہے اس میں ایک میدان ہے جو بالکل سفید ہے اس کی گھاس بھی سفید درخت سفید' عرض کی ہر چیز سفید اور شفاف ہے اور عرض کیا اتنا بڑا میدان ہے کہ ہزارہا برس مجھے گھومتے ہوئے

marfat.com

ہوگئے ہیں اب تک پوری طرح اس کی کنہ "اور حقیقت" کو نہیں پاسکا۔

حدیث میں ہے کہ جبریل علیہ السلام کو اصل شکل میں آپ ﷺ نے دو مرتبہ دیکھا ہے اس شان سے کہ زمین سے لے کر آسمان تک اور مشرق سے لے کر مغرب تک ساری فضا ان کے بدن میں گھری ہوئی تھی چھ سو باز تھے۔ سورج سے زیادہ روشن تاج ان کے سر پر تھا۔ اندازہ کیجئے کہ وہ میدان کتنا برا ہوگا جس میں حضرت جبریل علیہ السلام ہزارہا برس سے گھومتے رہے ہیں لیکن ابھی تک پورا نہیں کر سکے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس میدان کی غرض و غایت کیا ہوگی؟

عرض کیا کہ یہ دربار خداوندی منعقد ہونے کا موقع ہوگا۔ انبیاء علیہم السلام کے منبر اس میدان میں بچھائے جائیں گی۔ گول دائرے کی شکل میں نور کے منبر ہوں گے۔ ہر نبیؑ کے منبر کے پیچھے امت کی کرسیاں ہوں گی۔ اور وہ پورا میدان ان بیٹھنے والوں کی کرسیوں سے بھر جائے گا۔ دنیا میں جتنا جس کو تعلق نبی اور دین سے تھا اتنا ہی وہ منبر نبوی کے قریب ہوگا۔ اور وہ کرسیاں اس شان سے ہوں گی کہ ایک کے دیکھنے میں دوسرا حائل نہیں ہوگا جیسے آپ نے دیکھا ہوگا بڑی بڑی مجالس میں کرسیاں اس ترتیب سے بچھاتے ہیں کہ اگلی صف ذرا نیچی پچھلی ذرا اونچی تاکہ ہر شخص بے تکلف سامنے کی اسٹیج کو دیکھ سکے۔ اس انداز سے کرسیاں بچھائی جائیں گی میدان کے کناروں پر کرسیان نہیں ہوگی۔ لہذا کچھ غالیچے کچھ فانوس ہوں گے اس طرح سے یہ میدان بھر جائے گا۔ اب گویا دربار بن گیا۔ کہ چہار طرف انبیاء علیہم السلام کے منبر ہیں ان کے پشت پر کرسیاں ہیں بیچ میں حق تعالیٰ شانہ کی کرسی آئے گی جس کا ذکر قرآن میں ہے۔

وسع کرسیہ السموت والارض

حدیث شریف میں اس کرسی کی عظمت و بڑائی بیان فرمائی گئی کہ ساتوں آسمان اور زمیں اس کے سامنے ایسے ہیں جیسے ایک میدان میں ایک چھلہ پڑا ہوا ہوتا ہے اتنی عظیم کرسی ہے آخر جس بادشاہ کی یہ کرسی ہے اس بڑائی اور عظمت کے مناسب اس کی شان ہے حق تعالیٰ شانہ اس کرسی و تخت پر بیٹھتے ہیں وہ جسم سے بری ہیں اور

marfat.com

صورت سے منزہ ہیں لیکن ان کی صفت ملک یعنی بادشاہ سے چنانچہ بادشاہت کے جتنے لوازم ہیں وہ سب جمع کئے گئے تخت سلطنت بھی ہے جس کا نام عرش عظیم ہے۔ عرش مثل قبہ کے ہے جو ساری کائنات پر چھایا ہوا ہے اور ڈھانپے ہوئے ہے عرش کے اوپر رحمت کی تجلی مستوی ہے فرمایا گیا۔

الرحمٰن علی العرش استوی

تو عرش کے اوپر رحمت چھائی ہوئی ہے اور عرش کائنات پر چھایا ہوا ہے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کائنات کے اوپر رحمت کے ساتھ ہے غضب کے ساتھ نہیں۔ غضب اگر سامنے آجائے تو مخلوق کا پتہ بھی نہ چلے رحمت ہی نے سنبھال رکھا ہے۔

تو رحمت کی تجلی عرش پر مستوی ہے اس رحمت سے احکام پھوٹتے ہیں ہدایات و رہنمائی کتب سماوی' قوانین خداوندی اور قضا و قدر سب وہیں سے چلتی ہیں جیسے ملک کی تمام تجاویز و احکامات تخت سلطنت سے جاری ہوتے ہیں اس طرح عرش عظیم سے تخت سلطنت قائم کیا گیا ہے عرش کے نیچے ایک عظیم سمندر ہے جس پر عرش قائم ہے۔ اس سمندر کے نیچے سو جنتیں ہیں ہر جنت آسمانوں اور زمینوں سے بڑی ہے سو جس سے نیچے پھر آسمان تہہ ب تہ ہیں اور اس کے نیچے زمین اوپر فضا اس کے اوپر آسمان اس کے اوپر جنتیں اس کے اوپر سمندر اور اس کے اوپر عرش عظیم عرش پر پہنچ کر مخلوق کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے تو عرش اور جنتوں کے درمیان میں یہ میدان ہے جس کی عظمت و بڑائی یہ ہے کہ اس میں دربار خداوندی منعقد ہوگا بیچ میں کرسی بچھائی جائی جائے گی۔

marfat.com

دوزخ کا بیان

یہ ایک مکان ہے کہ اس قہار و جبار کے جلال و قہر کا مظہر ہے جس طرح اس کی رحمت و نعمت کی انتہا نہیں کہ انسانی خیالات و تصورات جہاں تک پہنچیں وہ ایک رشمہ ہے اس کی بے شمار نعمتوں سے اسی طرح اس کے غضب و قہر کی کوئی حد نہیں کہ ہر وہ تکلیف و اذیت کہ جسے ادراک کیا جائے ایک ادنیٰ حصہ ہے۔ اس کے بے انتہا عذاب کا قرآن مجید و احادیث میں جو اس کی سختیاں مذکور ہیں ان میں سے کچھ اجمالاً بیان کرتا ہوں کہ مسلمان دیکھیں اور اس سے پناہ مانگیں اور ان اعمال سے بچیں جن کی جزا جہنم ہے حدیث میں ہے کہ جو بندہ جہنم سے پناہ مانگتا ہے جہنم کہتا ہے اے رب یہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو اس کو پناہ دے قرآن مجید میں بکثرت ارشاد ہوا جہنم سے بچو دوزخ سے ڈرو ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ ہم کو سکھانے کے لیے کثرت کے ساتھ اس سے پناہ مانگتے جہنم کے شرارے (پھول) اونچے اونچے محلوں کے برابر اڑیں گے گویا زرد اونٹوں کی قطار ہے وہ پیہم آتے رہیں گے آدمی اور پتھر اس کا ایندھن ہے یہ جو دنیا کی آگ ہے اس آگ کے ستر جزوں میں سے ایک جز ہے جس کو سب سے کم درجہ کا عذاب ہو گا اسے آگ کی جوتیاں پہنا دی جائیں گی جس سے اس کا دماغ ایسا کھولے گا جیسے تانبے کی پتیلی کھولتی ہے۔ وہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ عذاب اس پر ہو رہا ہے حالانکہ اس پر سب سے ہلکا ہے سب سے ہلکے درجے کا جس پر عذاب ہو گا اس سے اللہ عزوجل پوچھے گا کہ اگر ساری زمین تیری ہو جائے تو کیا اس عذاب سے بچنے کے لیے تو سب فدیہ میں دے دے گا وہ کہے گا ہاں فرمائے گا کہ جب تو پشت آدم میں تھا تو ہم نے اس سے بہت آسان چیز کا حکم دیا تھا کہ کفر نہ کرنا مگر تو نہ مانا جہنم کی آگ ہزار برس تک دھکائی گئی یہاں تک کہ سرخ ہو گئی پھر ہزار برس اور یہاں تک کہ سفید ہو گئی پھر ہزار برس اور یہاں تک کہ سیاہ ہو گئی تو اب وہ نری سیاہ ہے جس میں روشنی کا نام نہیں جبرئیل علیہ السلام نے حضرت نبی اکرم ﷺ سے قسم کھا کر عرض کی کہ اگر جہنم سے سوئی کے ناکے کے برابر کھول دیا جائے تو زمین والے سب کے سب اس کی گرمی سے مر جائیں اور قسم کھا کر کہا کہ اگر جہنم کا کوئی داروغہ اہل دنیا

marfat.com

پر ظاہر ہو تو زمین کے رہنے والے کل کے کل اس کی ہیبت سے مرجائیں اور یہ قسم بیان کیا کہ اگر جہنمیوں کی زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو کانپنے لگیں اور انہیں قرار نہ ہو یہاں تک کہ نیچے کی زمین تک دھنس جائیں یہ دنیا کی آگ (جس کی گرمی اور تیزی سے کون واقف نہیں کہ بعض موسم میں تو اس کے قریب جانا شاق ہوتا ہے پھر بھی یہ آگ) خدا سے دعا کرتی ہے کہ اسے جہنم میں پھر نہ لے جائے مگر تعجب ہے انسان سے کہ جہنم میں جانے کا کام کرتا ہے اور اس آگ سے نہیں ڈرتا جس سے آگ بھی ڈرتی اور پناہ مانگتی ہے دوزخ کی گہرائی کو خدا ہی جانے کہ کتنی گہری ہے حدیث میں ہے کہ اگر پتھر کی چٹان جہنم کے کنارے سے اس میں پھینکی جائے تو ستر برس میں بھی تہ تک نہ پہنچے گی۔ اور اگر انسان کے سر برابر سیسہ کا گولا آسمان سے زمین کو پھینکا جائے تو رات آنے سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا حالانکہ یہ پانچ سو برس کی راہ ہے پھر اس میں مختلف طبقات و وادی اور کوئیں ہیں بعض وادی ایسی ہیں کہ جہنم بھی ہر روز ستر مرتبہ یا زیادہ ان سے پناہ مانگتی ہے یہ خود اس مکان کی حالت ہے اگر اس میں اور کچھ عذاب نہ ہوتا تو یہی کیا کم تھا مگر کفار کی سرزنش کے لیے اور طرح طرح کے عذاب مہیا کیے لوہے کے ایسے بھاری گرزوں سے فرشتے ماریں گے کہ اگر کوئی گرز زمین پر رکھ دیا جائے تو تمام جن و انس جمع ہو کر اس کو اٹھا نہیں سکتے بختی ایک قسم کے اونٹ ہیں جو سب اونٹوں سے بڑے ہوتے ہیں۔

اونٹ کی گردن برابر بچھو اور اللہ جانے کس قدر بڑے سانپ کہ اگر ایک مرتبہ کاٹ لیں تو اس کی سوزش درد بے چینی ہزار برس تک رہے تیل کی جلی ہوئی تلچھٹ کی مثل سخت کھولتا پانی پینے کو دیا جائے گا کہ منہ کے قریب ہوتے ہی اس کی تیزی سے چہرے کی کھال گر جائے گی سر پر گرم پانی بہایا جائے گا۔ جہنمیوں کے بدن سے جو پیپ بہے گی وہ پلائی جائے گی خاردار تھوہر کھانے کو دیا جائے گا وہ ایسا ہو گا کہ اگر اس کا ایک قطرہ دنیا میں آئے تو اس کی سوزش اور بدبو تمام اہل دنیا کی معیشت برباد کر دے اور وہ گلے میں جا کر پھندا ڈالے گا۔ اس کے اتارنے کے لیے پانی مانگیں گے تو ان کو وہ کھولتا پانی دیا جائے گا کہ منہ کے قریب آتے ہی منہ کی ساری کھال گل کر اس میں

marfat.com

گر پڑے گی اور پیٹ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور وہ شوربے کی طرح بہہ کر قدموں کی طرف نکلیں گی پیاس اس بلا کی ہو گی کہ اس پانی پر ایسے گریں گے جیسے تونس کے مارے ہوئے اونٹ پھر کفار جان سے عاجز آ کر باہم مشورہ کر کے مالک علیہ الصلاۃ والسلام (داروغہ جہنم) کو پکاریں گے کہ اے مالک (علیہ الصلوۃ والسلام) تیرا رب ہمارا قصہ تمام کر دے مالک علیہ الصلاۃ والسلام ہزار برس تک جواب نہ دیں گے ہزار برس کے بعد فرمائیں گے مجھ سے کیا کہتے ہو اس سے کہو جس کی تم نے نافرمانی کی ہے ہزار برس تک رب العزۃ کو اس کی رحمت کے ناموں سے پکاریں گے وہ ہزار برس تک جواب نہ دے گا اس کے بعد فرمائے گا تو یہ فرمائے گا "دور ہو جاؤ جہنم میں پڑے رہو مجھ سے بات نہ کرو" اس وقت کفار ہر قسم کی خیر سے ناامید ہو جائیں گے اور گدھے کی آواز کی طرح چلا کر روئیں گے ابتدا" آنسو نکلیں گے جب آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون روئیں گے روتے روتے گالوں میں خندقوں کی شکل گڑھے پڑ جائیں گے رونے کا خون اور پیپ اس قدر ہو گا کہ اگر اس میں کشتیاں ڈالی جائیں تو چلنے لگیں جہنمیوں کی شکلیں ایسی کریہہ (بلاصورت) ہوں گی کہ اگر دنیا میں کوئی جہنمی اسی صورت پر لایا جائے تو تمام لوگ اس کی بدصورتی اور بدبو کی وجہ سے مر جائیں اور جسم ان کا ایسا بڑا کر دیا جائے گا کہ ایک شانہ سے دوسرے تک تیز سوار کے لیے تین دن کی راہ ہے ایک ایک داڑھ احد کے پہاڑ برابر ہو گی کھال کی موٹائی بیالیس و راع کی ہو گی زبان ایک کوس دو کوس تک منہ سے باہر گھسٹتی ہو گی کہ لوگ اس کو روندیں گے بیٹھنے کی جگہ اتنی ہو گی جیسے مکہ سے مدینہ تک اور وہ جہنم میں منہ سکوڑے ہوں گے کہ اوپر کا ہونٹ سمٹ کر بیچ سر کو پہنچ جائے گا اور نیچے کا لٹک کر ناف کو آ لگے گا۔ ان مضامین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی شکل جہنم میں انسانی شکل نہ ہو گی کہ یہ شکل احسن تقویم ہے اور یہ اللہ عزوجل کو محبوب ہے کہ اس کے محبوب کی شکل سے مشابہ ہے۔ بلکہ جہنمیوں کا وہ حلیہ ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ پھر آخر میں کفار کے لیے یہ ہو گا کہ اس کے قد برابر آگ کے صندوق میں بند کر دیں گے۔ پھر اس میں آگ بھڑکائیں گے اور آگ کا قفل لگایا جائے گا پھر یہ صندوق آگ

marfat.com

کے دوسرے صندوق میں رکھا جائے گا۔ اور ان دونوں کے درمیان آگ جلائی جائے گی اور اس میں آگ کا قفل لگایا جائے گا۔ پھر اسی طرح اس کو ایک صندوق میں رکھ کر اور آگ کا قفل لگا کر آگ میں ڈال دیا جائے گا تو اب ہر کافر یہ سمجھے گا کہ اس کے سوا اب کوئی آگ میں نہ رہا اور یہ عذاب بالائے عذاب ہے اور اب ہمیشہ اس کے لیے عذاب ہے جب سب جنتی جنت میں داخل ہو لیں گے اور جہنم میں صرف وہی رہ جائیں گے جن کو ہمیشہ کے لیے اس میں رہنا ہے۔ اس وقت جنت و دوزخ کے درمیان موت کو مینڈھے کی طرح لا کر کھڑا کیا جائیگا۔ پھر منادی جنت والوں کو پکارے گا وہ ڈرتے ہوئے جھانکیں گے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں سے نکلنے کا حکم ہو پھر جہنمیوں کو پکارے گا وہ خوش ہوتے ہوئے جھانکیں گے کہ شاید اس مصیبت سے رہائی ہو جائے پھر ان سب سے پوچھے گا کہ اسے پہنچانتے ہو سب کہیں گے۔ کہ نہیں حکم ہو گا کہ یہ موت ہے اور پھر ان کے سامنے اسے ذبح کر دیا جائیگا اور منادی کہے گا اب کے بعد کسی پر موت نہیں جنتی و دوزخی دونوں کے لئے دوام و ہمیشگی ہے۔

وصیت:۔

ایمان کی دولت سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اس کی مکمل حفاظت کی جائے کیونکہ اسی دولت ایمان کی بدولت قیامت کو کتنا بھی گنہگار ہو گا آخر جنت میں داخل ہو گا۔ انسان کی کامیابی کا راز ان اشیاء پر ہے۔ اول۔ ایمان جو کہ خوف و رجاء امید و بیم کے مابین ہے دوسرا عمل صالح یعنی رسول اکرم ﷺ کی سنن **سنیہ** کے مطابق نیک عمل کیا جائے سنت نبویؐ کے علاوہ کسی جائز امر سے بھی حتی المقدور احتراز کرے تیسرا ہمہ وقت یاد الہی میں مصروف رہے کمال محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے منعم کو یاد رکھے تو جس منعم کی نعمتوں سے کوئی لمحہ بھی خالی نہیں کہ اس لمحہ میں انسان کو کوئی نعمت نہ ملی ہو جیسا کہ محاورہ ہے دست بکار دل بیار ہاتھ کام میں مصروف ہو اور دل یاد الہی میں مستغرق ہو یہ کوئی مشکل بھی نہیں جیسے کسی عورت کے اکلوتے جوان بیٹے کے مرنے پر آخر کار دنیاوی کاروبار میں مصروف ہو جاتی ہے اور دلی خیال بچے کی طرح لگا رہتا ہے اگر عورت کام کرتے ہوئے اپنے فوت شدہ بچے کی یاد میں محو رہ سکتی ہے تو انسان کاروبار کرتے ہوئے خدا کی یاد میں کیوں محو نہیں رہ سکتا یہ آخر میں

marfat.com

میری قارئین حضرات سے یہی التجا ہے کہ بندہ نے اپنی کوشش کی ہے پھر بھی یقیناً" اس میں خامیاں رہ گئی ہوں گی۔ اچھی باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے نقائص اور کوتاہیوں کو نظر انداز فرمائیں اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو اپنی بارگاہ بے پناہ میں قبول فرمائے قارئین حضرات کو اس سے مستفید اور میرے لیے اسے نجات کا سبب بنائے

آٹھ صفر المظفر ء بروز پیر بمطابق جولائی ء کو پہلا حصہ عقائد اسلام مکمل ہوا۔

نسال اللہ العافیہ والمعافاۃ فی الدین والدنیا والاخرۃ بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ واولیاء امتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

تمت بالخیر

marfat.com

ماخذ و مراجع کتب

1- قرآن مجید — اللہ جل جلالہ

2- تفسیر ابن کثیر — حافظ عماد الدین ابن کثیر

3- تفسیر کبیر — امام فخر الدین محمد بن محمد رازی

4- روح البیان — علامہ اسماعیل حقی

5- تفسیر مظہری — علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی

6- تفسیر عزیزی — شاہ عبد العزیز محدث دہلوی

7- خزائن العرفان — صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی

8- الجامع لاحکام القرآن — امام قرطبی

9- احکام القرآن — امام ابو بکر جصاص

10- ضیاء القرآن — پیر محمد کرم شاہ بھیرہ شریف

11- بخاری شریف — امام محمد بن اسماعیل بخاری

12- مسلم شریف — امام مسلم بن حجاج قشیری

13- ترمذی شریف — امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی

14- ابوداؤد — امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث

15- نسائی — امام نسائی ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب

marfat.com

16- ابن ماجہ	امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ
17- طحاوی	ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی الحنفی
18- مشکوٰۃ شریف	امام ابو محمد حسین بن حنبل الفراء البغوی
19- زجاجتہ المصابیح	ابوالحسنات السید عبداللہ بن سید مظفر حسین حیدر آبادی
20- الجامع الرضوی	مولانا ظفرالدین القادری الرضوی
21- الحادی للفتاوی	امام جلال الدین سیوطی
22- ردالمحتار	علامہ ابن عابدین شامی
23- فتاوی عالمگیریہ	شیخ نظام الدین و جماعت علماء ہند
24- خصائص کبریٰ	امام جلال الدین سیوطی
25- حجتہ اللہ علی العالمین	علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی
26- ہدایہ شریف	برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر الفرغمانی الرغینانی
27- مدارج النبوت	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
28- شرح سفرالسعادۃ	" "
29- مکتوبات	امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمتہ
30- فتوح الغیب	امام ربانی عبدالقادر جیلانی
31- عوارف المعارف	شیخ شہاب الدین سہروردی
32- نفحات الانس	مولانا عبدالرحمٰن جامی
33- فتاوی رضویہ	مولاناالشاہ احمد رضا خاں بریلوی

marfat.com

34- بہار شریعت — مولانا امجد علی اعظمی

35- تذکرہ المشائخ نقشبندیہ — پروفیسر علامہ نور بخش توکلی

36- قطب، الارشاد — مولانا فقیر اللہ افغانی

37- الروض المجود — مولانا فضل حق خیر آبادی

38- ملفوظات — شاہ غلام علی دہلوی

39- ترجمہ مشائخ توگیرا — احمد الدین سیفی توگیروی

40- شرح فقہ اکبر — ملا علی القاری

41- ابوالمنتھی شرح فقہ اکبر — ملا ابوالمنتھی

42- مقالات کاظمی — علامہ سید احمد سعید کاظمی

43- مقالات سعیدی — مولانا غلام رسول سعیدی

44- الحدیقہ الندیہ شرح الطریقتہ المحمدیہ — علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی

45- کشف المحجوب — حضرت علی الجویری داتا گنج بخش

46- ہشت بہشت — ملفوظات مشائخ چشت اہل بہشت

47- تاریخ مشائخ چشت — خلیق احمد نظامی

48- الذکرالجمیل — مولانا محمد شفیع اوکاڑوی

49- اجزاءے ایمان — پروفیسر محمد طاہر القادری

50- سرالاسرار — امام الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی

51- عقائد الاسلام — مولانا عبدالحق حقانی

marfat.com

52- دلائل السلوک۔ شیخ محمد اکرم اعوان اویسی

53- تعلیم الصبیان مولانا محمد یوسف معنوی پشاور

54- عقائد اہل سنت مولانا مشتاق احمد نظامی

55- شرح عقائد نسفی علامہ سعد الدین تفتازانی

56- نبراس شرح شرح عقائد نسفی علامہ عبد العزیز پرہاروی

57- تشریحات ضیائیہ علی جوابات سیفیہ مولانا ضیاء اللہ نقشبندی سیفی

58- منتخبات از مکتوبات معصومیہ عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم سرہندی

59- مکتوبات سعیدیہ خواجہ محمد سعید نقشبندی سرہندی

60- انوار قدسیہ امام عبدالوہاب شعرانی

61- تحقیق الوجد مولانا پیر غلام مرتضیٰ نقشبندی

62- اربعین نووی امام شرف الدین نووی

63- جواہر البحار علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی

64- شفاء شریف امام قاضی عیاض علیہ الرحمتہ

65- الحائر السائر شیخ نجم الدین کبریٰؒ .

66- کتاب الروح علامہ ابن قیم جوزی

67- علم الکلام علامہ محمد ادریس کاندھلوی

marfat.com

یا صاحبَ الجمالِ و یا سیّدَ البشر

مِن وجہکَ المنیرِ لقد نُوِّرَ القمر

لا یمکنُ الثناءُ کما کانَ حقّہٗ

"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

marfat.com

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ

کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

حَسُنَت جَمِیعُ خِصَالِہٖ

صَلُّوا عَلَیہِ وَآلِہٖ

marfat.com